عمران سیریز

ایس تھری

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ٹائیگر کرسی پر بیٹھا جھک کر بوٹ کے تسمے باندھنے میں مصروف تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس وقت اس کے کمرے میں کسی کے آنے کی اسے کوئی توقع ہی نہ تھی۔ وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے لاک ہٹا کر دروازہ کھولا تو باہر ایک نوجوان مقامی لڑکی کھڑی تھی۔ اس کے جسم پر مکمل لباس تھا۔ چہرے پر معصومیت اور شرافت کا پرتو واضح طور پر نمایاں تھا۔

"جی فرمایئے"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کا نام ٹائیگر ہے"...... اس لڑکی نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں، مگر آپ کون ہیں اور کس لئے آئی ہیں"...... ٹائیگر نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ ٹائیگر ہوٹل میں رہتا تھا

اور صبح کافی دیر سے وہ باہر نکلنے کا عادی تھا۔ اس وقت بھی تقریباً دن کے گیارہ بجے کا وقت تھا اور وہ باہر جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ دستک کی آواز سنائی دی تھی۔

"میرا نام عاصمہ ہے اور میں آپ سے ایک ضروری بات کرنے آئی ہوں۔ آپ یہاں اکیلے رہتے ہیں یا فیملی کے ساتھ"....... لڑکی نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا۔

"جی میں اکیلا رہتا ہوں۔ آپ نیچے لابی میں تشریف رکھیں۔ میں آ رہا ہوں"....... ٹائیگر نے کہا۔

"جی اچھا"....... اس لڑکی نے اس انداز میں جواب دیا جیسے وہ خود بھی یہی چاہتی ہو اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ گئی تو ٹائیگر نے دروازہ بند کیا اور واپس آ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور ہوٹل کی استقبالیہ کا نمبر پریس کر دیا۔

"یس"....... دوسری طرف سے استقبالیہ پر بیٹھی ہوئی لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ آپ نے میرے کمرے میں کسی خاتون کو بھیجنے سے پہلے مجھ سے فون پر اجازت کیوں نہیں لی"....... ٹائیگر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"خاتون اور آپ کے کمرے میں۔ نہیں جناب، یہاں تو کسی نے آ کر بات ہی نہیں کی"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا"....... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ

اس لڑکی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہو گی اور کسی نے اسے اس کے کمرے کا نمبر بتا کر یہاں بھیج دیا ہو گا۔ بہرحال اس نے کوٹ پہنا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور پھر دروازہ لاک کر کے وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ جب وہ لابی میں پہنچا تو وہاں وہ لڑکی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ ٹائیگر کے قریب پہنچنے پر وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"تشریف رکھیں"....... ٹائیگر نے کہا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ کر اس نے ویٹر کو کافی لانے کا کہہ دیا۔

"جی اب فرمائیں۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ ٹائیگر نے بغور اس لڑکی کو دیکھتے ہوئے کہا جو نظریں جھکائے خاموش بیٹھی ہوئی تھی لیکن وہ اس انداز میں خاموش بیٹھی ہوئی تھی جیسے کسی تذبذب کا شکار ہو۔

"آپ کھل کر بات کریں مس عاصمہ۔ پہلے تو آپ یہ بتائیں کہ میرے کمرے کا نمبر اور میرے بارے میں آپ کو کس نے بتایا ہے"....... ٹائیگر نے کہا۔

"ہوٹل شیراز کا ویٹر ہے رحمت علی۔ اس نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ آپ ویسے تو زیرزمین دنیا کے بدنام آدمی ہیں لیکن آپ انتہائی شریف آدمی ہیں اور آپ مجھے میرا حق دلا دیں گے"....... لڑکی نے رک رک کر کہا۔ اس کی نظریں مسلسل نیچی ہی تھیں۔

"حق، کیسا حق۔ کھل کر بات کریں"....... ٹائیگر نے کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے آکر کافی کے برتن لگانے شروع کر دیئے تو ٹائیگر بھی خاموش ہو گیا۔ ویٹر کے جانے کے بعد اس نے کافی بنائی اور ایک پیالی اس نے عاصمہ کے سامنے رکھ دی۔

"میری آپ سے گزارش ہے کہ اگر آپ میری مدد نہ کر سکیں تو مجھے صاف جواب دے دیں کیونکہ میں بار بار اس طرح ہوٹل میں نہیں آ سکتی۔ اب بھی نجانے کس طرح اپنے آپ پر جبر کر کے یہاں آئی ہوں"....... لڑکی نے آہستگی سے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں اور کھل کر بات کریں۔ ویٹر رحمت علی نے آپ کو درست بتایا ہے۔ میں واقعی شریف آدمی ہوں"....... ٹائیگر نے کہا۔

"ہم دو بہنیں ہیں۔ مجھ سے چھوٹی کا نام عاتکہ ہے۔ ہمارے والد جو محکمہ فون میں سپروائزر تھے گذشتہ سال فوت ہو گئے ہیں۔ وہ انتہائی ایماندار آدمی تھے اس لئے صرف تنخواہ پر ہی گزارہ تھا۔ ہمارا کوئی بھائی نہیں ہے۔ صرف ایک ماں ہے جو آنکھوں سے تقریباً نابینا ہے۔ میں گریجوایٹ ہوں۔ والد کی وفات کے بعد میں نے ایک پرائیوٹ سکول میں ملازمت کر لی اس طرح کسی نہ کسی انداز میں گزارہ چلتا رہا۔ میری چھوٹی بہن عاتکہ کالج میں فورتھ ایئر کی طالبہ ہے۔ ہم گوپی محلے میں رہتے ہیں۔ وہاں ایک بہت بڑا بدمعاش بھی رہتا ہے جس کی دہشت پورے محلے پر ہے لیکن میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی

ہمارا اس سے کوئی تعلق ہے۔ اس کا نام جیگر ہے وہ ہوٹل شیراز میں بھی کام کرتا ہے۔ اس کا ایک بھائی ہے جس کا نام مارٹی ہے وہ اس علاقے کا دادا ہے۔ اس نے وہاں کیسٹوں کی دکان کھول رکھی ہے۔ سنا ہے کہ وہ بھی بہت بڑا غنڈہ ہے۔ میری چھوٹی بہن پرسوں کالج سے واپس آ رہی تھی کہ اس مارٹی نے اسے سب کے سامنے زبردستی اغوا کر لیا اور کار میں ڈال کر لے گیا۔ چونکہ یہ کارروائی سب کے سامنے ہوئی تھی لیکن ان لوگوں کی دہشت کی وجہ سے کوئی بھی ان کا ہاتھ نہ پکڑ سکا البتہ انہوں نے گھر آکر اطلاع دے دی۔ میں تو بے بس اور کمزور لڑکی ہوں۔ میں تو ان غنڈوں سے نہ لڑ سکتی ہوں اور نہ ہی ان کا مقابلہ کر سکتی ہوں۔ ہمارا کوئی بھائی بھی نہیں ہے ایک دور کا رشتہ دار ہے جو اس محلے میں رہتا ہے۔ وہ بوڑھا آدمی ہے میں ان کے پاس گئی تو انہوں نے جا کر محلے کے بزرگوں سے بات کی لیکن کوئی بھی ان غنڈوں کے مقابلے پر آنے کے لئے تیار نہ ہوا البتہ انہوں نے پولیس میں اطلاع دینے کے لئے کہا۔ میں اور چچا پولیس تھانے گئے لیکن انہوں نے ہماری کوئی بات نہیں سنی اور ہمیں ڈرا دھمکا کر واپس بھیج دیا۔ چچا بوڑھے اور بیمار آدمی ہیں وہ زیادہ چل پھر نہیں سکتے۔ اس لئے وہ بھی بے بس ہو کر بیٹھ گئے البتہ محلے کے ایک بزرگ اور شریف آدمی نے مجھے بتایا کہ اگر جیگر چاہے تو میری بہن کو واپس کرا سکتا ہے۔ وہ بزرگ میرے ساتھ ہوٹل شیراز آئے اور اس جیگر سے ملے لیکن اس نے الٹا مجھے بھی اغوا کرنے کی دھمکی دے دی اور کہا کہ میں عاتکہ کو

بھول جاؤں اور ہمیں دھمکیاں دے کر واپس بھجوا دیا۔ تب مجھے ویٹر رحمت علی ملا۔ وہ بھی بوڑھا آدمی ہے اس نے ہماری حالت دیکھی تو اس نے ہمیں آپ کا نام بتایا اور آپ کے ہوٹل کا نام اور کمرہ نمبر بتایا اور یقین دلایا کہ اگر آپ ہماری مدد پر آمادہ ہو گئے تو ہمارا حق ہمیں واپس مل جائے گا۔ محلے دار بزرگ نے یہاں آنے سے صاف انکار کر دیا اور میں ہمت کر کے خود آئی ہوں"....... عاصمہ نے رک رک کر بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے تھے۔ اس نے کافی کی پیالی کو ہاتھ بھی نہ لگایا تھا۔

"وہ جہانگیر کیا کہتا ہے کہ اس کے بھائی نے عاتکہ کو کیوں اس طرح اغوا کیا ہے۔ اس کی وجہ"....... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ عاتکہ کو چھیڑتا تھا۔ ایک بار عاتکہ نے اسے گالیاں دیں تو اس نے بدلہ لینے کی دھمکی دی۔ عاتکہ خوف کے مارے اس دن کالج بھی نہیں گئی۔ پھر میں نے اسے سمجھا بجھا کر بھیجنا شروع کر دیا لیکن پھر یہ واقعہ ہو گیا"....... عاصمہ نے جواب دیا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ آپ اور عاتکہ دونوں میری بہنیں ہیں اور میں آپ کا بھائی ہوں۔ میں آپ کی مدد کروں گا۔ آپ میرے ساتھ آئیں۔ میں کار پر آپ کو آپ کے گھر چھوڑ دیتا ہوں اور یقین رکھیں شام تک عاتکہ واپس گھر پہنچ جائے گی"....... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا، کیا واقعی آپ ایسا کریں گے۔ کیا واقعی عاتکہ واپس آ جائے گی"....... عاصمہ نے اس بار نظریں اٹھاتے ہوئے یقین نہ آنے والے

لہجے میں کہا۔

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں۔ آپ مجھ پر اعتماد کریں"....... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن میں آپ کے ساتھ کار میں نہیں جا سکتی ورنہ محلے والے باتیں کریں گے۔ میں بس پر واپس چلی جاؤں گی۔ البتہ میں آپ کو اپنا پتہ بتا دیتی ہوں"....... عاصمہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پتہ بتا دیا۔

"ٹھیک ہے آپ کافی پی لیں۔ میں آپ کو بس اڈے تک چھوڑ آتا ہوں"....... ٹائیگر نے کہا اور عاصمہ نے کپ اٹھا کر جلدی جلدی کافی پی لی۔

"خدا کرے جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں ویسے ہی ہو جائے۔ سارے کہہ رہے ہیں کہ ان دونوں بھائیوں سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پولیس بھی ان کے ہاتھوں میں ہے اور اعلیٰ حکام بھی"....... عاصمہ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ آپ کے بھائی کے سامنے یہ دونوں دو منٹ بھی نہ کھڑے ہو سکیں گے"....... ٹائیگر نے کہا تو عاصمہ اٹھ کھڑی ہوئی لیکن اس نے ٹائیگر کے اصرار کے باوجود اس کے ساتھ کار میں بیٹھنے سے انکار کر دیا اور سلام کر کے تیز تیز قدم اٹھاتی بس سٹاپ کی طرف بڑھتی چلی گئی تو ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل شیراز کی پارکنگ میں پہنچ کر رک گئی۔

وہ جیگر کو بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ اس نے کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف جانے کی بجائے سائیڈ میں موجود کلب کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیگر اس کلب کا مینجر بھی تھا اور مالک بھی۔ یہ کلب جرائم پیشہ اور غنڈوں کی آماجگاہ تھا اور جیگر خود بھی ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتا تھا۔ زیر زمین دنیا میں واقعی اس کے نام کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی لیکن چونکہ ٹائیگر کی یہ فیلڈ ہی نہ تھی اس لئے وہ پہلے کبھی براہ راست اس کلب میں نہ آیا تھا۔ البتہ ہوٹل شیراز کے مینجر کے آفس میں اس کا اکثر جیگر سے آمنا سامنا ہوتا رہتا تھا۔ جیگر پھیلے ہوئے تن و توش کا آدمی تھا اور اپنے چہرے مہرے اور انداز سے ہی لڑاکا نظر آتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ اس نے ہوٹل شیراز کے مالکان کو بھی ڈرا دھمکا کر ان سے کلب کھولنے کی اجازت لی تھی ورنہ اس نے ان کے سارے ہوٹل کو آگ لگا کر تباہ کرنے کی دھمکی دے دی تھی۔ کلب کے گیٹ پر ایک مسلح آدمی موجود تھا۔

"جیگر ہے کلب میں"....... ٹائیگر نے اس آدمی کے قریب رکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں، باس اپنے آفس میں ہیں"....... اس آدمی نے جواب دیا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر ایک ہال سے گزر کر وہ سائیڈ سے ہوتا ہوا جیگر کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ وہ صرف ایک بار پہلے بھی کسی کام سے آیا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ جیگر کا آفس کہاں ہے۔ اس نے دفتر کا بند دروازہ دھکیل کر کھولا اور اندر داخل ہوا تو سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے جیگر موجود تھا۔

"اوہ تم، ٹائیگر۔ آج ادھر کیسے بھول پڑے"....... جیگر نے ٹائیگر کو دیکھ کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم سے ایک کام پڑ گیا ہے"....... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ کون سا کام۔ بتاؤ"....... جیگر نے کہا۔

"تمہارے بھائی مارٹی نے اپنے محلے کی ایک شریف لڑکی عاتکہ کو دن دیہاڑے زبردستی اغوا کر لیا ہے۔ میں اس لڑکی کی واپسی چاہتا ہوں"....... ٹائیگر نے میز کی سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے خشک لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا، مگر تمہارا ان لوگوں سے کیا تعلق ہے"....... جیگر نے چونک کر کہا۔

"میرا ان سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے اس محلے کے ایک آدمی نے مجھے بتایا ہے کہ وہ شریف لوگ ہیں اس لئے ان کے ساتھ ایسا نہیں ہونا چاہئے"....... ٹائیگر نے کہا۔

"آئی ایم سوری ٹائیگر۔ تم لیٹ آئے ہو۔ اب وہ لڑکی واپس نہیں ہو سکتی"....... جیگر نے کہا۔

"کیوں، کیا ہوا ہے اسے"....... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

"اس کی قیمت اچھی مل گئی تھی اس لئے ہم نے اسے فروخت کر دیا ہے"....... جیگر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ کسی لڑکی کی بجائے کسی بھینس یا گائے کی بات کر رہا ہو۔

"کہاں فروخت کیا ہے"....... ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کافرستان کے سمگلر لے گئے ہیں۔ اتفاق سے ایک سمگلر آیا ہوا تھا۔ اسے لڑکیوں کی ضرورت تھی۔ میں نے اسے دکھایا تو اس نے معقول قیمت لگادی اور میں نے اسے دے دیا"....... جیگر نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"اب وہ سمگلر کہاں ہے اور وہ لڑکی"....... ٹائیگر نے کہا۔

"کیوں، تم کیوں پوچھ رہے ہو"....... جیگر نے چونک کر کہا۔

"ویسے ہی پوچھ رہا ہوں"....... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ اسے بے ہوشی کا انجکشن لگا کر لے گیا تھا شاید اب تک وہ مناکاں پہنچ بھی گئے ہوں گے"....... جیگر نے کہا۔

"مناکاں۔ یہ کونسی جگہ ہے"....... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کافرستان اور پاکیشیا کی سرحد پر ایک گاؤں ہے۔ اس گاؤں میں تمام سمگلروں کے اڈے ہیں"....... جیگر نے جواب دیا۔

"اس سمگلر کا کیا نام ہے"....... ٹائیگر نے پوچھا۔

"رام لال۔ بڑا مشہور سمگلر ہے"....... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں مناکاں میں اس کا اڈہ کہاں ہے"....... ٹائیگر نے کہا۔

"مناکاں کا سردار چوہدری شفیع ہے اسے معلوم ہوگا۔ میں ویسے

وہاں کبھی نہیں گیا۔ یہ بھی جو کچھ میں نے بتایا ہے یہ اس رام لال نے ہی بتایا تھا"....... جیگر نے کہا۔

"یہ مناکاں کس سڑک پر آتا ہے"....... ٹائیگر نے پوچھا۔

"کیا تم وہاں جانا چاہتے ہو۔ مگر تمہارے پہنچنے سے پہلے وہ لوگ سرحد کراس کر جائیں گے۔ وہ تو یہاں سے بہت دور ہے"....... جیگر نے کہا۔

"میں پہنچ جاؤں گا اور اس رام لال کو ڈبل قیمت دے کر اسے واپس لے آؤں گا۔ میں نے وعدہ کر لیا ہے"....... ٹائیگر نے کہا۔

"ستارہ روڈ کے آخر میں مناکاں گاؤں آتا ہے"....... جیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ ویسے وہاں کوئی فون ہے تو یہاں سے ہی اس رام لال سے بات کر لی جائے"....... ٹائیگر نے کہا۔

"ہوگا شاید۔ لیکن مجھے علم نہیں ہے"....... جیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"....... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ پہلے اس لڑکی کو واپس لے آئے گا پھر ان لوگوں سے نمٹ لے گا۔ چنانچہ کار لے کر وہ سیدھا اپنے ہوٹل گیا۔ اس نے کار ہوٹل میں بنے ہوئے اپنے مخصوص گیراج میں بند کی اور پھر ٹیکسی لے کر وہ سیدھا ہیلی کاپٹر کرائے پر دینے والی کمپنی کے آفس میں پہنچ گیا۔ یہ کمپنی تفریحی مقاصد کے لئے ہیلی کاپٹر کرائے پر دینے کا کام کرتی تھی۔ آفس کے پیچھے ایک وسیع و عریض احاطے میں انہوں نے باقاعدہ ہیلی پیڈ بنایا ہوا تھا۔

"میں نے فوری طور پر مناکاں گاؤں پہنچنا ہے۔ آنے جانے کے لئے ہیلی کاپٹر چاہئے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کتنے افراد جائیں گے"...... مینجر نے پوچھا۔

"جاؤں گا تو میں اکیلا۔ لیکن واپسی پر ایک خاتون بھی میرے ساتھ ہو گی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو پھر آپ چھوٹا ہیلی کاپٹر لے جائیں۔ وہ تیار ہے"...... مینجر نے کہا اور پھر ضروری معاملات کا اندراج کرنے اور ضمانت کے طور پر بھاری رقم کا چیک اور بنک کے حکام کی فون پر ضمانت دینے کے بعد اسے ہیلی کاپٹر مل گیا اور تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر تیزی سے سرحد کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"تم نے مناکاں گاؤں دیکھا ہوا ہے"...... ٹائیگر نے پائلٹ سے پوچھا۔

"یس سر، بے شمار بار وہاں گیا ہوں۔ اکثر پارٹیاں وہاں ہیلی کاپٹر پر ہی جاتی ہیں"...... پائلٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا نام ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میرا نام غوری ہے جناب"...... پائلٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں کا سردار چوہدری شفیع ہے۔ میں نے اس سے ملنا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں جناب"...... غوری نے جواب دیتے ہوئے

کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دو گھنٹوں کی پرواز کے بعد پائلٹ نے ایک گاؤں کے قریب ہیلی کاپٹر اتار دیا۔

"تم میرا انتظار کرو گے"...... ٹائیگر نے کہا اور غوری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر ہیلی کاپٹر سے اترا اور گاؤں کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ دو آدمی گاؤں سے نکل کر اسے اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ وہ دونوں مسلح تھے ان کے کاندھوں سے جدید مشین گنیں لٹک رہی تھیں اور چہرے مہرے اور انداز سے ہی وہ جرائم پیشہ دکھائی دیتے تھے۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ ہیلی کاپٹر دیکھ کر وہ معلوم کرنے آئے ہیں۔

"آپ کون ہیں اور کس لئے آئے ہیں"...... قریب آ کر ان میں سے ایک نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے اور مجھے چوہدری شفیع سے ملنا ہے۔ شیراز کلب کے جنگیر نے مجھے اس کے پاس بھیجا ہے۔ ایک سودا کرنا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ اچھا آیئے"...... ان دونوں نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گئے۔ ٹائیگر ان کے پیچھے چلتا ہوا گاؤں میں داخل ہوا اور پھر وہ ایک کافی بڑے احاطے میں داخل ہوئے۔ احاطے میں بند باڈی کی دو جیپیں بھی موجود تھیں اور چارپائیوں پر کافی افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں ایک طرف برآمدہ بنا ہوا تھا جس کے پیچھے کمرے تھے۔ ایک ادھیڑ عمر آدمی انہیں دیکھ کر برآمدے سے نیچے اترا۔

" سردار، یہ تم سے ملنے آئے ہیں۔ شیراز کلب کے جیگر نے انہیں بھیجا ہے "...... اس ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب ہو کر ٹائیگر کو لے آنے والوں میں سے ایک نے کہا۔

" اوہ اچھا۔ آیئے جناب۔ ادھر کمرے میں "...... اس ادھیڑ عمر نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ شاید ہیلی کاپٹر کی وجہ سے ٹائیگر کو وہ بہت بڑی پارٹی سمجھ رہے تھے اور جس طرح انہوں نے جیگر سے واقفیت کا اظہار کیا تھا اس سے ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ جیگر نے اس سے غلط بیانی کی ہے۔ وہ یہاں آتا جاتا رہتا ہے۔

" جیگر نے ایک لڑکی رام لال کے ہاتھ فروخت کی ہے۔ میں نے اسے واپس لے جانا ہے کیونکہ میں نے ایک آدمی سے وعدہ کر لیا ہے۔ رام لال اس کی جو قیمت کہے گا میں دینے کے لئے تیار ہوں۔ کیونکہ میں وعدہ پورا کرنا چاہتا ہوں "...... ٹائیگر نے کہا۔

" رام لال تو بیس لڑکیاں لے آیا ہے۔ آپ کو کونسی چاہئے "...... چوہدری شفیع نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ خود ہی رام لال ہو۔

" جو لڑکی اس نے جیگر سے خریدی ہے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں رام لال کو بلا لیتا ہوں۔ پھر بات ہو گی" چوہدری شفیع نے کہا اور پھر اٹھ کر باہر چلا گیا۔ ٹائیگر بیس لڑکیوں کے بارے میں سن کر بے حد پریشان ہو گیا تھا کیونکہ بہرحال یہ بیس لڑکیاں بھی اغوا شدہ ہوں گی اور ٹائیگر یہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ

وہ انہیں چھوڑ کر صرف ایک لڑکی کو لے کر واپس چلا جائے۔ وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب کیا کیا جائے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور چوہدری شفیع ایک آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ یہ آدمی لمبے قد اور بھاری جسم کا تھا۔ اس کے چہرے سے خباثت ٹپک رہی تھی۔

" جی بتائیں کیا مسئلہ ہے "...... اس آدمی نے بڑے جھٹکے دار لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آپ کا نام رام لال ہے "...... ٹائیگر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" جی ہاں۔ یہی رام لال ہے "...... چوہدری شفیع نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ جیگر سے جو لڑکی خرید کر لائے ہیں وہ مجھے چاہئے اور یہ بھی بتا دوں کہ جیگر نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔ آپ جو منافع لینا چاہیں وہ میں دینے کے لئے تیار ہوں "...... ٹائیگر نے کہا۔

" کیا آپ اس کی تصدیق جیگر سے کرا سکتے ہیں۔ وہ ہمارا مین سپلائر ہے۔ وہ کیسے آپ کو بھیج سکتا ہے "...... رام لال نے کہا۔

" یہاں فون ہے تو میں تصدیق کرا دیتا ہوں "...... ٹائیگر نے کہا۔

" ہاں، فون تو ہے۔ میں منگواتا ہوں "...... چوہدری شفیع نے کہا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔

" آپ نے صبح سرحد پار جانا ہے یا رات کو "...... ٹائیگر نے

پوچھا۔

"کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"........ رام لال نے چونک کر کہا۔

"اس لئے کہ اگر آپ رات تک رک جائیں تو ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے مال کا یہاں ہی اچھا سودا کرا دوں۔ پورے مال کا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ یہاں، کس کے ساتھ ۔یہاں تو فروخت کرنے والے ہیں۔ خریدنے والے تو نہیں ہیں"........ رام لال نے کہا۔

"یہاں کونسا کام نہیں ہوتا۔اگر کافرستان سے لڑکیاں یہاں آکر فروخت ہو سکتی ہیں تو یہاں کی لڑکیاں بھی تو خریدی جا سکتی ہیں"........ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں نے وہاں سپلائی دینی ہے۔اب بھی مجھے ایک دانے کے لئے مسئلہ بنے گا۔ بہر حال اگر جیگر کہہ دے تو میں سودا کر لوں گا"........ رام لال نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد چوہدری شفیع واپس آ گیا۔اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون موجود تھا۔

"آپ کو جیگر کا فون نمبر تو معلوم ہوگا"........ ٹائیگر نے فون پیس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں"........ رام لال نے کہا اور اس نے فون نمبر بتا دیا۔ ٹائیگر نے نمبر پریس کئے اور پھر لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس"........ رابطہ قائم ہوتے ہی جیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جیگر مناکاں میں چوہدری شفیع کے ڈیرے سے"........ ٹائیگر نے کہا۔

"ارے، اتنی جلدی تم پہنچ بھی گئے"........ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ہاں، تمہیں معلوم تو ہے کہ جب میں وعدہ کر لوں تو اسے پورا ضرور کرتا ہوں۔ میں ہیلی کاپٹر لے کر یہاں پہنچا ہوں۔ رام لال صاحب اور چوہدری شفیع صاحب بھی یہاں موجود ہیں۔ رام لال صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر جیگر صاحب میری تصدیق کر دیں تو وہ سودا کر لے گا۔اس لئے فون کیا ہے"........ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"۔جیگر نے کہا تو ٹائیگر نے فون رام لال کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو، رام لال بول رہا ہوں جیگر۔یہ کیا مسئلہ ہے۔آج تک تو ایسا نہیں ہوا۔یہ صاحب ٹھیک تو ہیں"........ رام لال نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، ٹھیک ہیں۔ بے فکر رہیں۔ انہوں نے اس لڑکی کے بارے میں کسی آدمی سے وعدہ کر لیا ہے اور وعدہ نبھانے کے لئے یہ سب کچھ رہے ہیں۔ تم معقول منافع لے لو"........ جیگر نے کہا۔

"اور اگر میں انکار کر دوں تب"........ رام لال نے کہا۔

"یہ تمہاری مرضی ہے رام لال۔اب ظاہر ہے تم اس کے مالک ہو۔ تمہیں زبردستی تو مجبور نہیں کیا جا سکتا"........ جیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... رام لال نے کہا اور فون بند کر کے اس نے میز پر رکھ دیا۔

"بولیں جی کتنا منافع دیں گے آپ"...... رام لال نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے مال فروخت کرنا ہے تم مانگو"...... ٹائیگر نے کہا کیونکہ اس نے تو جیگر سے پوچھا ہی نہ تھا کہ اس نے کتنے میں عاتکہ کو فروخت کیا ہے۔

"صرف پانچ لاکھ روپے دے دو اور لے جاؤ لڑکی کو۔ صرف ایک لاکھ منافع لے رہا ہوں اور وہ بھی صرف اس لئے کہ جیگر نے تمہیں بھیجا ہے"...... رام لال نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر میز پر رکھ دیں۔ وہ پہلے ہی ہر طرح سے تیار ہو کر آیا تھا کیونکہ وہ بہرحال عاتکہ کو صحیح سلامت واپس اس کے گھر پہنچانا چاہتا تھا۔ رام لال نے جھپٹ کر گڈیاں اٹھائیں۔ نوٹوں کو چیک کیا اور پھر مسکراتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں یہ رقم رکھ آؤں"...... رام لال نے کہا اور واپس چلا گیا۔

"پچاس ہزار میرا کمیشن بھی دے دیں"...... چوہدری شفیع نے کہا تو ٹائیگر نے خاموشی سے جیب سے ایک اور گڈی نکالی اور اس میں سے پچاس نوٹ نکال کر اس نے چوہدری شفیع کو دے دیئے۔

"آپ واقعی کمال کے آدمی ہیں جناب کہ وعدہ پورا کرنے کے لئے اتنا کچھ کر رہے ہیں"...... چوہدری شفیع نے کہا۔

"میں واقعی ایسا ہی آدمی ہوں۔ ویسے یہ باقی نوٹ بھی آپ کے ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ میری ایک بات مان لیں"...... ٹائیگر نے کہا تو چوہدری شفیع چونک پڑا۔

"کیا"...... چوہدری شفیع نے چونک کر کہا۔

"آپ رات تک مال سمیت رام لال کو یہاں روک لیں۔ میں اس کے سارے مال کا سودا کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس میں سے اپنی خرچ کی ہوئی رقم نکال سکوں۔ آپ کا کمیشن بھی اسی شرح سے ہو گا اور یہ پچاس ہزار بھی اٹھا لو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مگر رام لال تو مال فروخت نہیں کرے گا۔ اس نے دلبر سنگھ کو سپلائی دینی ہے"...... چوہدری شفیع نے کہا۔

"وہ میں خرید سکتا ہوں۔ میں اسے معقول معاوضہ دلا دوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ رات بارہ بجے کی گارنٹی میں دیتا ہوں۔ اس کے بعد کی نہیں"...... چوہدری شفیع نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن یہ بات آپ کے اور میرے درمیان رہے گی"...... ٹائیگر نے کہا اور چوہدری شفیع نے اثبات میں سر ہلایا تو ٹائیگر نے باقی پچاس ہزار روپے بھی اسے دے دیئے اور اس نے جلدی سے گڈی کو اپنی چادر کے نیچے چھپایا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد رام لال واپس آیا۔

"ارے چوہدری کہاں چلا گیا"...... رام لال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پتہ نہیں، ابھی اٹھ کر گئے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے آیئے ۔ میں آپ کا مال آپ کے حوالے کر دوں"...... رام لال نے کہا تو ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک طرف بنے ہوئے زیر زمین بڑے ہال نما کمرے میں پہنچے تو وہاں واقعی بیس نوجوان مقامی لڑکیاں فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔ انہیں شاید بے ہوشی کے انجکشن لگائے گئے تھے۔ وہاں دو مسلح افراد بھی موجود تھے۔

"یہ ہے جناب وہ لڑکی"...... رام لال نے ایک طرف کونے میں فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سرہلا دیا کیونکہ اس لڑکی کی شکل اور عاصمہ کی شکل میں بے حد مشابہت تھی۔

اب اسے ہوش میں لاؤ تاکہ میں اسے ساتھ لے جاؤں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ارے نہیں، یہ تو چیخنا چلانا شروع کر دے گی۔ آپ اسے اٹھا کر لے جائیں"...... رام لال نے کہا۔

"میں نے اسے کمپنی سے کرائے پر لئے ہوئے ہیلی کاپٹر پر لے جانا ہے ورنہ تو وہ سیدھا تھانے پہنچا دیں گے ہمیں۔ تم اسے ہوش میں

لے آؤ۔ میں اسے خود ہی سنبھال لوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا۔ میں اسے اٹھا کر بھجواتا ہوں۔ باہر ہی اسے انجکشن لگائیں گے"...... رام لال نے کہا اور پھر اس نے ایک آدمی سے کہا تو اس آدمی نے آگے بڑھ کر عاتکہ کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور پھر وہ سب اس کمرے سے باہر آگئے۔ ایک اور کمرے میں لے جا کر عاتکہ کو فرش پر لٹا دیا گیا اور پھر رام لال کے کہنے پر اس آدمی نے جیب سے ایک سرنج نکالی اور اس کی سوئی پر موجود کیپ ہٹا کر اس نے عاتکہ کے بازو میں انجکشن لگا دیا۔

"آپ جائیں۔ مجھے اسے سنبھالنا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا تو رام لال اور اس کا آدمی باہر چلے گئے۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر عاتکہ کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے اور پھر اس نے ہلکی سی چیخ مار کر آنکھیں کھول دیں اور دوسرے لمحے وہ یکلخت سیدھی ہو کر بیٹھ گئی لیکن خوف سے اس کا چہرہ مسخ ہونے لگ گیا تھا۔

"عاتکہ بہن، تم بے فکر رہو۔ میں تمہارا بھائی ہوں۔ میرا نام ٹائیگر ہے اور مجھے تمہاری بڑی بہن عاصمہ نے بھیجا ہے۔ میں تمہیں یہاں سے واپس لے جا کر تمہارے گھر پہنچانے آیا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں، نہیں۔ تم کون ہو۔ میں تمہیں نہیں جانتی"...... عاتکہ نے خوف سے سمٹتے ہوئے کہا۔

مجھے عاصمہ نے ساری تفصیل بتا دی ہے۔ وہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں تاکہ تمہاری تسلی ہو جائے"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے عاصمہ کے اس تک پہنچنے اور اس سے ہونے والی ساری گفتگو دوہرا دی اور عاصمہ نے اپنے گھر کو جو پتہ بتایا تھا وہ بھی بتا دیا۔

"اوہ، اوہ کیا واقعی۔ کیا تم واقعی بھائی ہو"...... عاتکہ نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے باقاعدہ کلمہ شریف پڑھ کر حلف دیا تو عاتکہ کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"میں کہاں ہوں۔ یہ کونسی جگہ ہے"...... عاتکہ نے کہا تو ٹائیگر نے اسے یہاں تک پہنچنے اور اسے واپس حاصل کرنے کی ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ، اوہ آپ نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ اتنی بڑی رقم دی ہے۔ مم، مم۔ مگر"...... عاتکہ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے لئے معمولی رقم ہے۔ مجھے خوشی صرف اس بات کی ہے کہ تم ان درندوں کے ہاتھوں محفوظ رہی ہو۔ آؤ اب چلیں اور ہاں ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کے سامنے تم نے ایسی کوئی بات نہیں کرنی ورنہ وہ تھانے میں اطلاع دے دے گا اور پھر مسئلہ کھڑا ہو جائے گا"۔ ٹائیگر نے کہا تو عاتکہ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ٹائیگر عاتکہ کو ساتھ لئے کمرے سے باہر آ گیا۔

"معاملہ سنبھل گیا"...... رام لال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں، تمہارا شکریہ۔ چوہدری صاحب کو میرا سلام دے دینا"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر برآمدے سے اتر کر وہ حویلی کراس کر کے باہر آ گیا۔ عاتکہ خوفزدہ ہرنی کی طرح ادھر ادھر دیکھتی ہوئی اور سمٹ کر ٹائیگر کے پیچھے چل رہی تھی۔ اس کے کپڑے مسلے ہوئے تھے لیکن یہ ایسی مجبوری تھی جس کا کوئی علاج ٹائیگر کے پاس نہ تھا۔ پھر وہ دونوں ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔

"چلو غوری واپس"...... ٹائیگر نے غوری سے کہا تو غوری نے اثبات میں سر ہلایا اور تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔ پھر دو گھنٹے کے سفر کے بعد ہیلی کاپٹر واپس کمپنی کے احاطے میں بنے ہوئے ہیلی پیڈ پر اتر گیا تو ٹائیگر عاتکہ کو لے کر باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے خالی ٹیکسی مل گئی اور اس نے اسے پتہ بتا دیا اور ٹیکسی میں سوار ہو کر اس نے عاتکہ کو بھی بٹھا لیا۔ وہ خود فرنٹ سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا اور عاتکہ عقبی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ گوپی محلے کے قریب انہوں نے ٹیکسی چھوڑ دی اور عاتکہ اس کی رہنمائی کرتی ہوئی اپنے مکان تک پہنچ گئی۔ وہاں گلی میں سب عاتکہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ عاصمہ بھی گلی میں تھی اسے شاید پہلے ہی اطلاع مل گئی تھی اور وہ بھی گھر سے باہر آ گئی تھی۔ عاتکہ بہن کو دیکھ کر روتی ہوئی اس سے چمٹ گئی۔

"بہن کو سنبھالو عاصمہ۔ میں پھر آؤں گا۔ مجھے ایک ضروری کام جانا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"آپ بیٹھیں تو سہی"...... عاصمہ نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ میں پھر آؤں گا۔ پھر تفصیل سے بات ہوگی"۔ ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ باہر سڑک پر پہنچ کر اس نے ایک باز پھر ٹیکسی لی اور سیدھا عمران کے فلیٹ پر پہنچ گیا۔ عمران اسے اس طرح اچانک دیکھ کر حیران رہ گیا اور ٹائیگر نے اسے صبح سے اب تک کی ساری روئیداد بتادی۔

"اوہ، ویری گڈ ٹائیگر۔ تم نے میرا دل خوش کر دیا۔ بہت اچھے۔ ویری گڈ"...... عمران نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"باس، وہاں اب انیس لڑکیاں موجود ہیں۔ ہم نے انہیں بھی رہا کرانا ہے۔ آپ بتائیں کہ کیا کیا جائے۔ میں اسی لئے حاضر ہوا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"فورسٹارز کو کہنا پڑے گا ورنہ پولیس نے پہلے انہیں اطلاع دے دہنی ہے اور وہ غائب ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور صدیقی کو کال کر کے اس نے اسے ساری تفصیل بتادی۔

"آپ ٹائیگر کو میرے پاس بھیج دیں۔ میں باقی سٹارز کو بھی کال کر لیتا ہوں"...... صدیقی نے کہا۔

"میں خود بھی ساتھ آرہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ، اس کی ضرورت نہیں عمران صاحب۔ ہم ٹائیگر کے ساتھ گاہک بن کر جائیں گے اور پھر کارروائی کریں گے۔ آپ بے فکر

رہیں"...... صدیقی نے کہا اور عمران نے ٹائیگر کو صدیقی کے پاس پہنچنے کا کہہ دیا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور سلام کر کے فلیٹ سے باہر آ گیا۔ اب اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ صدیقی اور اس کے ساتھی وہاں موثر کارروائی کر لیں گے۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا اخبارات کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں "...... عمران نے اخبار سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

" صدیقی بول رہا ہوں عمران صاحب "...... دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" ارے ہاں، کیا ہوا ان لڑکیوں کا "۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" آپریشن مکمل ہو گیا ہے۔ وہاں ہم نے سمگلر رام لال اور اس چوہدری شفیع سمیت سب کا خاتمہ کر دیا ہے اور ان لڑکیوں کو ایک بڑی ویگن میں لے کر واپس آئے۔ میں نے سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب کو فون کر کے فورسٹارز کے چیف کے طور پر ساری بات بتا دی تو

سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب بے حد خوش ہوئے۔ انہوں نے لڑکیوں کو اپنی تحویل میں لے کر پولیس سے بات کی اور پھر پولیس کے ذریعے ان لڑکیوں کو ان کے والدین تک پہنچا دیا گیا۔ میں ابھی فارغ ہوا ہوں تو میں نے سوچا کہ آپ کو کال کر کے بتا دوں "...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ارے واہ، پھر تو میرا بھی سکوپ بن گیا۔ ٹائیگر کہاں ہے اس نے مجھ سے رابطہ ہی نہیں کیا "...... عمران نے کہا۔

" وہ ہمارے ساتھ رہا ہے۔ ویسے عمران صاحب اس رام لال کی تلاشی کے دوران اس کے بیگ سے ایک ایسا کارڈ بھی مجھے ملا ہے جس نے مجھے چونکا دیا ہے "...... صدیقی نے کہا۔

" کونسا کارڈ "...... عمران نے بھی چونک کر پوچھا۔

" یہ کارڈ کافرستان کے وزیر داخلہ کے پرسنل سیکرٹری کا ہے۔ لیکن اس کے عقب میں ایس تھری مشن کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں "۔ صدیقی نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ یہ پرسنل سیکرٹری بھی اس دھندے میں ملوث ہے لیکن اس میں عجیب بات کیا ہے "...... عمران نے کہا۔

" میں اس ایس تھری مشن کے بارے میں کہہ رہا ہوں "۔ صدیقی نے جواب دیا۔

" کیا نام ہے اس پرسنل سیکرٹری کا "...... عمران نے پوچھا.

" اس کا نام گیانی چند ہے "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن ایک عام سے اسمگلر کے پاس موجود کارڈ پر اگر ایس تھری مشن لکھا ہوا ملا ہے تو یہ کیا اہمیت رکھ سکتا ہے۔ شاید عورتوں کی سمگلنگ کا کوئی مشن ہوگا۔ تم یہ بتاؤ کہ اس سمگلنگ کے سلسلے میں تم نے مزید کیا کیا ہے"....... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب، فورسٹارز نے اس پر کام شروع کر دیا ہے اور اس سارے سلسلے کو چیک کر کے اس خوفناک برائی کو انشاء اللہ جڑ سے اکھاڑ دیں گے۔ میں نے تو اسی لئے آپ سے اس کارڈ کے بارے میں بات کی ہے کہ شاید اس سے کوئی اہم بات سامنے آجائے"۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"ہو سکنے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے میں چیف کو بتانے سے پہلے اپنے طور پر ناٹران سے بات کرتا ہوں۔ وہ اس معاملے کو چیک کر لے گا"....... عمران نے جواب دیا۔

"اوکے۔ شکریہ"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ناٹران بول رہا ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"تمہارے نام میں "نا" کا لفظ پہلے آتا ہے۔ بس یہی اصل مسئلہ ہے اگر تم خاتون ہوتے تو پھر کوئی مسئلہ نہ تھا۔ کیونکہ کہا یہی جاتا ہے کہ خواتین کی ناں کو ہاں سمجھا جائے اور سیاستدانوں کی ہاں کو ناں

سمجھا جائے۔ البتہ یہ کسی نے نہیں بتایا کہ مردوں کی ناں کو کیا سمجھا جائے"....... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"مردوں کی ناں کو ناں ہی سمجھا جا سکتا ہے عمران صاحب۔ البتہ آپ اگر کہیں تو میں ہاں ٹران نام رکھ لوں"....... دوسری طرف سے ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے یہ غضب نہ کرنا ورنہ تین بار اپنا نام بتاتے ہی تم نکاح کے دائرے میں آجاؤ گے"....... عمران نے کہا تو دوسری طرف ناٹران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تو پھر آپ بتائیں کہ میں نام میں کیا تبدیلی کروں"....... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ تو کسی جوتشی سے پوچھنا پڑے گا اور کافرستان ویسے ہی جوتشیوں سے بھرا ہوا ہے۔ فی الحال تم یہ بات کافرستان کے وزیر داخلہ کے پرسنل سیکرٹری گیانی چند سے پوچھ سکتے ہو"....... عمران نے کہا۔

"کیا، کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ اوہ، یہ تو آپ کوئی خاص اشارہ کر رہے ہیں۔ کیا واقعی"....... ناٹران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"عورتوں کے ایک کافرستانی سمگلر رام لال سے ایک کارڈ فورسٹارز کو دستیاب ہوا ہے۔ یہ کارڈ اس گیانی چند کا ہے۔ اس کارڈ کی پشت پر ایس تھری مشن کے الفاظ ہاتھ سے لکھے گئے ہیں۔ اب یہ تم نے معلوم کرنا ہے کہ یہ مشن عورتوں کے سلسلے کا ہے یا کوئی اور

مسئلہ ہے"....... عمران نے آخر کار اصل بات کہہ ڈالی۔

"گیانی چند سے میں اچھی طرح سے واقف ہوں۔ وہ خاصے پراسرار کردار کا آدمی ہے خالی خولی پرسنل سیکرٹری نہیں ہے۔ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ اکثر اس کی ملاقاتیں کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے ٹاپ رینک آفیسرز کلب میں ہوتی رہتی ہیں۔ میں نے کوشش بھی کی کہ کوئی خاص بات سامنے آجائے لیکن ابھی تک ایسا تو نہیں ہوا البتہ اب خصوصی طور پر اس سے معلوم کرنا ہوگا"....... ناٹران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کس طرح معلوم کرو گے۔ کیا اسے اغوا کر کے اس پر تشدد کرو گے"....... عمران نے کہا۔

"نہیں، اس کی ضرورت نہیں ہے گیانی چند کی ایک رقاصہ سے بڑی گہری دوستی ہے۔ اس رقاصہ کو بھاری رقم دے کر اس سے اس بارے میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ یہ بات مجھے معلوم ہے کہ گیانی چند اور یہ رقاصہ ٹی ایس نامی مخصوص شراب پینے پلانے کے بڑے شوقین ہیں اور یہ شراب جب ذہن پر چڑھ جائے تو پھر لاشعور بھی سامنے آجاتا ہے"....... ناٹران نے کہا۔

"کیا یہ رقاصہ اس قابل ہے کہ ایسے معاملات کو سمجھ سکے"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں، وہ بہت تیز عورت ہے اور دولت پر مرتی ہے۔ پہلے بھی اس کے ذریعے ہم نے کافی قیمتی معلومات اس گیانی چند سے حاصل

کرائی ہیں"....... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے، اس بارے میں معلوم کر کے مجھے کال کر دینا"۔ عمران نے کہا اور پھر اللہ حافظ کہہ کر اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"....... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"....... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بولا نہیں کرتے دھاڑا کرتے ہیں۔ کتنی بار سمجھاؤں تمہیں"....... عمران نے کہا۔

"ہنٹر والے استاد کے سامنے ٹائیگر دھاڑنا تو ایک طرف بولنا بھی بھول جاتے ہیں باس"....... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تم نے چونکہ خوبصورت جواب دیا ہے اس لئے اب میری طرف سے اجازت ہے بولنے کی بجائے بے شک دھاڑو"....... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"باس، رام لال کے ایک ساتھی جگدیش کی جیب سے کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کا خصوص کارڈ مجھے ملا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ گروپ صرف عورتوں کی سمگلنگ میں ملوث نہیں ہے بلکہ یہ یہاں پاکیشیا میں کسی خاص مشن پر آئے تھے"....... ٹائیگر نے کہا تو عمران

بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ، یہ تم نے واقعی اہم بات کی ہے۔اس سے پہلے صدیقی نے مجھے بتایا ہے کہ اس رام لال سے کافرستانی وزیر داخلہ کے پرسنل سیکرٹری گیانی چند کا کارڈ ملا ہے جس کی پشت پر ایس تھری مشن کے الفاظ بھی لکھے ہوئے ہیں اور اب تم نے یہ بات بتا دی ہے۔اس کا مطلب ہے کہ اس سمگلنگ کی آڑ میں یہاں وہ کوئی اہم مشن مکمل کرنے آئے تھے۔کیا یہ سب لوگ ہلاک ہو چکے ہیں یا ان میں سے کوئی زندہ بھی ہے"....... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک آدمی زندہ سپر فیاض کے حوالے کیا گیا تھا کیونکہ وہ ان کی گاڑی کا عام سا ڈرائیور تھا اور ہم نے اسے اس لئے زندہ رکھا کہ وہ عورتوں کے بارے میں تفصیلی معلومات بتائے گا"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس ڈرائیور کا کیا نام تھا"....... عمران نے پوچھا۔

"اس نے اپنا نام سونو رام بتایا تھا"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔میں چیک کرتا ہوں"....... عمران نے کہا اور اس نے کریڈل دبا دیا پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"فیاض بول رہا ہوں سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سوپر فیاض نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ڈی ایس ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم، کیسے فون کیا ہے"....... دوسری طرف سے قدرے سخت سے لہجے میں کہا گیا۔

"فور سٹارز کے چیف نے شاید تمہیں پکی پکائی کھیر مجھ سے پوچھے بغیر دے دی ہے جبکہ میں نے مدت سے کھیر ہی نہیں کھائی بلکہ میں تو اس کا ذائقہ تک بھول گیا ہوں"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ سرکاری معاملات ہیں سمجھے اور تم غیر متعلقہ آدمی ہو۔اس لئے محتاط رہا کرو۔ورنہ کار سرکار میں بے جا مداخلت پر تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں بھی پڑ سکتی ہیں"....... سوپر فیاض نے اور زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔میں فور سٹارز کے چیف کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ ڈیڈی کو تفصیلی رپورٹ بھجوا دے"....... عمران نے ترپ کا پتہ استعمال کرتے ہوئے کہا۔

"کیا، کیا کہہ رہے ہو۔کیا مطلب ہے تمہارا۔فور سٹارز کے چیف سے کیا تعلق ہے تمہارا"....... سوپر فیاض کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ عمران کی ایک ہی بات پر چوکڑی بھول گیا ہے۔ظاہر ہے اس نے یہ سب کچھ اپنی کارکردگی کے طور پر سر عبدالرحمان کے سامنے پیش کیا ہوگا اور اب اگر واقعی سر عبدالرحمان کو چیف آف فور سٹارز کی رپورٹ مل

گئی تو پھر سوپر فیاض کا جو حشر ہونا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔

" جو تعلق تم جیسے کسی سرکاری افسر سے ہے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ، اوہ مگر۔ یہ کیا کہہ رہے ہو"........ سوپر فیاض اس حد تک بوکھلا گیا کہ اس سے فوراً کوئی بات سیدھی ہو ہی نہیں رہی تھی۔

" تمہیں میں نے پہلے بھی کئی بار بتایا ہے کہ ہاتھی سے گنے چھیننے کی کوشش نہ کیا کرو لیکن تم باز نہیں آتے۔ میں تمہیں اپنا دوست سمجھ کر تمہارے بھلے کے لئے ایکس ٹو سے کہتا رہتا ہوں کہ وہ تمہیں پروجیکٹ کرتے رہا کریں اور فور سٹارز کے چیف سے بھی میں نے منت کی تھی کہ وہ میرے دوست سوپر فیاض کی مدد کیا کریں اور تم الٹا مجھے ہی آنکھیں دکھانے لگ گئے ہو"........ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ، اوہ یہ بات نہیں۔ تم میرے دوست ہو، بھائی ہو۔ وہ دراصل میں ایک فائل میں الجھا ہوا تھا۔ آئی ایم سوری تم بتاؤ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں"........ سوپر فیاض اب پوری طرح لیٹ چکا تھا۔

" بھئی میں تو غریب آدمی ہوں اور تم کار سرکار میں بے جا مداخلت کرنے کے الزام میں میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال سکتے ہو"۔ عمران ظاہر ہے اب ماش کے آٹے کی طرح اکڑ گیا تھا۔

" ارے ارے، میں نے سوری کہہ دیا ہے۔ ایک بار پھر سوری کہتا

ہوں۔ بس جھلاہٹ میں منہ سے بات نکل گئی۔ یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ تم میرے دوست ہو، بھائی ہو اور میں تم سے ایسی بات کروں"........ سوپر فیاض اب معافیوں اور منتوں پر اتر آیا تھا۔

" میں نے تو تمہیں اس لئے فون کیا تھا کہ تمہارے سینے پر ایک اور تمغہ لگوا دوں۔ مگر اب کیا کروں تم جب کلیوں پر ہی اکڑ جاتے ہو تو پھول اب کسی اور کو دینے پڑیں گے"........ عمران نے کہا۔

" اوہ، اوہ یہ بات نہیں۔ کیا مسئلہ ہے تم مجھے بتاؤ۔ پلیز عمران"........ سوپر فیاض نے کہا۔

"جو آدمی اس عورتوں کی سمگلنگ کے سلسلے میں گرفتار ہوا ہے وہ اب کہاں ہے"........ عمران نے کہا۔

" ہمارے لاک اپ میں ہیں۔ اس سے تفتیش ہو رہی ہے۔ کل اسے عدالت میں پیش کیا جانا ہے۔ کیوں"........ سوپر فیاض نے کہا۔

" اس کا نام سونو رام ہے اور وہ ڈرائیور ہے۔ وہی ہے ناں"۔ عمران نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ ہے، بالکل ہے۔ کیا ہے وہ۔ کیا کیا ہے اس نے"........ سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

" ڈرائیور ہے تو ظاہر ہے ڈرائیونگ ہی کرتا ہو گا اور سنا ہے کہ بڑا استاد ڈرائیور ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سے ڈرائیونگ کے گر سیکھ لوں۔ تم ایسا کرو کہ میری اس سے ملاقات کرا دو تا کہ میں تمہارے لئے ایک اور بڑے تمغہ حسن کارکردگی کا بندوبست کر سکوں"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ، اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے تم آجاؤ فوراً۔ میں بندوبست کر دیتا ہوں۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ جلدی آؤ پلیز"...... سوپر فیاض نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا اس لئے وہ فلیٹ میں اکیلا تھا۔ لباس تبدیل کر کے اس نے فلیٹ لاک کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار سنٹرل انٹیلی جنس بیورو میں داخل ہو رہی تھی۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر سیدھا سوپر فیاض کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ باہر موجود چپڑاسی نے اسے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

" صاحب نے آپ کے آنے سے پہلے ہی آپ کے لئے مشروب لانے کا حکم دے دیا ہے۔ میں لے آتا ہوں"...... چپڑاسی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے پردہ ہٹایا اور اندر داخل ہو گیا۔

" آؤ، آؤ خوش آمدید۔ خوش آمدید"...... سوپر فیاض نے باقاعدہ کرسی سے اٹھ کر استقبال کرتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ آگے بڑھ کر عمران کے گھٹنوں کو ہاتھ لگا دینا چاہتا ہو لیکن سرکاری یونیفارم اور سرکاری آفس کی وجہ سے ایسا نہ کر پا رہا ہو۔

" ماشاء اللہ ۔ ماشاء اللہ۔ شاید سنٹرل انٹیلی جنس بیورو میں ہفتہ خوش اخلاقی منایا جا رہا ہے۔ بہرحال سرکاری افسروں کو عوام سے

ایسے ہی ملنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمہیں اپنا لہجہ بھی نرم کرنا ہو گا۔ تم تو ایسے لہجے میں مجھے خوش آمدید کہہ رہے ہو جیسے جیل کا سپرنٹنڈنٹ کسی قیدی کو خوش آمدید کہنے پر مجبور ہو گیا ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مم، میں خلوص سے کہہ رہا ہوں۔ یقین کرو انتہائی خلوص سے کہہ رہا ہوں"...... سوپر فیاض نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پردہ ہٹا اور چپڑاسی مشروب کی دو بوتلیں اٹھائے اندر داخل ہوا تو سوپر فیاض اپنی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ عمران نے بھی کرسی سنبھال لی۔

" ہاں، اب بتاؤ کیا کیا ہے اس ڈرائیور نے۔ کیا وہ کوئی خاص آدمی ہے"...... چپڑاسی کے باہر جاتے ہی سوپر فیاض نے بڑے تجسس بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات تو اس سے معلوم کرنی ہے۔ اب میں نجومی تو نہیں ہوں کہ فلیٹ میں بیٹھ کر زائچہ بنایا اور اہم مجرم کان پکڑ کر میرے سامنے آ جائیں اور میں انہیں ہتھکڑیاں لگا کر تمہاری خدمت میں مفت پیش کر دوں"...... عمران نے بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔

" میں بھی سوچ رہا تھا کہ تم نے اب تک اپنی مخصوص بھیرویں کیوں نہیں الاپی۔ اب آ گئے ہو ناں اپنی اصلیت پر"...... یکلخت سوپر فیاض نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

" ارے، ارے کیا ہوا۔ میں نے کیا کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" یہ مفت کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے تم نے۔ بولو"۔ سوپر فیاض نے کہا۔

" ارے بس غلطی سے منہ سے نکل گیا۔ ویسے بھی اب یہ مفت تو نہیں رہا۔ آخر تم مجھے مشروب کی یہ بوتل اپنی حلال کی کمائی میں سے پلوا رہے ہو"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

" میں نے اسے علیحدہ انکوائری روم میں بلوا لیا ہے۔ چلو میرے ساتھ اور پوچھو اس سے کیا پوچھنا ہے"...... سوپر فیاض نے جلدی جلدی بوتل حلق میں انڈیل کر اسے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

" دھیرج دھیرج۔ شانتی سے کام لو۔ اس طرح تو تمغہ حسن کارکردگی کی بجائے تم نوکری سے ہی ہاتھ دھو بیٹھو گے اور یہ بھی سن لو کہ تم نے وہاں نہیں جانا۔ ورنہ تمہیں دیکھ کر وہ اس قدر رعب میں آ جائے گا کہ جو کچھ اس کے ذہن میں ہو گا وہ بھی بھول جائے گا"...... عمران نے بھی آخری گھونٹ لے کر خالی بوتل میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہے تم پھر مجھے کچھ نہیں بتاؤ گے۔ اس لئے جو کچھ پوچھنا ہے میرے سامنے پوچھو"...... سوپر فیاض نے کہا۔

" ارے میں نے کیا کرنا ہے۔ میں کوئی سرکاری آدمی ہوں۔ میں تو صرف تمہاری شہرت کے لئے سب کچھ کرنے آیا ہوں اور اگر تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے تو پھر میں یہیں سے ہی واپس چلا جاتا ہوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اب میں کیا کہوں۔ اچھا وعدہ کرو کہ مجھے بتاؤ گے سب کچھ"۔ سوپر فیاض نے قدرے بے بس لہجے میں کہا۔

" جو تمہارے کام کی بات ہوئی وہ ضرور بتاؤں گا۔ وعدے کی ضرورت نہیں"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض اٹھ کھڑا ہوا۔

" آؤ میرے ساتھ"...... سوپر فیاض نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسے ایک طرف ہٹ کر بنے ہوئے بڑے سے کمرے میں لے آیا۔ یہاں ایک ادھیڑ عمر لیکن مضبوط جسم کا آدمی کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں تھیں اور ساتھ ہی ایک سپاہی بھی موجود تھا اور وہاں دروازے پر مسلح سپاہی بھی موجود تھے۔

" کرسیاں لے آؤ اور اس کی ہتھکڑیاں بھی کھول دو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض نے احکامات دینے شروع کر دیئے اور پھر اس کے احکامات کی فوری تعمیل کر دی گئی۔

" ٹھیک ہے اب تم جاؤ"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض اپنے سپاہیوں کو باہر آنے کا کہہ کر خود بھی کمرے سے باہر چلا گیا اور کمرے کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

" تمہارا نام سونو رام ہے اور تم ڈرائیور ہو"...... عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا اور اس نے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے دروازے کی طرف مڑ کر دیکھا اور پھر آگے کی طرف جھک گیا۔

" کیا ایس تھری مکمل ہو چکا تھا یا نہیں"...... عمران نے

سرگوشیانہ لہجے میں کہا تو سونو رام بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا، کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... سونو رام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بڑے صاحب گیانی چند پوچھ رہے ہیں۔ میں بڑی مشکل سے تم تک پہنچا ہوں۔ تمہیں یہاں سے نکلوا لیا جائے گا"...... عمران نے اسی طرح سرگوشیانہ لہجے میں کہا تو گیانی چند کے نام نے واقعی کھل جا سم سم کا کردار ادا کیا۔

"کیا تم درست کہہ رہے ہو"۔ سونو رام نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"وقت مت ضائع کرو۔ کسی بھی لمحے انہیں شک پڑ سکتا ہے اور صاحب فون پر منتظر ہیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ تو بڑے صاحب کے پاس پہنچ بھی چکا ہوگا۔ پیارے رام اسے پہلے لے کر نکل گیا تھا"...... سونو رام نے کہا۔

"اگر پہنچ جاتا تو بڑے صاحب کیوں پوچھتے۔ تفصیل بتاؤ تاکہ میں انہیں بتا سکوں"...... عمران نے کہا۔

"تفصیل کیا بتاؤں۔ تفصیل کا علم بھی پیارے رام کو ہی تھا۔ وہی نیوی ہیڈ کوارٹر گیا تھا۔ وہاں افسر احتشام ہے اس سے انہوں نے حاصل کیا اور پھر پیارے رام واپس آیا اور فوراً ہی کافرستان روانہ ہو گیا۔ رام لال تو لڑکیاں لے کر بعد میں آیا تھا"...... سونو رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں صاحب کو یہی بات بتا دیتا ہوں۔ تم بے فکر رہو۔ جلد ہی تمہیں یہاں سے نکال لیا جائے گا"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا جبکہ سونو رام نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ عمران نے دروازے پر جا کر باہر موجود سپاہیوں کو اسے لے جانے کا کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ سوپر فیاض کے آفس میں پہنچ گیا۔

"ہاں کیا ہوا۔ کیا پتہ چلا"...... سوپر فیاض نے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"وہ واقعی ڈرائیور ہے اور وہیں سرحدی گاؤں میں ہی رہتا ہے۔ باقی سب ہلاک ہو گئے ہیں۔ اس لئے کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن تم نے معلوم کیا کرنا تھا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"ٹائیگر نے اس کیس کا سراغ لگایا تھا۔ وہ فور سٹارز کے لئے بھی کام کرتا رہتا ہے۔ اس نے مجھے فون کر کے کہا تھا کہ ایک آدمی نے مرتے وقت لاشعوری انداز میں کسی مشن کی بات کی تھی۔ اس پر میں چونکا کہ لفظ مشن کیوں ادا کیا گیا جبکہ یہ عام سے سمگلر ہیں۔ میں نے سوچا کہ اس ڈرائیور سے معلوم کروں لیکن یہ بھی چھوٹا سا آدمی ہے اس لئے کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کا چہرہ لٹک سا گیا۔

"بس اتنی سی بات تھی جسے تم نے افسانہ بنا دیا۔ ان سمگلروں

نے کیا مشن مکمل کرنا تھا۔ ان کا مشن تو صرف دولت ہے"۔ سوپر فیاض نے کہا تو عمران نے اس سے اجازت لی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی۔ اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ دانش منزل کے آپریشن روم میں پہنچتے ہی سلام دعا کے بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی۔اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کراؤ"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔آپ فوراً معلوم کر کے مجھے دانش منزل کے فون پر بتائیں کہ نیوی ہیڈ کوارٹر میں احتشام نام کا بڑا افسر کون ہے اور وہ فوری طور پر کہاں دستیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن خیال رکھیں اس تک بات نہ پہنچے۔ ورنہ وہ غائب بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا"...... دوسری طرف سے عمران کی سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے سر سلطان نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ، اس کا مطلب ہے کہ اس بار کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس نے سمگلروں کے ساتھ آدمی بھیج کر کوئی مشن مکمل کیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں، اب یہ عام سمگلنگ کی بات نہیں رہی"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران یہاں ہو گا"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ کیا معلوم ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کمانڈر احتشام آبدوزوں کے سیکشن کا انچارج ہے اور اس وقت اپنے آفس میں موجود ہے اور اس کی شہرت بے داغ ہے۔ تم نے کیوں اس انداز میں اس کے بارے میں معلوم کیا ہے"۔ سر سلطان نے انتہائی مضطرب سے لہجے میں کہا۔

"فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ابھی صرف ایک اطلاع ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اطلاع غلط ہو۔ آپ نیوی ہیڈ کوارٹر کے انچارج ایڈمرل شہباز صاحب کو میرے بارے میں بتا دیں۔ باقی بات چیت میں خود کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"میں نے اسی سے تو معلوم کیا ہے۔ ٹھیک ہے تم اس سے مل لو۔ میں اسے فون کر کے کہہ دیتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا اور عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

"کیا وہ بتا دے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"دیکھو، اس سے ملنے پر ہی معلوم ہو گا۔ بہر حال اس بارے میں معلوم تو کرنا ہی ہے"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے نیوی ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہاں سر سلطان فون کر دیں گے اور پھر پہلی سے آخری چیک پوسٹ پر بھی صرف نام بتانے پر اسے آگے جانے کی اجازت دے دی گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ہیڈ کوارٹر انچارج ایڈمرل شہباز کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ اس سے پہلے بھی وہ کئی بار ایکسٹو کے نمائندہ خصوصی کے طور پر اس سے مل چکا تھا اس لئے وہ اسے جانتا تھا۔ اس نے اٹھ کر عمران کا استقبال کیا۔

"عمران صاحب۔ کمانڈر احتشام سے کیا غلطی ہوئی ہے کہ چیف صاحب نے آپ کو بھیجا ہے"...... ایڈمرل شہباز نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ چیف کو مختلف قسم کی اطلاعات ملتی رہتی ہیں جن کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ کمانڈر احتشام صاحب سے بھی معلومات ہی حاصل کرنی ہیں"...... عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا، میں انہیں کہہ دیتا ہوں"...... ایڈمرل شہباز نے کہا اور پھر انہوں نے رسیور اٹھا کر پی۔ اے کو کمانڈر احتشام سے بات کرانے کو کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے رسیور اٹھا لیا۔

"کمانڈر احتشام، پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے نمائندہ خصوصی علی عمران صاحب آپ کے پاس پہنچ رہے ہیں وہ آپ سے کسی اطلاع کے بارے میں چند معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ امید ہے آپ ان سے تعاون کریں گے"...... ایڈمرل شہباز نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ مسئلہ کیا ہے لیکن عمران صاحب نے کہا ہے کہ صرف چند معلومات حاصل کرنی ہیں"...... دوسری طرف سے بات سن کر ایڈمرل شہباز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اپنے اردلی کو بلا کر اس سے کہا کہ وہ عمران صاحب کو کمانڈر احتشام کے آفس تک پہنچائے اور عمران خاموشی سے اٹھا اور ان کے آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور آفس میں داخل ہوا تو بڑی سی میز کے پیچھے موجود لمبے قد اور بھاری جسم کے کمانڈر احتشام نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے عمران صاحب"...... کمانڈر احتشام نے کہا۔

"سوری، میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں اور ڈیوٹی بھی بے حد سخت ہے۔ کیونکہ آپ جیسے محب وطن اور ایماندار افسر سے کچھ پوچھنا میرے لئے امتحان سے کم نہیں ہے لیکن کیا کیا جائے چیف صاحب نادر شاہی احکامات دے دیتے ہیں"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کمانڈر احتشام کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

"جی فرمائیں"........ کمانڈر احتشام نے کہا۔

"وہ آدمی پکڑا گیا ہے جو ایس تھری مشن کے سلسلے میں آپ سے مل کر گیا تھا"........ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو کمانڈر احتشام بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ اس قدر تیزی سے مسخ ہوا کہ عمران خود حیران رہ گیا لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"کیا، کیا مطلب۔ کون آدمی۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ"........ کمانڈر احتشام نے بڑی مشکل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا نام پیارے رام ہے"........ عمران نے جواب دیا۔

"مم، مم۔ مگر میں تو کسی پیارے رام کو نہیں جانتا اور نہ ہی مجھ سے کوئی آدمی ملا ہے"........ کمانڈر احتشام نے رک رک کر کہا۔

"کمانڈر احتشام۔ معاملات بے حد سیریس ہیں اور آپ کا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا ہے لیکن میں نے درمیان میں پڑ کر ابھی اس معاملے کو روک دیا ہے کیونکہ آپ کی شہرت بے داغ ہے۔ یقیناً آپ نے کسی انتہائی مجبوری کی بناء پر یہ کام کیا ہوگا۔ اب بھی وقت ہے آپ کو انتہائی سزا سے بچایا جا سکتا ہے۔ آپ کھل کر سب کچھ بتا دیں

ورنہ آپ جانتے ہی کہ نتائج کیا نکل سکتے ہیں"........ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ یقین کیجئے کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے"........ اس بار کمانڈر احتشام نے انتہائی سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ دل ہی دل میں کوئی فیصلہ کر چکا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیف کو یہی رپورٹ دے دیتا ہوں۔ اب اور کیا ہو سکتا ہے"........ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بے شک انہیں رپورٹ دے دیں۔ میں درست کہہ رہا ہوں"........ کمانڈر احتشام نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور عمران اس سے مصافحہ کر کے تیزی سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہیڈ کوارٹر سے نکل کر سائیڈ میں موجود نیول آفیسرز کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ نیوی کے تمام بڑے افسروں کی رہائش گاہیں اسی کالونی میں ہیں۔ کالونی کے آغاز میں چیک پوسٹ تھی لیکن انہوں نے کوئی رکاوٹ نہ ڈالی تھی اور عمران کار چلاتا ہوا کالونی میں داخل ہو گیا۔ شاید وہاں چیکنگ رات کو ہوتی تھی کیونکہ وہاں عام کاریں اور جیپیں آ جا رہی تھیں۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ میں روکی اور اسے لاک کر کے وہ نیچے اترا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا رہائش گاہوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ کمانڈر احتشام اب فرار ہونے کی کوشش کرے گا اور اس کے لئے لازماً پہلے

وہ اپنی رہائش گاہ پر آئے گا۔ ویسے اسے وہاں چیکنگ سے یہی معلوم ہوا ہو گا کہ عمران واپس جا چکا ہے اور چونکہ آفس میں وہ اس سے زبردستی کچھ معلوم نہ کر سکتا تھا اس لئے اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اس کی رہائش گاہ میں ہی پوچھ گچھ مکمل کرے۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد اس نے کمانڈر احتشام کی کوٹھی تلاش کر لی اور وہ اس کی عقبی طرف پہنچ گیا اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ عقبی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوا اور تھوڑی دیر بعد وہ عقبی طرف سے ایک کھلی کھڑکی کے ذریعے ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ پھر اس کمرے سے راہداری میں آیا اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ یہ معلوم کر چکا تھا کہ کوٹھی میں کمانڈر احتشام کی فیملی موجود نہیں ہے۔ صرف گارڈ ہیں۔ ایک کمرے میں عمران ایسی جگہ پر پہنچ کر چھپ گیا جہاں سے وہ کمانڈر احتشام کو اندر آتے چیک کر سکے۔ اس نے کوٹ کی ایک خصوصی جیب سے وہ کیپسول نکال لیا جس میں بے ہوش کرنے والی گیس موجود تھی۔ ایسی چیزیں وہ ہنگامی طور پر استعمال کرنے کے لئے رکھ لیا کرتا تھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کو پھاٹک کے باہر کار کے ہارن کی آواز سنائی دی اور پھر پھاٹک کے ساتھ گارڈ روم میں سے ایک گارڈ نے نکل کر جلدی سے پھاٹک کھول دیا تو سیاہ رنگ کی کار اندر داخل ہوئی۔ عمران نے دیکھا کہ اسے باوردی ڈرائیور چلا رہا ہے جبکہ کمانڈر احتشام عقبی سیٹ پر موجود تھا۔ کار پورچ میں رکی تو کمانڈر احتشام تیزی سے نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اندرونی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے ہاتھ

میں پکڑے ہوئے کیپسول کو پوری قوت سے اچھال کر فرش پر دے مارا اور خود سانس روک لیا۔ سفید رنگ کا دھواں اس جگہ سے ابھرتا ہوا چند لمحوں کے لئے دکھائی دیا جہاں اس نے کیپسول پھینکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کار سے نکل کر پاس کھڑے ڈرائیور کو لہرا کر نیچے گرتے ہوئے دیکھا تو اس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے آہستہ سے سانس لیا اور پھر کچھ نہ ہونے پر اس نے زور زور سے سانس لیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اندرونی طرف کو بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کمانڈر احتشام کو ٹریس کر چکا تھا۔ وہ ایک کمرے میں کرسی پر اس حالت میں پڑا ہوا تھا کہ اس کے ایک ہاتھ میں فون کا رسیور تھا جبکہ دوسرا ہاتھ نمبروں پر رکھا ہوا تھا۔ اس کا جسم ڈھلک چکا تھا۔ عمران نے رسیور اس کے ہاتھ سے نکال کر اسے کریڈل پر رکھا۔ چند لمحے وہ کھڑا سوچتا رہا پھر اس نے جھک کر کمانڈر احتشام کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس کمرے سے نکل کر باہر صحن میں آ گیا۔ اس نے گیٹ کی ایک سائیڈ پر اسے زمین پر لٹا دیا۔ گارڈ بھی اپنے گارڈ روم میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کا جسم بھی ڈھلک چکا تھا۔ عمران نے چھوٹا پھاٹک کھولا اور باہر نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کار پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ یہاں پوچھ گچھ کرنے کی بجائے وہ کمانڈر احتشام کو کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان ڈال کر رانا ہاؤس لے جائے اور پھر تفصیل سے اس سے معلومات حاصل کرے۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھے ہوئے کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کے نئے چیف بکرما نے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے سے ایک نوجوان اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر باقاعدہ فوجی سیلوٹ کیا۔

"کیا رہا کیپٹن سریش"...... چیف نے باوقار سے لہجے میں کہا۔

"کامیابی چیف۔ ہمارا پلان سو فیصد کامیاب رہا اور ایٹمی آبدوزوں کے آپریشنل سپاٹس کے مکمل پوائنٹ ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں"...... کیپٹن سریش نے کہا اور کوٹ کی جیب سے ایک تہہ شدہ فائل نکال کر اس نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں چیف کے سامنے رکھ دی۔ چیف نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کو کہا اور فائل کھول کر اس میں موجود کاغذات کو غور سے پڑھنے لگا۔

"گڈ، یہ واقعی تازہ ترین شیڈول ہے"...... کاغذات کو پڑھنے کے

بعد چیف نے فائل بند کرتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب پاکیشیائی آبدوز بی۔ ایس۔ ایم۔ ون کو کور کرنا ہے۔ اس سے ایس تھری کا حصول ہمارے لئے مشکل نہیں رہا اور شیڈول کے مطابق آج رات ہی شاید یہ کام ہو جائے"...... کیپٹن سریش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تفصیل بتاؤ۔ پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس کو تو اس کا علم نہیں ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بی۔ ایس۔ ایم۔ ون کو اپنے پاس غیر معینہ مدت کے لئے روک لیں"...... چیف نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ہم نے پلان ہی ایسا بنایا تھا کہ پاکیشیا کی کسی ایجنسی کو اس بارے میں معلوم ہی نہ ہو سکا"...... کیپٹن سریش نے کہا۔

"اس سمگروں والے پلان کی بات کر رہے ہو تم۔ لیکن ظاہر ہے وہاں سے شیڈول تو سمگروں نے حاصل نہیں کیا ہوگا"...... چیف نے کہا۔

"جناب ہم نے صرف سمگروں کی آڑ لی ہے اور وہ بھی عورتوں کے سمگروں کی۔ جن کے بارے میں اب تک کسی ایجنسی کو علم نہیں ہے۔ میں نے اپنے سیکشن کے چار افراد ان کے ساتھ بھیجے تھے جن کا انچارج سارجنٹ پیارے رام تھا۔ پیارے رام کا رابطہ پاکیشیا کے نیوی ہیڈ کوارٹر کے ایک سیکنڈ کمانڈر سے پہلے سے تھا کیونکہ بھاری رقم کے عوض وہ ہمیں نیوی کے سلسلے میں اطلاعات بھجواتا

رہتا تھا اور اس سے یہ اطلاعات پیارے رام ہی حاصل کرتا تھا لیکن آبدوزوں کے شیڈول کے بارے میں وہ معلوم نہ کر سکا کیونکہ یہ اس سیکشن کے کمانڈر احتشام کی ذاتی تحویل میں تھا اور اسے ٹاپ سیکرٹ قرار دیا گیا تھا۔ اس کمانڈر احتشام نے اب تک شادی نہیں کی اور وہ انتہائی عیاش فطرت آدمی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ پاکیشیا کو چھوڑ کر ایکریمیا سیٹل ہونے کی کوششوں میں مصروف ہے لیکن وہ وہاں کسی لارڈ کے سے انداز میں رہنا چاہتا ہے۔ اس لئے اسے انتہائی بھاری رقم کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو وہ ٹاپ رینک آفیسرز کلب میں جوا کھیل کر پورا کرنا چاہتا ہے لیکن ظاہر ہے ایسا ممکن نہیں تھا۔ کیونکہ ٹاپ رینک آفیسرز کلب میں جوا انتہائی محدود پیمانے پر ہوتا ہے اور چونکہ وہ اعلیٰ افسر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انتہائی اہم پوسٹ پر ہے اس لئے وہ عام کلبوں میں جا کر جوا کھیل نہ سکتا تھا۔ ان کمزوریوں کا علم ہونے پر پیارے رام اس سیکشن کمانڈر ہاشم کے ذریعے کمانڈر احتشام سے ملا اور اسے نہ صرف انتہائی بھاری نقد رقم کی آفر کر دی بلکہ ساتھ ہی یقین دلایا کہ اسے ایکریمیا سیٹل کرنے میں پوری مدد دی جائے گی اور اس سے ایٹمی آبدوزوں کے آپریشنل شیڈول میں بی۔ ایس۔ ایم۔ ون کا شیڈول طلب کیا۔ چونکہ یہ سپاٹ پاکیشیائی حدود میں ہیں۔ اس لئے کمانڈر احتشام نے زیادہ اعتراض نہ کیا اور بھاری رقم نقد حاصل کر کے اس نے پیارے رام کو اس شیڈول کی کاپی دے دی اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔ باقی سیکشن سمگلروں کے

ساتھ رک گیا تاکہ اس کے ساتھ ہی واپس آئے اور کسی کو ان پر شک نہ ہو جبکہ پیارے رام شیڈول لے کر یہاں پہنچ گیا۔ اس طرح ہمارا مشن مکمل ہو گیا"...... کیپٹن سریش نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ، تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ گڈ شو۔ اب اصل مرحلہ باقی ہے کہ اس شیڈول کے مطابق جیسے ہی پاکیشیائی ایٹمی آبدوز بی۔ ایس۔ ایم۔ ون سپاٹ پر پہنچے۔ اس سے ایس تھری حاصل کر لیا جائے۔ اس کے لئے تم نے کیا پلان بنایا ہے"...... چیف نے کہا۔

"جناب، اس شیڈول سے معلوم ہوا ہے کہ بی۔ ایس۔ ایم۔ ون آبدوز رات کو سٹاپ نمبر دو میں پہنچے گی اور اس سپاٹ پر کافرستان نیوی پہلے سے قبضہ کر لے گی۔ اس کے بعد جیسے ہی یہ آبدوز وہاں پہنچے گی اس سے ایس تھری حاصل کر کے سپاٹ کو چھوڑ دیا جائے گا اور ایس تھری سپیشل لیبارٹری بھجوا دیا جائے گا اور مشن مکمل ہو جائے گا"...... کیپٹن سریش نے کہا۔

"لیکن اس طرح سپاٹ پر قبضہ کرنا بھی تو جنگ کے اعلان کے مترادف ہے۔ تم احمق تو نہیں ہو گئے۔ تم کافرستان اور پاکیشیا میں ایٹمی جنگ شروع کرانا چاہتے ہو"...... چیف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ چیف، میں ایسے قبضے کی بات نہیں کر رہا جیسے آپ سمجھ رہے ہیں۔ وہاں ہمارا ایک آدمی موجود ہے۔ وہ وہاں بے ہوش کر دینے والی

مخصوص گیس فائر کر دے گا۔ اس طرح آپریشن سپاٹ اور آبدوز میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر وہ آدمی جو خود بے ہوش نہ ہوگا۔ نیوی انجنیئروں کو کال کرے گا۔ نیوی انجنیئر ایس تھری نکال لیں گے اور وہاں گریٹ لینڈ کا ساختہ ایس تھری نصب کر دیا جائے گا جو عام حالات میں ایک جیسا ایکشن کرتا ہے جبکہ وہ ایس تھری جو پاکیشیا نے شوگران کی مدد سے ایجاد کیا ہے وہ سپیشل لیبارٹری میں پہنچا دیا جائے گا۔ جب ان لوگوں کو ہوش آئے گا تو وہاں کچھ بھی نہ ہوگا۔ سب کچھ اوکے ہوگا۔ اس لئے وہ اسے کوئی اہمیت نہ دیں گے اور مشن مکمل ہو جائے گا"...... کیپٹن سریش نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ، اب ٹھیک ہے۔ تم اس پر کام کرو"...... چیف نے کہا اور کیپٹن سریش نے اٹھ کر سلام کیا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے باہر جانے پر چیف نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے پی۔اے کی آواز سنائی دی۔

"پرائم منسٹر صاحب سے بات کراؤ۔ میں نے انہیں اہم خوشخبری سنانی ہے"...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو چیف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... چیف نے کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

"بکر ما بول رہا ہوں سر"...... چیف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس، کیا بات ہے مسٹر چیف"...... دوسری طرف سے پرائم منسٹر کی انتہائی باوقار سی آواز سنائی دی۔

"سر ایس تھری مشن کے سلسلے میں رپورٹ دینی تھی۔ ہم نے اسے تقریباً مکمل کر لیا ہے"...... چیف نے کہا۔

"تقریباً مکمل کا کیا مطلب ہوا۔ کھل کر اور وضاحت سے بات کرو"...... دوسری طرف سے اس بار قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا گیا۔

"آئی ایم سوری سر۔ میں تفصیل بتا دیتا ہوں سر"...... چیف نے معافی مانگتے ہوئے کہا کیونکہ وہ روانی میں بات تو کر گیا تھا لیکن پرائم منسٹر کے ناخوشگوار لہجے پر اسے فوراً احساس ہو گیا تھا کہ اس سے حماقت ہوئی ہے کیونکہ پروٹوکول کے مطابق صدر مملکت اور پرائم منسٹر جیسے عہدیداروں سے مبہم اور ادھوری بات نہیں کی جا سکتی تھی۔ چنانچہ اس بار اس نے شروع سے آخر تک پوری تفصیل بتا دی۔

"آپ کا مطلب ہے کہ یہ مشن آج رات ہی مکمل ہو جائے گا"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر"...... چیف نے کہا۔

"کیا پاکیشیا میں کسی کو معلوم نہ ہوگا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تو اس بارے میں معلوم نہیں ہو سکا"....... پرائم منسٹر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ایسا نہیں ہے۔ یہ مشن عورتوں کے سمگلروں کی آڑ میں کیا گیا ہے اور زیادہ سے زیادہ اگر معلوم بھی ہو گیا تو پھر بھی وہ ہم تک کسی صورت نہ پہنچ سکیں گے"....... چیف نے کہا۔

"آپ اس مشن کی تکمیل کے بعد ایک کام کریں اور وہ یہ کہ اس کمانڈر احتشام اور اس ڈپٹی کمانڈر کو جو آپ کا آدمی ہے دونوں کو فنش کرا دیں تاکہ اس مشن کے سلسلے میں کام کسی صورت آگے نہ بڑھ سکے"....... پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر، حکم کی تعمیل ہو گی سر"....... چیف نے کہا۔

"او کے، مشن مکمل ہونے پر آپ نے پہلے مجھے فون پر اطلاع دینی ہے۔ پھر تحریری رپورٹ دینی ہے"....... پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر"....... چیف نے کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا اور چیف نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

رانا ہاؤس کے بلیک روم میں کرسی پر کمانڈر احتشام بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم کے گرد راڈز تھے اور اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔ وہ ابھی تک یونیفارم میں ہی تھا کیونکہ عمران نے اسے رہائش گاہ پر پہنچتے ہی بے ہوش کر دیا تھا اور پھر اسے کار کی عقبی سیٹوں کے سامنے درمیانی خلا میں ڈال کر رانا ہاؤس میں لے آیا تھا۔ اس نے اس پر کمبل ڈال دیا تھا اور کالونی کی چیک پوسٹ پر چونکہ اسے واپسی کے وقت بھی نہ روکا گیا تھا اس لئے کسی کو معلوم ہی نہ ہوا تھا کہ وہ کمانڈر احتشام کو۔ بے ہوش کر کے اغوا کر کے لے جا رہا ہے۔ جوزف کمانڈر احتشام کی ناک سے ایک شیشی لگائے کھڑا تھا جبکہ جوانا عمران کی کرسی کے ساتھ کھڑا تھا۔ جوزف نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر وہ واپس الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"ماسٹر، یہ پاکیشیائی فوج کا اعلیٰ عہدیدار ہے۔ کیا اس نے ملک

سے غداری کی ہے"...... جوانا نے کہا۔

" دیکھو ابھی معلوم ہو جائے گا کہ اس نے کیا کیا ہے"۔ عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد کمانڈر احتشام کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ اس دوران جوزف شیشی الماری میں رکھ کر واپس آکر عمران کی کرسی کی دوسری سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کمانڈر احتشام نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

" یہ، یہ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ اوہ، اوہ۔ تم۔ تم عمران۔ یہ کیا ہے ......" کمانڈر احتشام نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں رک رک کر کہا۔

" کمانڈر احتشام۔ تم نیوی کے اعلیٰ عہدیدار ہو۔ لیکن یہ میری کرسی کے دائیں بائیں تمہیں دو سیاہ دیو نظر آرہے ہیں انہیں کسی بڑے چھوٹے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یہ دونوں انسانوں کی ہڈیاں توڑنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ اس لئے تم بتا دو کہ تم نے پیارے رام کے ساتھ کیا ڈیل کی ہے"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

" کون پیارے رام۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں تو کسی پیارے رام کو نہیں جانتا"...... کمانڈر احتشام نے کہا۔

"جوانا"...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس ماسٹر"...... جوانا نے یکلخت تن کر کھڑے ہوتے ہوئے

کہا۔

" اس کمانڈر احتشام کی ایک آنکھ نکال دو"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور بڑے جارحانہ انداز میں کمانڈر احتشام کی طرف بڑھنے لگا۔

" رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ"...... کمانڈر احتشام نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ وہ جوانا کی قامت اور جسامت کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر ابھر آنے والی سفاکی کے تاثرات اور اس کے جارحانہ پن سے ہی خوفزدہ ہو گیا تھا۔

" وہیں رک جاؤ جوانا۔ پھر جیسے ہی یہ زبان روکے یا جھوٹ بولے۔ اس کی آنکھ نکال دینا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" یس ماسٹر"...... جوانا نے وہیں سائیڈ پر رکتے ہوئے کہا۔

" پہلے وعدہ کرو کہ تم میری بات کی رپورٹ نہیں کرو گے۔ میں نوکری چھوڑ کر ایکریمیا چلا جاؤں گا۔ مجھے معاف کر دو"...... کمانڈر احتشام نے کہا۔

" کیوں اپنی آنکھ ضائع کرانا چاہتے ہو کمانڈر۔ اصل بات کرو"...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا۔

" مم، مم۔ میں نے پیارے رام کو آبدوزوں کے شیڈول کی کاپی دی ہے اور کچھ نہیں دیا اور یہ کوئی ایسا اہم راز نہیں ہے۔ ہماری ملٹری انٹیلی جنس نے کافرستان کی آبدوزوں کا شیڈول وہاں سے حاصل

کیا ہوا ہے"........ کمانڈر احتشام نے کہا۔

"اس شیڈول میں کیا ہوتا ہے"........ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"صرف یہ کہ کون کون سی آبدوز کس کس روز کس کس آپریشنل سپاٹ میں جائے گی۔ پورے مہینے کا شیڈول ہوتا ہے جو ہم ہر ماہ نیا تیار کرتے ہیں"........ کمانڈر احتشام نے جواب دیا۔

"یہ آپریشنل سپاٹس کیا ہوتے ہیں"........ عمران نے پوچھا۔

"کافرستانی سمندری حدود کے قریب پاکیشیائی سمندری سرحدوں کے اندر آبدوزوں کے لئے باقاعدہ آپریشنل سپاٹ بنائے جاتے ہیں۔ یہ زیر سمندر ہوتے ہیں اور ایک چھوٹی سی عمارت کے انداز میں بنائے جاتے ہیں جو وہاں تیرتے رہتے ہیں۔ اس کے اندر آبدوز رکتی ہے اور پھر وہاں اس آبدوز کی مدد سے دشمن کی آبدوزوں اور جہازوں کو نشانہ بنانے کی مشقیں کی جاتی ہیں اور ان سپاٹس کی جدید سائنسی آلات سے باقاعدہ حفاظت کی جاتی ہے۔ کافرستان نے بھی اپنی سرحد میں ایسے آپریشنل سپاٹس بنائے ہوئے ہیں"........ کمانڈر احتشام نے جواب دیا۔

"کیا وہاں عملہ مستقل رہتا ہے"........ عمران نے کہا۔

"ہاں، لیکن ہر پندرہ دن بعد عملہ تبدیل کر دیا جاتا ہے کیونکہ پندرہ روز سے زیادہ وہ زیر سمندر نہیں رہ سکتے"........ کمانڈر احتشام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ان آپریشنل سپاٹس کو دشمن ملک تباہ نہیں کرتے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اس لئے کہ یہ سب کچھ ایک بین الاقوامی معاہدے کے تحت ہوتا ہے البتہ اعلان جنگ ہونے پر انہیں بلاسٹ کرنا نیوی کا پہلا فرض ہوتا ہے لیکن اگر زمانہ امن میں ایسا کیا جائے تو اسے دونوں ملکوں میں اعلان جنگ کے مترادف قرار دیا جاتا ہے"........ کمانڈر احتشام نے کہا۔

"پیارے رام تم تک کیسے پہنچا اور اس نے تمہیں کیا دیا ہے بدلے میں"........ عمران نے کہا۔

"میرا ڈپٹی کمانڈر ہاشم میرے پاس آیا تو اس کے ساتھ پیارے رام تھا۔ ہماری ملاقات کلب میں ہوئی تھی۔ میں یہاں کی نوکری چھوڑ کر مستقل طور پر ایکریمیا میں سیٹل ہونا چاہتا تھا کیونکہ ایکریمیا میرا خواب ہے لیکن میں وہاں کسی لارڈ کی طرح رہنا چاہتا تھا اس کے لئے مجھے بڑی بھاری رقم چاہئے تھی۔ اس لئے میں نے کلب میں جوا کھیلنا شروع کر دیا لیکن باوجود اکثر جیتنے کے بعد میں معمولی سی رقم بھی اکٹھی نہ کر سکا۔ اس لئے جب پیارے رام نے مجھے ایک کروڑ ڈالر دینے کا وعدہ کیا تو میں حیران رہ گیا۔ اس کے جواب میں اس نے صرف شیڈول کی کاپی طلب کی تو میں اور زیادہ حیران ہو گیا کیونکہ یہ کوئی اتنی اہم چیز نہ تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ وہ ایک کروڑ ڈالرز کیسے دے سکتا ہے۔ یہ تو بہت بڑی رقم ہے تو اس نے بتایا کہ اس کا تعلق

کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس سے ہے اور حکومتوں کے لئے یہ رقم
انتہائی معمولی حیثیت رکھتی ہے جس پر میں نے آمادگی ظاہر کر دی۔
اس نے مجھے ایک کروڑ ڈالرز کا ایکریمیئن بنک کا گارنیٹڈ چیک دیا۔
میں نے احتیاطاً اس بنک فون کر کے وہاں سے تصدیق کرائی تو اس
نے چیک کیش ہونے کی تصدیق کر دی جس پر میں نے شیڈول کی
کاپی اسے دے دی اور وہ واپس چلا گیا۔ یہ ساری کارروائی آج صبح ہوئی
اور آج ہی تم پہنچ گئے"...... کمانڈر احتشام نے کہا۔

"وہ چیک کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"میری جیب میں ہے اور میں اسے ہر وقت ساتھ رکھتا
ہوں"...... کمانڈر احتشام نے جواب دیا۔

"جوانا۔ اس کی جیب سے چیک نکالو"...... عمران نے جوانا سے
کہا تو اس کے قریب کھڑے جوانا نے اس کی جیب کی تلاشی لینا شروع
کر دی اور پھر ایک جیب سے اس نے چیک نکال کر عمران کو دے
دیا۔ عمران نے اسے کھولا اور پھر روشنی کی طرف کر کے اسے اس طرح
دیکھنے لگا جیسے لوگ عام کرنسی نوٹوں میں موجود تصویر کو چیک
کرتے ہیں۔ پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"جس بنک کو تم نے فون کیا تھا اس کا نمبر تمہیں پیارے رام
نے بتایا تھا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... کمانڈر احتشام نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم انتہائی بیوقوف آدمی ہو۔ مجھے حیرت ہے

کہ تم جیسے احمق کو کیسے اس اہم عہدے پر لگایا گیا ہے۔ یہ چیک جعلی
ہے۔ گارنیٹڈ چیکوں کی چھپائی بالکل کرنسی نوٹوں کے سے انداز میں
کی جاتی ہے۔ اس کے اندر خفیہ طور پر بھی اس بنک کا نام چھپا ہوا
ہوتا ہے جو صرف روشنی میں دیکھنے سے نظر آتا ہے جبکہ اس میں ایسا
نہیں ہے۔ اس لئے پیارے رام نے باقاعدہ گیم کھیلی ہے۔ انہوں نے
پہلے سے سیٹ اپ کر رکھا تھا اور فون پر ان کا ہی آدمی موجود تھا۔
انہیں معلوم تھا کہ اتنی بڑی رقم کی وجہ سے تم لازماً چیک کرو گے اس
طرح انہوں نے تمہیں یقین دلا دیا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں، نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم صرف یہ چیک اپنے پاس
رکھنے کے لئے چکر چلا رہے ہو"...... کمانڈر احتشام نے کہا۔

"اسے بے ہوش کر دو جوانا۔ صرف بے ہوش"...... عمران نے
اٹھتے ہوئے کہا تو ساتھ کھڑے جوانا کا ہاتھ گھوما اور کمانڈر احتشام کے
حلق سے کربناک چیخ نکلی اور ایک ہی جھٹکا کھا کر اس کی گردن
ڈھلک گئی تھی۔ عمران بلیک روم سے نکل کر سیدھا فون والے
کمرے میں آیا اور اس نے کرسی پر بیٹھ کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنا
شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں رانا ہاؤس سے"...... عمران نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ، ویری بیڈ۔ اتنا بڑا عہدیدار اور اس طرح غداری کر

گیا"........ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم سر سلطان سے بات کر کے انہیں ساری تفصیل بتا دو۔ میں جوزف کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ اس کمانڈر احتشام کو ان کو کوٹھی پر چھوڑ آئے گا۔ سر سلطان نیوی کے سربراہ کو بلا کر خود ہی سب کو بتا دیں گے اور ہاں۔ انہیں کہہ دینا کہ ڈپٹی کمانڈر ہاشم بھی کافرستان کا ایجنٹ ہے۔ وہ ان کے خلاف بھی کارروائی کریں گے"........ عمران نے کہا۔

"آپ کا اپنا پروگرام کیا ہے"........ بلیک زیرو نے کہا۔

" میں دانش منزل آ رہا ہوں۔ اس پیارے رام کو ناٹران کے ذریعے فوری طور پر پکڑوانا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اس شیڈول کے حصول سے ان کا اصل مقصد کیا ہے۔ ویسے تو واقعی اس شیڈول کی اتنی اہمیت نہیں ہے کہ اس کے لئے اتنا لمبا چوڑا اور پیچیدہ پلان بنایا جائے"........ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کر وہ دوبارہ بلیک روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ جوزف کو ہدایات دے سکے اور پھر جوزف کو ہدایات دے کر وہ واپس مڑا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

ناٹران کمرے میں بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ چیف نے اسے پاکیشیا سے ایٹمی آبدوزوں کے آپریشنل سپاٹس تک پہنچنے کا شیڈول کافرستان پہنچنے کے بارے میں بتایا تھا اور اس نے اپنے خاص آدمی کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ ملٹری انٹیلی جنس کے اس پیارے رام کو کور کرے تاکہ اس سے معلوم ہو سکے کہ یہ شیڈول انہوں نے کس مقصد کے لئے حاصل کیا ہے۔ اعظم کو گئے ہوئے چھ گھنٹے گزر چکے تھے لیکن ابھی تک اس کی طرف سے نہ کال آئی تھی اور نہ ہی وہ خود واپس آیا تھا۔ اس لئے ناٹران بے چین ہو رہا تھا اور اس بے چینی کے عالم میں اس نے ٹہلنا شروع کر دیا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اور کسی بھی وقت چیف کی کال آ سکتی ہے۔ ابھی وہ ٹہلتا ہوا یہ سب باتیں سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ اس طرح فون پر جھپٹا جیسے چیل گوشت پر جھپٹتی ہے اور اس نے ہاتھ بڑھا

کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... ناٹران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اعظم بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے اعظم کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا۔ تم نے اتنی دیر لگادی"...... ناٹران نے کہا۔

"بڑی مشکل سے پیارے رام کو ٹریس کیا گیا ہے باس۔ وہ ملٹری انٹیلی جنس میں سارجنٹ ہے اور کیپٹن سریش کے سیکشن میں کام کرتا ہے۔ وہ کہیں گیا ہوا تھا اس لئے اس کی واپسی کا انتظار کرنا پڑا۔ اب وہ آیا ہے تو میں اسے بے ہوش کر کے آپ کو فون کر رہا ہوں۔ میں اسے پوائنٹ ٹو پر لے جا رہا ہوں تاکہ اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کی جاسکے۔ آپ اگر چاہیں تو پوائنٹ ٹو پر آجائیں"...... اعظم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آرہا ہوں"...... ناٹران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اپنے ہیڈ کوارٹر انچارج کو ضروری ہدایات دیں اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک مضافاتی کالونی کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی۔ یہاں انہوں نے ایک کوٹھی کے تہہ خانوں میں اڈہ بنایا ہوا تھا۔ کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جا کر اس نے کار روکی اور مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان باہر آگیا۔

"یس باس۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں"...... اس نوجوان نے کار

کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ناٹران کو دیکھ کر سلام کرتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھل گیا تو ناٹران کار اندر لے گیا۔ پورچ میں اعظم کی کار بھی موجود تھی۔ اس نے کار اس کے ساتھ روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ وہ نوجوان پھاٹک بند کر کے واپس پورچ کی طرف ہی آرہا تھا۔

"اعظم کب آیا ہے"...... ناٹران نے پوچھا۔

"ابھی آپ کے آنے سے پانچ چھ منٹ پہلے"...... اس نوجوان نے جواب دیا۔

"اوکے، اب تم نے یہاں پوری طرح الرٹ رہنا ہے۔ اعظم ملٹری انٹیلی جنس کے ایک آدمی کو اٹھالایا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ کسی طرح یہاں پہنچ جائیں"...... ناٹران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ میں ریڈ سسٹم آن کر دیتا ہوں" نوجوان نے کہا اور ناٹران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک تہہ خانے میں داخل ہوا تو وہاں ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی ایک کرسی پر موجود تھا۔ اس کے جسم کے گرد راڈز تھے اور اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔ اعظم بھی وہاں موجود تھا۔

"یہ ہے وہ پیارے رام"...... ناٹران نے کہا۔

"یس باس"...... اعظم نے کہا اور ناٹران سر ہلاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اس کو کس انداز میں اٹھالائے ہو۔ تفصیل بتاؤ"...... ناٹران

نے کہا اور اعظم نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"گڈ، اس کا مطلب ہے کہ کسی کو فوری طور پر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اسے اغوا کیا گیا ہے"...... ناٹران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... اعظم نے کہا۔

"اس لئے کہ اگر اسے زندہ چھوڑنا ہے تو پھر ہم ماسک میک اپ کر لیں کیونکہ بہرحال یہ ملٹری انٹیلی جنس کا آدمی ہے اور اگر اسے ہلاک کر کے اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈالنی ہے تو پھر ماسک میک اپ کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ایسا بھی نہ ہو کہ اس کے اغوا کا شک تم پر پڑ جائے اور اس طرح ملٹری انٹیلی جنس ہمارے سیٹ اپ کو ہی اکھاڑ پھینکے"...... ناٹران نے کہا۔

"باس، اگر اس کی لاش غائب کر دی گئی تو پھر ملٹری انٹیلی جنس چونک پڑے گی لیکن اگر اس کی لاش کسی روڈ ایکسیڈنٹ کے بعد سامنے آئے تو پھر کسی کو شک نہ پڑ سکے گا۔ اس لئے میں نے یہ پروگرام بنایا تھا"...... اعظم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اسے ہوش میں لے آؤ اور اس سے پوچھ گچھ کرو"...... ناٹران نے کہا تو اعظم نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے شیشی کا دہانہ اس آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے اسے واپس جیب میں ڈال لیا اور خود وہ اس کے قریب ہی کھڑا

ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ، یہ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب" پیارے رام نے ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے رک رک کر کہا۔

"تمہارا نام پیارے رام ہے اور تم ملٹری انٹیلی جنس میں سارجنٹ ہو اور تمہارا تعلق کیپٹن سریش کے سیکشن سے ہے"۔ اعظم نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں مگر تم کون ہو اور میں کس جگہ ہوں اور تم نے مجھے کیوں جکڑ رکھا ہے"...... پیارے رام نے کہا۔

"تم پاکیشیا گئے عورتوں کے سمگروں کے ساتھ اور تم نے وہاں نیوی کے کمانڈر احتشام کو ایک کروڑ ڈالرز کا جعلی چیک دے کر اس سے پاکیشیا کی ایٹمی آبدوزوں کے شیڈول کی کاپی لے آئے۔ تمہارا گروپ تو وہیں رک گیا لیکن تم اکیلے یہاں آگئے"...... فیصل جان نے کہا۔

"تم، تم کون ہو۔ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو"...... اس بار پیارے رام نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ چونکہ بہرحال تربیت یافتہ آدمی تھا اس لئے اس نے بہت جلد اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"نہیں، ہمارا تعلق مقامی سیکرٹ سروس سے ہے"...... اعظم نے کہا تو پیارے رام چونک پڑا۔

"کیا، کیا مطلب۔ تم سرکاری آدمی ہو کر یہ کام میرے ساتھ کر

رہے ہو "........ پیارے رام نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہمارا چیف شاگل یہ جاننا چاہتا ہے کہ تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا ہے۔ اس شیڈول سے تمہیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ یہ عام سی چیز ہے اور یہ بھی سن لو کہ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اگر تم سب کچھ ویسے ہی بتا دو تو ہم تمہیں بے ہوش کر کے یہاں سے واپس تمہاری رہائش گاہ پر پہنچا دیں کیونکہ بہرحال تم سرکاری آدمی ہو۔ اگر تم نہ بتاؤ تو تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ کاٹ کر معلوم کر لیا جائے اور تمہاری لاش برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دی جائے لیکن ہم ایسا نہیں چاہتے کیونکہ تم بھی ہماری طرح سرکاری آدمی ہو لیکن اگر تم نے تعاون نہ کیا تو پھر مجبوری ہو گی "........ اعظم نے کہا اور شاگل کا نام سن کر پیارے رام کے چہرے پر خاصے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" میں بتا دیتا ہوں۔ مجھے بتانے میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے کیونکہ یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کو چھپایا جائے اور پھر یہ سارا کام سرکاری ہے۔ میرا ذاتی تو نہیں ہے "........ پیارے رام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

" رک جاؤ۔ یہ تفصیل ہمارے چیف شاگل کو پہلے سے معلوم ہے کہ تم نے وہاں جا کر کیا کیا اور کیا نہیں۔ صرف یہ بتاؤ کہ اس شیڈول کو آگے تم نے کہاں پہنچایا ہے اور اس سے کیا فائدہ اٹھایا گیا ہے یا اٹھایا جا سکتا ہے "........ اس بار ناٹران نے ہاتھ اٹھا کر اسے درمیان

میں ٹوکتے ہوئے کہا۔

" فائل تو میں نے اپنے سیکشن انچارج کیپٹن سریش کو دے دی تھی البتہ مجھے معلوم ہے کہ اس کا اصل مقصد کیا ہے۔ وہ میں بتا دیتا ہوں کیونکہ اس کے سارے انتظامات بھی کیپٹن سریش کے کہنے پر میں نے ہی کئے تھے "........ پیارے رام نے کہا۔

" ہاں۔ یہ بتاؤ تفصیل کے ساتھ "........ ناٹران نے کہا۔

" کافرستان کا اصل ٹارگٹ پاکیشیا کی ایک ایٹمی آبدوز ہے جس کا کوڈ نام بی۔ ایس۔ ایم۔ ون ہے۔ اس کے اندر ایک خصوصی سسٹم نصب ہے جسے ایس تھری کہا جاتا ہے۔ ویسے تو یہ سسٹم تمام آبدوزوں میں ہوتا ہے اور کافرستان کی آبدوزوں میں بھی ہے لیکن پاکیشیا کے سائنسدانوں نے شوگران کے سائنسدانوں کے ساتھ مل کر اس سسٹم کو بہت زیادہ ایڈوانس کر دیا ہے۔ ایسا ایڈوانس سسٹم کہ اس کی مدد سے کوئی بھی آبدوز کسی صورت ٹارگٹ سے باہر نہیں جا سکتی چاہے اس کے اندر کیسے ہی آلات کیوں نہ موجود ہوں جبکہ عام ایس تھری سسٹم بھی یہی کام کرتا ہے لیکن اسے ڈاج دینے کے آلات ایجاد ہو چکے ہیں جبکہ پاکیشیا کے ایس تھری سسٹم کے بارے میں ابھی کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے اس کا توڑ بنایا ہی نہیں جا سکا۔ ویسے بھی یہ سسٹم شوگران میں تیار ہوا ہے۔ یہ سسٹم ایک آلے کی شکل میں ہے اور صرف ایک آلہ اس ایٹمی آبدوز میں نصب کیا گیا ہے۔ ہمارے ایجنٹوں نے اس کی تفصیل معلوم کر لی ہے اور اس کے بعد یہ پلان

بنایا گیا کہ اس ایس تھری سسٹم کو اس انداز میں حاصل کیا جائے کہ
پاکیشیا کو اس کا علم نہ ہو سکے اور پھر اس ایس تھری سسٹم کو کافرستان
کے سائنسدان چیک کریں اور اس کا توڑ بنا سکیں۔ لیکن اس کے لئے
اصل بنیادی کام اس شیڈول نے کرنا تھا کیونکہ یہ کسی کو بھی معلوم
نہ تھا کہ بی۔ ایس۔ ایم۔ ون کب اور کس آپریشنل سپاٹ پر آتی جاتی
ہے۔ اس شیڈول کو حاصل کرنے کے بعد اس کے بارے میں علم ہو
گیا اور اتفاق سے اس آبدوز نے اسی رات ایک آپریشنل سپاٹ پر پہنچنا
تھا اور یہ کافرستان کی خوش قسمتی تھی کہ اس آپریشنل سپاٹ پر
کافرستان کا ایک آدمی موجود تھا چنانچہ فوری طور پر اسے سارا پلان
دے دیا گیا۔ پھر جیسے ہی وہ آبدوز وہاں پہنچی۔ اس آدمی نے وہاں بے
ہوش کر دینے والی گیس پھیلا دی اور خود گیس ماسک پہن لیا۔ اس
طرح آبدوز میں آپریشنل سپاٹ کا سارا عملہ سوائے ہمارے آدمی کے
بے ہوش ہو گیا تو اس آدمی نے اطلاع دی جس پر یہاں سے خصوصی
انجنیئروں کی ٹیم ایک ایس تھری دے کر وہاں بھیجی گئی۔ انہوں نے
وہ شوگران کا ساختہ ایس تھری اس آبدوز سے اتار لیا اور اس کی جگہ وہ
عام ایس تھری نصب کر دیا اور وہ ٹیم یہ آلہ لے کر واپس آ گئی۔ دو
گھنٹے بعد تمام عملے کو ہوش آ گیا لیکن کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کیا
ہوا ہے۔ کیونکہ سب کچھ اوکے تھا۔ اس پر یہی سمجھا گیا کہ کسی وجہ سے
آپریشنل سپاٹ میں آکسیجن میں کمی ہو گئی ہو گی۔ جس کی وجہ سے وہ
سب بے ہوش ہو گئے تھے کیونکہ ایس تھری صرف جنگ کے دوران

ہی استعمال ہوتا ہے اور عام آپریشنل ورک میں سارے ہی ایس تھری
ایک جیسا رزلٹ دیتے ہیں اس لئے انہیں یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ
سپیشل ایس تھری بدل دیا گیا ہے"...... پیارے رام نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

"تو وہ سپیشل ایس تھری اب کہاں ہے"...... ناٹران نے پوچھا۔

"وہ پرائم منسٹر صاحب کو پہنچا دیا گیا ہے اور پرائم منسٹر کو معلوم
ہو گا کہ اسے کہاں بھیجا گیا ہے۔ ہمارا جو کام تھا وہ ہم نے کر دیا"۔
پیارے رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اطلاع مل چکی ہے کہ تمہارے باقی ساتھی وہاں پاکیشیا
میں ہلاک ہو گئے ہیں"...... ناٹران نے کہا۔

"ہاں، لیکن وہ سمگروں کے چکر میں ہلاک ہوئے ہیں۔ اصل
بات کا کسی کو علم ہی نہیں ہو سکا اور اگر ہو بھی جائے تو اب وہ لوگ
کیا کر سکتے ہیں"...... پیارے رام نے کہا۔

"اوکے، اب میں جا رہا ہوں۔ میں نے چیف کو تفصیلی رپورٹ
دینی ہے۔ تم اس کے ساتھ وہی کچھ کرو جو تم نے سوچا ہے"۔ ناٹران
نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر تہہ خانے کی
سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اسے ناٹران کی طرف سے رپورٹ کا انتظار تھا۔

بلیک زیرو کچن میں تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو"........ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ناٹران بول رہا ہوں"........ دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"یس، کیا رپورٹ ہے"........ عمران نے کہا تو ناٹران نے پوری تفصیل بتا دی اور جیسے جیسے وہ تفصیل بتاتا جا رہا تھا۔ عمران کے چہرے پر موجود سنجیدگی مزید گہری ہوتی چلی جا رہی تھی۔

"تو اب تم یہ معلوم کرو کہ اس سپیشل ایس تھری کو کہاں پہنچایا گیا ہے تاکہ میں ٹیم بھیج کر فوری طور پر اسے واپس حاصل کر

سکوں"........ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ پرائم منسٹر ہاؤس میں میرا خاص آدمی موجود ہے۔ میں ایک گھنٹے بعد دوبارہ کال کروں گا"...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اسی وقت بلیک زیرو کچن سے واپس آیا۔ اس کے ہاتھوں میں کافی کی دو پیالیاں تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ"........ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو، سر سلطان سے بات کراؤ"........ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"........ دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر۔ سلطان بول رہا ہوں سر"........ چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"سر سلطان۔ کافرستان نے انتہائی اہم واردات کی ہے۔ ہماری ایک آبدوز میں ایک خصوصی سسٹم نصب کیا گیا ہے جسے عام طور پر ایس تھری سسٹم کہا جاتا ہے۔ اس سسٹم کے تحت دشمنوں کی آبدوزوں اور جنگی جہازوں کو ٹارگٹ بنایا جاتا ہے لیکن اس کا توڑ بھی ایجاد ہو چکا ہے مگر پاکیشیائی سائنسدانوں نے شوگران کے ساتھ مل

کر اس ایس تھری کو مزید جدید اور موثر اس انداز میں بنا دیا ہے کہ
اس کا ٹارگٹ کسی صورت بھی بچ نہیں سکتا اور نہ ہی اس کا کوئی توڑ
کسی کے پاس ہے۔ یہ آلہ جسے سپیشل ایس تھری کہا جاتا ہے پاکیشیا
کی ایک ایٹمی آبدوز پی۔ ایس۔ ایم۔ ون میں نصب کیا گیا۔ لیکن اس
کے بارے میں کافرستان کو علم ہو گیا تو انہوں نے اسے حاصل کرنے
کا پلان بنایا اور اس پلان کے تحت کمانڈر احتشام کو استعمال کیا گیا
اور اس سے شیڈول حاصل کر کے جب وہ آبدوز آپریشنل سپاٹ پر پہنچی
تو وہاں موجود ایک غدار کی مدد سے سب کو بے ہوش کر دیا گیا اور
کافرستانی انجنیئروں نے وہ جدید ایس تھری نکال کر اس کی جگہ عام سا
ایس تھری نصب کر دیا ہے اور چونکہ اس آلے کی اصل کارکردگی صرف
جنگ میں سامنے آتی ہے۔ اس لئے کسی کو اس تبدیلی کے بارے میں
معلوم نہیں ہو سکا اور یہ آلہ کافرستان نے اپنی کسی لیبارٹری میں پہنچا
دیا ہے تاکہ وہاں اس کا توڑ ایجاد کیا جا سکے اور ہم نے بہرحال اس آلے
کو فوری طور پر واپس حاصل کرنا ہے۔ اطلاع تو یہی ملی ہے کہ یہ آلہ
شوگران میں تیار ہوا ہے۔ آپ سیکرٹری وزارت سائنس کے ذریعے
معلوم کریں کہ کیا اس جیسا دوسرا آلہ پاکیشیا میں موجود ہے یا نہیں۔
اگر موجود نہیں ہے تو پھر اس کا مخصوص ڈایاگرام مجھے مہیا کریں تاکہ
میری ٹیم اسے پہچان کر واپس حاصل کر سکے"........ عمران نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر، یہ تو پاکیشیا کے خلاف بہت گہری اور بھیانک سازش

ہے"........ سر سلطان نے کہا۔

"ہاں، ہم نے بہرحال اس سازش کا خاتمہ کرنا ہے۔ آپ جس قدر
جلد ممکن ہو سکے۔ سب کچھ معلوم کر کے مجھے رپورٹ دیں"۔ عمران
نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ ناٹران نے رپورٹ دی ہے"........ بلیک زیرو نے کہا اور
عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ واقعی انتہائی بھیانک سازش ہے۔ اگر اس اغوا ہونے والی
لڑکی کی بہن ٹائیگر تک نہ پہنچتی تو شاید ہمیں اس کا علم تک نہ ہو
سکتا"........ بلیک زیرو نے کہا۔

"اللہ تعالیٰ جب رحمت کرتا ہے تو وہ ایسے ہی اتفاقات پیدا کر دیتا
ہے"........ عمران نے جواب دیا۔ وہ معاملے کی نزاکت کی وجہ سے
انتہائی سنجیدہ ہو رہا تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی
تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"........ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں
جناب۔ پاکیشیا کے پاس ایک اور آلہ موجود ہے جسے دوسری آبدوز
میں نصب کرنا تھا۔ آپ اب یہ حکم دیں کہ اسے کہاں پہنچایا
جائے"........ سر سلطان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ عمران کے باورچی سلیمان تک اسے پہنچا دیں"........ عمران
نے کہا اور اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے

نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں سلیمان"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی صاحب"...... دوسری طرف سے سلیمان نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"سر سلطان کی طرف سے ایک پیکٹ ابھی تمہارے پاس پہنچے گا۔ یہ انتہائی اہم ترین پیکٹ ہے۔ تم نے اسے فوری طور پر اور انتہائی حفاظت سے دانش منزل پہنچانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی صاحب"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے جولیا کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو الرٹ کر دو اور تم بھی تیار ہو جاؤ۔ ایک انتہائی اہم اور تیز رفتار مشن کافرستان میں درپیش ہے۔

عمران تمہیں لیڈ کرے گا اور وہی تم سے خود رابطہ کر کے تمہیں بریف کرے گا۔ لیکن تم سب فوری روانگی کے لئے تیار ہو جاؤ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ناٹران بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے ناٹران کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جناب، میں نے معلوم کر لیا ہے۔ یہ آلہ پرائم منسٹر نے نیوی کے سلسلے کی ایک اہم سائنسی لیبارٹری جو ساندھرا پردیش کی مشہور بندرگاہ پنام سے تقریباً دو سو کلو میٹر اندر ایک علاقے واگرہ میں قائم ہے، میں بھیجا گیا ہے۔ اس آلے پر وہاں کام ہو رہا ہے اور میں نے اس لیبارٹری کے بارے میں جو تفصیلات معلوم کی ہیں ان کے مطابق واگرہ میں ایک بہت بڑی فوجی چھاؤنی ہے۔ جسے واگرہ چھاؤنی کہا جاتا ہے۔ لیبارٹری اس چھاؤنی کے اندر کہیں زیر زمین ہے اور یہ لیبارٹری فوجیوں کے ہی زیر انتظام ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل فوری طور پر نہیں مل سکی"...... ناٹران نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اتنی ہی کافی ہے۔ باقی کام عمران اور اس کے ساتھی کر لیں گے"...... عمران نے خشک اور سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اسے اس آلے کا انتظار تھا۔

شاگل اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے اپنی عادت کے مطابق غصیلے لہجے میں کہا۔

"زیرو۔ ایکس۔ الیون آپ سے فوری بات کرنا چاہتا ہے جناب"...... دوسری طرف سے اس کے پی۔ اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور شاگل بے اختیار چونک پڑا کیونکہ زیرو۔ ایکس۔ الیون کا مطلب تھا کہ وہ آدمی جو ملٹری انٹیلی جنس میں اس کا مخبر تھا۔ اس نے مخبروں کو باقاعدہ نمبر الاٹ کر رکھے تھے تاکہ ان کو پہچانا جا سکے۔

"کراؤ بات"...... شاگل نے کہا۔

"ہیلو سر۔ زیرو۔ ایکس۔ الیون بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد

ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر انتہائی اہم بات ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں خود حاضر ہو جاؤں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس بارے میں، کوئی اشارہ دو۔ ہو سکتا ہے کہ تم خواہ مخواہ میرا وقت ضائع کرو"...... شاگل نے سرد لہجے میں کہا۔

"سر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ اچھا۔ جلدی آؤ۔ فوراً۔ ابھی۔ اسی وقت"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں آفس کے قریب سے ہی ایک فون بوتھ سے کال کر رہا ہوں۔ میں ابھی پہنچ جاتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں یہ کیا اطلاع دے سکتا ہے"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"زیرو۔ ایکس۔ الیون آ رہا ہے۔ اسے فوراً میرے آفس

بھیجو"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے سامنے رکھی ہوئی فائل بند کی اور اسے میز کی دراز میں رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر عام سا لباس تھا لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ فوج کا تربیت یافتہ آدمی ہے۔

"آؤ سوریش۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"...... شاگل نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اسے میز کی دوسری طرف بیٹھنے کا اشارہ کر دیا۔

"سر انتہائی اہم اطلاع ہے۔ اس لئے میں خود حاضر ہوا ہوں"۔ سوریش نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"اطلاع بتاؤ۔ جلدی۔ فوراً"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر ملٹری انٹیلی جنس نے پاکیشیا میں ایک انتہائی اہم مشن مکمل کیا ہے۔ کیپٹن سریش کے سیکشن نے یہ مشن مکمل کیا ہے"۔ سوریش نے کہنا شروع کیا۔

"لعنت بھیجو سریش پر۔ اصل بات بتاؤ کہ کیا ہوا ہے"۔ شاگل نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر طویل پس منظر ہے۔ جب تک میں سب کچھ تفصیل سے نہ بتاؤں گا آپ کو اصل بات معلوم نہ ہو سکے گی"...... سوریش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا بتاؤ"۔ شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور سوریش نے

عورتوں کے سمگروں کے ساتھ کیپٹن سریش کے سیکشن کے پیارے رام اور اس کے ساتھیوں کے جانے اور وہاں سے ایٹمی آبدوزوں کا شیڈول لے کر واپس آنے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

"تو پھر کیا ہوا۔ ایسے پراجیکٹ تو ملٹری انٹیلی جنس مکمل کرتی ہی رہتی ہے"...... شاگل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں تلخی عود کر آئی تھی۔

"باس، ملٹری انٹیلی جنس کے چیف صاحب کو اس کیپٹن سریش نے اطلاع دی کہ پاکیشیا میں اس کے گروپ کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ جس کمانڈر احتشام سے شیڈول حاصل کیا گیا تھا اس کو بھی اور ملٹری انٹیلی جنس نے اور پاکیشیا میں مخبر ڈپٹی کمانڈر ہاشم کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے اور ان کے خلاف کورٹ مارشل کر کے ان کو سزائے موت دے دی گئی ہے"۔ سوریش نے کہا۔

"دے دی ہو گی۔ آخر ان کے ہاں بھی تو ملٹری انٹیلی جنس ہے"...... شاگل نے کہا۔

"سر، اصل بات جو میں بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کمانڈر احتشام کو پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان کی رہائش گاہ سے گرفتار کیا گیا ہے اور یہ بھی اطلاع ملی چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی اس کمانڈر احتشام سے اس کے آفس میں ملا ہے تو اس کے چند گھنٹوں بعد کمانڈر احتشام کو سیکرٹری خارجہ کی

رہائش گاہ سے گرفتار کیا گیا ہے"۔...... سوریش نے کہا تو شاگل چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"اوہ، اوہ حیرت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس سارے کھیل کا علم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہو گیا ہے"...... شاگل نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"یس سر اور دوسری بات یہ ہے کہ پیارے رام کو جو اس سارے پلان کا انچارج تھا اسے اچانک اغوا کر لیا گیا اور پھر معلوم ہوا کہ وہ کسی کار کے نیچے آ کر کچلا گیا اور کار فرار ہو گئی۔ لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ پیارے رام کو باقاعدہ اس کی رہائش گاہ سے اغوا کیا گیا کیونکہ پیارے رام نے اغوا ہونے سے پہلے مجھے فون کر کے بلایا تھا کیونکہ وہ میرا بہت گہرا دوست تھا اور جو سب کچھ میں نے آپ کو بتایا ہے اس میں بیشتر باتیں اس پیارے رام نے مجھے پہلے ہی بتائی تھیں اور جب اس کی رہائش گاہ پر میں پہنچا تو وہ وہاں سے غائب تھا البتہ سائیڈ کی کوٹھی کے ایک چوکیدار نے مجھے بتایا کہ سیاہ رنگ کی کار اس کوٹھی سے نکل کر اس نے جاتے ہوئے دیکھی ہے جس سے میں سمجھ گیا کہ پیارے رام کو بے ہوش کر کے اغوا کیا گیا ہے کیونکہ پیارے رام اکیلا رہتا تھا اور ظاہر ہے اگر اس نے کہیں جانا ہوتا تو وہ لازماً میرے لئے کوئی پیغام رکھ کر جاتا اور پھر اس کی کچلی ہوئی لاش سڑک سے ملی ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں پاکیشیائی ایجنٹوں نے اسے اغوا کیا اور پھر اس سے پوچھ گچھ کر کے اسے اس انداز میں ہلاک کر دیا

کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے اور ملٹری انٹیلی جنس میں سمجھا بھی جا رہا ہے کہ پیارے رام ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہوا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ کیا ہوا ہے"...... سوریش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تم نے درست تجزیہ کیا ہے۔ ایسا ہی ہوا ہو گا لیکن وہ پرزہ کیا نام بتایا تھا تم نے ایس تھری"...... شاگل نے کہا۔

"جی ہاں ایس تھری"...... سوریش نے کہا۔

"یہ ایس تھری کہاں بھجوایا گیا ہے۔ کیا اس پیارے رام کو معلوم تھا"...... شاگل نے کہا۔

"جی ہاں۔ اس پیارے رام نے ہی اسے وہاں پہنچایا تھا اور واپس آ کر مجھے اس نے بلایا تھا البتہ فون پر اس نے مجھے بتا دیا تھا کہ وہ واگرہ چھاؤنی سے ابھی واپس آیا ہے اور یہ بات مجھے معلوم ہے کہ واگرہ چھاؤنی کے اندر ایک لیبارٹری موجود ہے جس میں نیوی کے سلسلے میں مشینری پر کام ہوتا رہتا ہے"...... سوریش نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ، تم نے انتہائی قیمتی معلومات دی ہیں سوریش۔ ویری گڈ۔ آج سے تمہاری تنخواہ نہ صرف ڈبل ہو گی بلکہ تمہیں اس کا بھاری انعام بھی دیا جائے گا"...... شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو تین نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا۔

"مخبر سیکشن کے انچارج راجندر سے بات کراؤ"...... شاگل نے

کہا۔

"یس سر۔ میں راجندر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"راجندر مخبر زیرو۔ ایکس۔ الیون سوریش کی تنخواہ آج سے ڈبل کر دو اور اسے فوری طور پر دس لاکھ روپے کا چیک بنوا کر جاری کر دو"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ واقعی قدر شناس ہیں سر"...... سوریش نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جاؤ اور جا کر انعام لے لو۔ کام کرنے والوں کے لئے میرا دل ہمیشہ کھلا رہتا ہے"...... شاگل نے کہا تو سوریش اٹھا اور سلام کر کے واپس مڑا۔

"ایک منٹ"...... شاگل نے کہا تو سوریش تیزی سے مڑا۔

"سنو، کسی کو اس بارے میں معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ تم نے مجھے کیا بتایا ہے۔ سمجھے۔ یہاں میرے سٹاف کو بھی نہیں۔ ورنہ زندہ دفن کر دوں گا"...... شاگل نے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... سوریش نے کہا اور شاگل کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تو شاگل نے فون کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"صدر صاحب کے ملٹری سیکرٹری سے میری بات کراؤ"۔ شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... شاگل نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ سے بات کریں سر"...... دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو، شاگل بول رہا ہوں چیف آف سیکرٹ سروس"۔ شاگل نے رعب دار لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔ فرمایئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"صدر صاحب سے میری فوری بات کرائیں۔ اٹ از ویری ایمپارٹنٹ میٹر"...... شاگل نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... تھوڑی دیر بعد کافرستان کے صدر کی باوقار سی آواز سنائی دی۔

"شاگل بول رہا ہوں جناب"...... شاگل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا مسئلہ ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"سر ملٹری انٹیلی جنس نے پاکیشیائی ایٹمی آبدوز سے ایک پرزہ

ایس تھری حاصل کیا ہے اور یہ پرزہ واگرہ چھاؤنی کے اندر بنی ہوئی لیبارٹری میں پہنچایا گیا ہے"...... شاگل نے کہا۔

"اوہ، آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔ اس کی فائل تو ابھی پرائم منسٹر صاحب نے مجھے بھیجی ہے۔ ابھی میں اسے پڑھ رہا ہوں اور یہ سارا مشن ملٹری انٹیلی جنس کے تحت مکمل کیا گیا ہے"...... صدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"سر، سیکرٹ سروس آپ نے قائم ہی اس لئے کی ہے کہ ایسے معاملات اس کے علم میں رہیں تاکہ وہ ملک کی سلامتی کا تحفظ کر سکے"...... شاگل نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں، ٹھیک ہے۔ واقعی سروس کو اسی طرح باخبر اور فعال ہونا چاہئے لیکن مشن تو انتہائی کامیابی سے مکمل ہو گیا ہے اور کسی کو علم تک نہیں ہو سکا۔ پھر آپ نے کال کیوں کی ہے"...... صدر نے کہا۔

"جناب، پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہ صرف اس کا علم ہو چکا ہے بلکہ انہوں نے پاکیشیا میں اس کمانڈر احتشام کو بھی جس سے ملٹری انٹیلی جنس نے شیڈول حاصل کیا تھا گرفتار کیا ہے اور پھر اس سے ساری بات معلوم کر کے اس کا کورٹ مارشل کر کے اسے موت کی سزا بھی دی جا چکی ہے"...... شاگل نے کہا۔

"پھر اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ صرف شیڈول کے حصول سے وہ کیا معلوم کر سکتے ہیں"...... صدر نے جواب دیا۔

"جناب، ہماری ملٹری انٹیلی جنس کا سارجنٹ پیارے رام جس

نے یہ سب مشن مکمل کیا ہے اور جس نے اس پرزے ایس تھری کو آبدوز سے حاصل کیا اور اسے واگرہ چھاؤنی والی لیبارٹری میں پہنچایا ہے اسے پاکیشیائی ایجنٹوں نے اس کی رہائش گاہ سے اغوا کیا اور اس سے معلومات حاصل کر کے اسے ہلاک کر دیا اور روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر کیا گیا ہے"...... شاگل نے کہا۔

"اوہ، اوہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا یہ سب کچھ اور آپ نے اس کو روکا کیوں نہیں"...... صدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو ملٹری انٹیلی جنس والوں نے اعتماد میں ہی نہیں لیا۔ مجھے تو اس پیارے رام کے بارے میں کوئی اطلاع ہی نہیں تھی لیکن ہمارے ایک آدمی نے اس کی لاش دیکھی تو اس نے اس کے چہرے پر مخصوص تشدد کے آثار دیکھے۔ ایسے آثار جو صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی منسوب ہیں۔ وہ ایسا ہی تشدد کرتے ہیں۔ اس آدمی نے مجھے اطلاع دی جس پر میں نے تحقیقات کرائی تو پتہ چلا کہ اسے اس کی رہائش گاہ سے باقاعدہ اغوا کیا گیا اور اس نے اغوا ہونے سے پہلے کسی کو فون کر کے باقاعدہ بتایا تھا کہ وہ ایس تھری ابھی واگرہ چھاؤنی والی لیبارٹری میں پہنچا کر آیا ہے۔ اس فون کال کی ٹیپ سنی گئی ہے۔ اس طرح واقعات کی کڑیاں ملتی گئیں کہ اسے یہاں مقامی ایجنٹوں یا ان کے آدمیوں نے اغوا کیا اور اس پر تشدد کر کے معلومات حاصل کر لیں اور پھر اسے روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اگر ہمیں

پہلے ذرا سی بھی بھنک پڑ جاتی کہ پیارے رام اس قدر اہم کام کر چکا ہے تو ہم پوری طرح الرٹ رہتے"....... شاگل نے باقاعدہ ڈرامہ بنا کر سب کچھ اپنی کارکردگی کے طور پر ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ، ویری بیڈ۔ واقعی آپ کی بات درست ہے۔ ایسے آدمی کی حفاظت خصوصی طور پر کی جانی چاہئے تھی۔ ویری بیڈ، اس کا مطلب ہے کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس واگرہ چھاؤنی پہنچ جائے گی"۔ صدر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" یس سر، اور میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس بارے میں مجھے اپنے طور پر اجازت دے دیں۔ میں وہاں پہلے سے پہنچ جاتا ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چونکہ یہ معلوم ہی نہ ہوگا کہ ہمیں اس بارے میں علم ہے اس لئے اس بار ان کے بچ کر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"....... شاگل نے کہا۔

" لیکن واگرہ چھاؤنی میں آپ کے پہنچنے پر تو یہ بات سب کو معلوم ہو جائے گی۔ اس لئے اسے چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چھاؤنی کے انتظامات بے حد اچھے ہیں۔ وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کچھ نہیں کر سکتی۔ البتہ میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ انہیں اس چھاؤنی تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیں اور یہ بھی سن لیں کہ اس بار ناکامی پر انتہائی سخت نوٹس لیا جائے گا"...... صدر نے کہا۔

" یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ آپ بے فکر رہیں سر"....... شاگل نے کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تو شاگل نے بھی ایک طویل

سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اس نے صدر پر اپنی اہمیت ثابت کر دی تھی اور اسے اجازت بھی مل گئی تھی۔ اس لئے اس نے فوراً وہاں پہنچنے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف موثر کارروائی کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور آفس انچارج کو ساندھرا پردیش کا تفصیلی نقشہ آفس پہنچانے کے لئے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

" اس بار تم مجھ سے بچ کر نہ جا سکو گے عمران۔ کسی صورت بھی نہیں"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے جیسے وہ کسی آخری فیصلے تک پہنچ گیا ہو۔

عمران اپنے ساتھیوں جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے ساتھ سری لنکا کے دارالحکومت کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ ایک طویل سفر کر کے یہاں پہنچے تھے اس لئے اس کے تمام ساتھیوں کے چہروں پر تھکاوٹ کے تاثرات نمایاں تھے لیکن وہ سب اس لئے خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ عمران نقشہ سامنے رکھے اس پر جھکا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"آخر تمہیں اس نقشے میں کیا نظر آ رہا ہے کہ ایک گھنٹہ ہو گیا ہے تم نظریں جمائے بیٹھے ہوئے ہو"...... اچانک جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے تو تم یہاں موجود ہو۔ میں تو سمجھا کہ تم اپنے اپنے کمروں میں آرام کر رہے ہو گے"...... عمران نے سر اٹھا کر اس انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے واقعی اپنی

آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"تم کچھ بتاؤ گے تو ہم بھی جا کر آرام کریں گے۔ نہ تم نے وہاں پاکیشیا میں کچھ بتایا ہے اور نہ ہی راستے میں اور اب بھی تم منہ میں گھنگھیاں ڈالے بس نقشے کو دیکھے جا رہے ہو۔ جبکہ چیف کہہ رہا تھا کہ انتہائی تیز رفتاری سے مکمل کرنا ہے مشن کو"...... جولیا نے کہا۔

"عمران صاحب، کیا اس بار ہمارا مشن سری لنکا میں ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں، اس چھوٹے سے بے ضرر ملک کے خلاف ہم نے کیا مشن مکمل کرنا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ مشن کافرستان میں ہے اور آپ کے یہاں آنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مشن کافرستان کے نچلے علاقے میں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں، ایسے ہی سمجھ لو"...... عمران نے گول مول سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔

"لعنت بھیجو اس نقشے پر اور ہمیں بتاؤ کہ مشن کیا ہے"۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر یکلخت نقشے کو میز پر سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے، بڑی مشکل سے تو وقت ملتا ہے نقشہ دیکھنے کا۔ مجھے پرائمری کے زمانے میں بڑا شوق تھا نقشے دیکھنے کا۔ لیکن اس وقت مجھے نقشہ دیکھنا ہی نہ آتا تھا"...... عمران نے کہا۔

"تم پہلے بتاؤ کہ مشن کیا ہے"...... جولیا نے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا

تھا کہ وہ جھلاہٹ کے عروج پر پہنچ چکی ہے۔

"انتہائی اہم مشن ہے"........ عمران نے جواب دیا۔

"چلو اٹھو سب چلو۔ یہ یہاں بیٹھا رہے نقشہ دیکھتا"........ جولیا نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی واقعی باقی سب ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل تک بھی۔

"ارے، ارے۔ مطلب ہے یونین بن گئی ہے میرے خلاف۔ یہ تو بہت غلط بات ہے"........ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اب واقعی حد ہو گئی ہے۔ آپ اب اس طرح ہم سے مشن چھپانے لگ گئے ہیں جیسے آپ کا خیال ہو کہ ہم غدار ہوں"........ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ، یہ تم نے کیسے سوچ لیا۔ ویری سوری، ٹھیک ہے۔ بیٹھو، میں بتا دیتا ہوں"........ عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا تو وہ سب بیٹھ گئے۔ صفدر اپنے ساتھیوں کو اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو کہ دیکھا میں نے کیسے عمران کو بتانے پر مجبور کر دیا ہے۔

"میں اس لئے نہیں بتا رہا تھا کہ میں پہلے پلان بنا لینا چاہتا تھا۔ بہرحال صفدر کی بات سن کر مجھے احساس ہوا ہے کہ واقعی ایسی سوچ تم لوگوں کے ذہن میں آسکتی ہے۔ حالانکہ میں اپنے آپ سے زیادہ تم پر اعتماد کرتا ہوں"........ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہم ہیں ہی ایسے۔ تم یہ بات کر کے ہم پر کوئی احسان تو نہیں کر رہے"........ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس

پڑا۔

"تنویر تم خاموش رہو"........ جولیا نے تنویر کو جھڑکتے ہوئے کہا۔

"کیوں، میں نے کونسی غلط بات کی ہے"........ تنویر نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تنویر، عمران صاحب کو اصل مشن بتانے دو"........ صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"اصل مشن اگر میں نے ہی بتانا ہے تو نقلی مشن کون بتائے گا"........ عمران نے ایک بار پھر پٹڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پلیز"........ صفدر نے اس بار منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا چلو میں پلیز ہو جاتا ہوں لیکن پہلے مجھے ایک فون کر لینے دو"........ عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے اس کے نیچے لگا ہوا سفید رنگ کا بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"........ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"یہاں سے کافرستان کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دے دیں"........ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے شکریہ کہہ کر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس"۔ ...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔ پریذیڈنٹ صاحب جناب شاگل سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔ ...... عمران نے لہجہ بدل کر کہا۔

" چیف صاحب تو سردارالحکومت سے باہر گئے ہوئے ہیں"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" کہاں۔ مکمل بات کریں۔ جناب صدر صاحب کو رپورٹ دینی ہو گی"۔ ...... عمران نے کہا۔

" سر وہ ایک گروپ کے ساتھ کسی خفیہ مشن پر ساندھرا پردیش گئے ہیں اور یہ مشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ہے۔ بس مجھے تو اتنا ہی معلوم ہے سر"۔ ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے"۔ ...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" تو یہ مشن ساندھرا پردیش میں ہے اس لئے ہم یہاں سری لنکا میں موجود ہیں"۔ ...... صفدر نے کہا۔

" ہاں، چونکہ اس سے پہلے مجھے یہ خیال نہ تھا کہ شاگل کو ہمارے اس مشن کا علم ہو گا اس لئے میں مطمئن تھا کہ مشن آسانی سے مکمل کر لیا جائے گا۔ لیکن اب جبکہ سیکرٹ سروس پہلے ہی ہمارے مدمقابل پہنچ چکی ہے تو اب تفصیل بتانا ضروری ہو گئی ہے تاکہ تم سب پوری طرح محتاط رہو"۔ ...... عمران نے کہا۔

" تمہارا کیا خیال تھا کہ انہیں معلوم نہیں ہو گا"۔ ...... جولیا نے

حیران ہو کر پوچھا۔

" ہاں، میرا خیال یہی تھا کہ لیکن بہرحال اب سن لو کہ اصل میں ہوا کیا ہے"۔ ...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل سے ٹائیگر سے اغوا ہونے والی لڑکی کی بہن کے ملنے، فورسٹارز کی کارروائی اور پھر کمانڈر احتشام کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی اور وہ سب حیرت بھرے انداز میں یہ سب کچھ سنتے رہے۔

" تو وہ شیڈول لے گئے ہیں لیکن"۔ ...... جولیا نے کہا۔

" اگر مسئلہ صرف شیڈول کا ہوتا تو شاید یہ کام ناٹران بھی کر لیتا لیکن مسئلہ یہ نہیں ہے"۔ ...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پاکیشیائی ایٹمی آبدوز سے ایس تھری کے اتارنے اور اس ایس تھری کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی۔

" اوہ، ویری بیڈ۔ یہ تو انتہائی اہم مشن ہے"۔ ...... جولیا نے کہا۔

" ویسے عمران صاحب۔ کافرستان ملٹری انٹیلی جنس نے واقعی انتہائی ذہانت سے کام لیا ہے۔ اگر اتفاق سے ٹائیگر کے پاس وہ لڑکی نہ آتی تو شاید کسی کو اس بارے میں علم ہی نہ ہو سکتا"۔ ...... صفدر نے کہا۔

" ہاں، جب اللہ تعالیٰ مہربان ہو جائے تو پھر ایسے ہی اتفاقات خود بخود بن جاتے ہیں"۔ ...... عمران نے جواب دیا۔

" تو وہ ایس تھری ہم نے واپس لینا ہے لیکن کیا وہ ساندھرا پردیش میں ہے"۔ ...... جولیا نے کہا۔

"ہاں، ساندھرا پردیش میں ایک جگہ ہے واگرہ۔ وہاں فوج کی بہت بڑی اور انتہائی محفوظ چھاؤنی ہے۔ اس چھاؤنی کے اندر وہ لیبارٹری موجود ہے اور اس کا کنٹرول بھی فوجیوں کے پاس ہے اور اسے کافرستان کی انتہائی محفوظ اور انتہائی طاقتور چھاؤنیوں میں سے ایک کہا جاتا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب، یہ کیسے معلوم ہوا کہ ایس تھری لازمی طور پر واگرہ چھاؤنی میں ہے"۔۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"یہ کام کافرستان میں تمہارے چیف کے ایجنٹ ناٹران نے کیا ہے۔ انہوں نے اس پیارے رام کو گھیر لیا۔ اس سارے مشن کا کرتا دھرتا وہی تھا۔ اس سے ناٹران کو سب کچھ معلوم ہو گیا"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ، اسی لئے کافرستان سیکرٹ سروس کو معلوم ہو گیا"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں، اس پیارے رام کی موت کو روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر کیا گیا اور پولیس بھی اسی نتیجے پر پہنچی لیکن جس طرح ہمارے ساتھ اتفاقات ہو جاتے ہیں اسی طرح کافرستان سیکرٹ سروس کے ساتھ بھی کوئی اتفاق پیش آ گیا ہوگا"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تو اس کے لئے نقشہ دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم چھاؤنی میں گھس کر مشن مکمل کر لیں گے"۔۔۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"نقشہ میں اس لئے دیکھ رہا تھا کہ میں یہ دیکھ سکوں کہ واگرہ چھاؤنی کے قریب ایسا کون سا شہر ہو سکتا ہے جہاں سے ہم کارروائی کا آغاز کر سکیں کیونکہ جو معلومات میں نے اپنے طور پر حاصل کی ہیں اس کے مطابق واگرہ کا پورا علاقہ چٹیل میدان کی صورت میں ہے اور یہ میدان میلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے عین درمیان میں یہ چھاؤنی بنائی گئی ہے اور اس کے گرد باقاعدہ ایسی فصیل ہے جیسے پرانے دور کے قلعوں کے گرد ہوتی ہے۔ صرف ایک سڑک ہے جو میلوں اس چٹیل میدان سے گزر کر ایک چھوٹے سے گاؤں واگرہ پہنچتی ہے اور پھر واگرہ سے مین روڈ دوسرے بڑے شہروں کو ملاتی ہے اور واگرہ گاؤں میں بھی باقاعدہ فوجی چیک پوسٹس موجود ہیں۔ واگرہ میں داخل ہونے والے ہر آدمی کو ہر لحاظ سے چیک کیا جاتا ہے اور وہاں موجود آدمیوں کی باقاعدہ نگرانی کی جاتی ہے۔ یہ تمام لوگ ویسے بھی اس ملٹری چھاؤنی میں ہی کام کرتے ہیں۔ چھوٹے درجے کے کام"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ، پھر تو واقعی اس تک پہنچنا ہی مشکل ہو جائے گا"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں، یہ سارا چٹیل میدان چھاؤنی سے چیک کیا جاتا ہے اور اس کے چاروں طرف ملٹری کی چیک پوسٹیں بھی موجود ہیں"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا تم نے اسے دیکھا ہوا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"نہیں، یہ معلومات بھی ناٹران نے مہیا کی ہیں"........ عمران نے جواب دیا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب، یہ کافرستان سیکرٹ سروس اس چھاؤنی کے اندر ہو گی"........ اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں، میرا خیال ہے کہ یہ واگرہ گاؤں میں موجود ہوں گے کیونکہ وہاں سے چھاؤنی میں داخل ہوا جا سکتا ہے"........ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ نے کوئی شہر منتخب کیا ہے"........ صفدر نے کہا۔

"ہاں، واگرہ سے تقریباً پچاس کلو میٹر دور ایک خاصا بڑا شہر ہے جس کا نام دھرم ہے۔ یہاں کافرستانیوں کے انتہائی مشہور آثار قدیمہ موجود ہیں اور یہاں غیر ملکی سیاح دور دور سے ان کو دیکھنے کے لئے آتے رہتے ہیں۔ اس لئے یہاں ہوٹل بھی ہیں اور کلب بھی اور وہ سب کچھ جو ہمیں چاہئے"........ عمران نے کہا۔

"لیکن اصل مسئلہ تو اس چھاؤنی میں داخل ہونے کا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ ظاہر ہے فوجی اس دھرم شہر میں آتے جاتے رہتے ہوں گے۔ کسی کو پکڑ کر اس کے روپ میں وہاں جایا جا سکتا ہے۔ اب وہ چھاؤنی ہے وہاں سینکڑوں ہزاروں فوجی ہوں گے"..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن ان سب کی پہلی مکمل چیکنگ واگرہ گاؤں میں ہوتی ہے اور

دوسری چھاؤنی کے گیٹ سے پہلے۔ یہ بات بھی ناٹران نے ایک فوجی کو بھاری رقم دے کر معلوم کی ہے اور اس کے مطابق وہاں کمپیوٹر چیکنگ ہوتی ہے اور پوری تفصیل کے ساتھ"........ عمران نے کہا۔

"عام فوجیوں کی ہوتی ہو گی۔ بڑے بڑے افسروں کی نہ ہوتی ہو گی۔ ہم افسروں کے روپ میں جا سکتے ہیں"........ تنویر نے کہا۔

"سیکرٹ سروس کے پہنچنے سے پہلے وہاں لازماً ریڈ الرٹ کر دیا گیا ہو گا"........ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب، اگر وہ ملٹری ایجنٹ پیارے رام وہاں جا سکتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ خصوصی لوگ وہاں جاتے رہتے ہوں گے"........ صفدر نے کہا۔

"ہاں، پہلے لازماً وہاں جاتے رہتے ہوں گے لیکن اب نہیں" عمران نے کہا۔

"تو پھر تمہارا کیا مطلب ہے کہ ہم مایوس ہو کر یہاں سے ہی واپس چلے جائیں"........ جولیا نے کہا۔

"یہ میں نے کب کہا ہے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم خود ہی تمام باتوں کو رد کرتے جا رہے ہو۔ اب کیا سلیمانی ٹوپیاں پہن کر ہم وہاں جائیں گے۔ جانا تو ہے"..... جولیا نے کہا۔

"میں نے ایک ترکیب سوچی تو ہے اگر تم اس سے اتفاق کرو"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کونسی ترکیب"........ سب نے چونک کر پوچھا۔

"واگرہ سے تقریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر خلیج بنگال میں ایک معروف بندرگاہ ہے پنام۔ وہاں نیوی کا کافی بڑا سیٹ اپ ہے۔ اگر ہم وہاں کسی بڑے افسر کو گھیر لیں تو نیوی کی خصوصی ٹیم اس آلے کی چیکنگ کے لئے چھاؤنی جا سکتی ہے"........ عمران نے کہا۔

"لیکن کیا ان کی چیکنگ نہ ہو گی"........ جولیا نے کہا۔

"ہو گی لیکن چونکہ یہ ٹیم باقاعدہ اجازت سے جائے گی اس لئے ظاہر ہے تمام انتظامات پہلے سے ہی کر لئے جائیں گے"........ عمران نے کہا۔

"اور اگر اس ٹیم کو اجازت نہ ملی تب"........ جولیا نے کہا۔

"جب پریذیڈنٹ کافرستان احکامات دیں گے تو پھر کس کی جرأت ہے کہ وہ اجازت نہ دے"........ عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ، اوہ ویری گڈ۔ یہ واقعی بہترین تجویز ہے۔ ویری گڈ"۔ سب نے ہی بیک آواز ہو کر کہا حتیٰ کہ تنویر نے بھی اس کی تائید کر دی تھی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس، انکوائری پلیز"........ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"یہاں سے پنام بندرگاہ کا رابطہ نمبر دیں"........ عمران نے کہا تو

دوسری طرف سے دو نمبر بتا دیئے گئے۔ ایک کافرستان کا رابطہ نمبر اور دوسرا پنام کا۔ تو عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"........ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مختلف آواز سنائی دی۔ بولنے والی خاتون تھی۔

"دھارو کلب کا نمبر دیں"........ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے مسلسل نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"دھارو کلب"........ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں سابھری سے بول رہا ہوں دلبر سنگھ۔ استاد دھارو سے بات کراؤ"........ عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کرو"........ دوسری طرف سے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا گیا۔

"دھارو بول رہا ہوں"........ چند لمحوں بعد ایک انتہائی کرخت سی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ انتہائی درشت مزاج آدمی ہے۔

"دارالحکومت سے تمہیں وجے نے فون کیا ہو گا"........ عمران نے کہا۔

"اوہ، اوہ ہاں کیا تھا۔ آپ کون ہیں"........ اس بار بولنے والے کا لہجہ یکلخت انتہائی نرم پڑ گیا تھا۔

" میں دلبر سنگھ بول رہا ہوں"........ عمران نے کہا۔

" اوہ ہاں، حکم کرو۔ ہم خدمت کریں گے"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" تم نے کوئی رہائش گاہ ہمارے لئے منتخب کی ہے تو اس کا پتہ بتا دو۔ ہم وہاں پہنچ کر تم سے دوبارہ رابطہ کریں گے"........ عمران نے کہا۔

" جی ہاں۔ استاد وجے کے حکم پر میں نے اپنی خاص خفیہ کوٹھی آپ کے لئے چن رکھی ہے۔ کرنول کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے۔ وہاں آپ کو آپ کے مطلب کی ہر چیز مل جائے گی"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" وہاں کون موجود ہوگا"........ عمران نے پوچھا۔

" میرا خاص آدمی ہے رائے پرشاد۔ آپ اسے جب اپنا نام بتائیں گے تو وہ کوٹھی آپ کے حوالے کر دے گا۔ اس کے بعد اگر آپ چاہیں تو وہ وہیں رہے گا، چاہیں گے تو نہیں رہے گا"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے۔ ہم جب وہاں پہنچیں گے تو پھر تم سے رابطہ کریں گے"........ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" کیا آپ نے صرف رہائش گاہ کے لئے اس کی خدمات حاصل کی ہیں کیونکہ ویسے تو یہ انتہائی نچلے درجے کا آدمی لگ رہا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

" یہ ہے تو نچلے طبقے کا آدمی لیکن اس کے تعلقات شہر کے تقریباً تمام بڑوں سے ہیں کیونکہ یہ ایک خاص قسم کی شراب تیار کر کے فروخت کرتا ہے۔ اس شراب کو مقامی طور پر اسی کے نام سے دھارو کہا جاتا ہے اور تمام بڑے بڑے افسران اور لوگ اس شراب کو پینے کے لئے دھارو کلب آتے جاتے رہتے ہیں کیونکہ یہ شراب صرف وہی سپلائی کرتا ہے البتہ یہ بتایا گیا ہے کہ بڑے بڑے لوگوں کے لئے اس نے کلب کا ایک علیحدہ حصہ مخصوص کر رکھا ہے۔ اس لئے اس سے ہمیں فائدہ ہو سکتا ہے"........ عمران نے کہا۔

" اور یہ وجے کون ہے"........ جولیا نے کہا۔

" کافرستان دارالحکومت کے ایک بڑے سینڈیکیٹ کا چیف"........ عمران نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" عمران صاحب۔ آپ نے اس تجویز پر ہی عمل کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے یا کوئی متبادل تجویز بھی ہے آپ کے ذہن میں"........ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" فی الحال تو اس پر عمل کریں گے۔ بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا"۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

شاگل اپنے ساتھیوں سمیت واگرہ گاؤں میں موجود تھا۔ اس نے اپنے گروپ کو یہاں واگرہ گاؤں میں خصوصی چیکنگ کے لئے لگایا ہوا تھا اور اس کے لئے اس نے یہاں کی ملٹری انتظامیہ سے باقاعدہ بیجز حاصل کئے تھے تاکہ وہ آزادی سے وہاں کام کر سکیں کیونکہ یہاں پہنچ کر اس نے ہیلی کاپٹر کی مدد سے جو جائزہ لیا تھا اور چھاؤنی میں پہنچ کر وہاں کے انچارج جنرل چوپڑہ کے ساتھ تفصیلی گفتگو کے بعد اسے بے حد اطمینان ہو گیا تھا کہ یہ چھاؤنی ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ اس کے ذہن کے مطابق جب تک عمران اور اس کے ساتھی واگرہ میں نہ آئیں وہ کسی صورت بھی چھاؤنی میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے اس نے اپنی پوری توجہ واگرہ پر ہی مرکوز کر رکھی تھی اور واگرہ گاؤں کی جو پوزیشن تھی اسے دیکھتے ہوئے اسے یقین تھا کہ یہاں پہنچ کر عمران اور اس کے ساتھی ہر حالت میں ٹریس ہو جائیں گے لیکن اس کے باوجود

اسے چونکہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ کام کرتے ہوئے طویل عرصہ ہو گیا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ عمران بھی لازماً پہلے یہاں کے بارے میں ہر قسم کی معلومات حاصل کرے گا اور پھر ہی کوئی پلان بنائے گا اور اسے یہ بھی یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی پورا کافرستان عبور کر کے یہاں پہنچنے کی بجائے سری لنکا پہنچیں گے اور پھر وہاں سے براہ راست ساندھرا پردیش میں داخل ہو جائیں گے اس لئے اس نے سری لنکا میں بھی اپنا سیٹ اپ قائم کر لیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ پنام بندرگاہ میں بھی اس کے آدمی موجود تھے۔ کیونکہ عمران اس طرف سے بھی واگرہ میں داخل ہو سکتا تھا۔ وہ اس وقت ایک کمرے میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس، شاگل بول رہا ہوں"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"دیوان بول رہا ہوں باس۔ سری لنکا سے"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ تم، کیا ہوا۔ کوئی خاص بات"...... شاگل نے چونک کر کہا۔

"باس، عمران اور اس کے ساتھی جن میں ایک عورت اور تین مرد شامل ہیں یہاں سری لنکا پہنچے ہیں۔ وہ چونکہ اپنی اصلی شکلوں میں تھے اس لئے میں نے انہیں ایئرپورٹ پر ہی چیک کر لیا تھا اور وہ وہاں سے سیدھے آشتی ہوٹل پہنچے۔ وہاں ان کے کمرے پہلے سے بک تھے اور

وہ سب ایک کمرے میں اکٹھے ہو گئے اور میں نے اس کے ساتھ والا خالی کمرہ حاصل کر لیا اور باس ۔ میں نے سٹاجوم الیون کے ذریعے ان کے درمیان ہونے والی تمام بات چیت بھی سن لی ہے اور اس عمران نے جہاں جہاں فون کالیں کی ہیں وہ بھی سن لی ہیں ۔ اب چونکہ یہ بات واضح ہو چکی ہے اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے" ۔ دیوان نے کہا۔

" تم اس وقت کہاں سے بات کر رہے ہو"...... شاگل نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" دوسرے ہوٹل سے باس"...... دیوان نے جواب دیا۔

" اوہ گڈ، ورنہ میں تو سمجھا تھا کہ تم اس برابر والے کمرے سے ہی کال کر رہے ہو تو ہو سکتا ہے کہ تم چیک کر لئے جاؤ۔ بتاؤ کیا ہوا ہے"...... شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس، انہوں نے پنام بندرگاہ پہنچ کر وہاں موجود نیوی کے افسروں کے روپ میں براہ راست واگرہ چھاؤنی میں داخل ہونے کا پلان بنایا ہے"...... دیوان نے کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ وہاں ریڈ الرٹ ہے ۔ وہاں کسی کا داخلہ نہیں ہو سکتا"...... شاگل نے کہا۔

" باس، اس عمران نے کہا ہے کہ اگر پریذیڈنٹ کافرستان اجازت دے گا تو پھر کوئی انہیں روک نہیں سکتا"...... دیوان نے کہا۔

" اوہ، اوہ میں سمجھ گیا ۔ وہ آوازیں نقل کرنے کا ماہر ہے ۔ وہاں وہ

کہاں رہیں گے ۔ کیا کوئی انتظام کیا ہے انہوں نے"...... شاگل نے کہا۔

" یس باس ۔ وہاں دھارو کلب کے استاد دھارو کو عمران نے فون کیا اور اس نے انہیں کرنول کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے میں پہنچنے کا کہا اور پھر عمران کے مطابق اس دھارو کے وہاں کے تمام بڑے افسران سے گہرے تعلقات ہیں اور عمران اس دھارو کے ذریعے ان افسران کو کور کر کے مشن مکمل کرنے کا پلان مکمل کرنا چاہتا ہے اور باس ۔ اس عمران نے آپ کے ہیڈ کوارٹر بھی کال کی تھی اور اس نے پریذیڈنٹ کے ملٹری سیکرٹری کی آواز میں بات کی تھی ۔ وہاں سے بتایا گیا کہ آپ ساندھرا پردیش گئے ہوئے ہیں"...... دیوان نے کہا۔

" اوہ، اوہ اس کا مطلب ہے کہ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ ہم یہاں موجود ہیں ۔ اب تو یہ شیطان پوری طرح الرٹ ہو گا۔ کب یہ لوگ پنام پہنچ رہے ہیں"...... شاگل نے کہا۔

" وہ آج رات کو ہی بائی ایئر جا رہے ہیں ۔ انہوں نے ٹکٹیں بک کرا لی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" فلائٹ کی تفصیل بتاؤ"...... شاگل نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی۔

" او کے، تم نے خیال رکھنا ہے ۔ جب وہ وہاں سے روانہ ہوں تو تم نے لانگ رینج فریکوئنسی پر مجھے فوراً اطلاع دینی ہے"...... شاگل نے کہا۔

"یس باس"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"خیال رکھنا۔ انہیں اگر معمولی سا شک بھی پڑ گیا تو یہ غائب ہو جائیں گے اور سارا پلان بھی بدل دیں گے"........ شاگل نے کہا۔

"یس باس، میں پوری طرح محتاط ہوں"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"........ شاگل نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے میز پر ہاتھ مارا تو کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

"منگل سنگھ کو بلاؤ"........ شاگل نے کہا تو نوجوان تیزی سے مڑا اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک مضبوط جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے شاگل کو سلام کیا۔

"بیٹھو"........ شاگل نے کہا تو منگل سنگھ میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم پنام کے رہنے والے ہو"۔ شاگل نے پوچھا۔

"یس سر۔ وہ میرا آبائی علاقہ ہے جناب"........ منگل سنگھ نے جواب دیا۔

"پنام اب بھی آتے جاتے ہو یا نہیں"........ شاگل نے پوچھا۔

"یس سر۔ آتا جاتا رہتا ہوں"........ منگل سنگھ نے جواب دیا۔

"وہاں کوئی دھارو کلب ہے۔ اس بارے میں جانتے ہو"۔ شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ پنام کے تمام جرائم کا گڑھ یہی کلب ہے۔ اس کا مالک پنام کا سب سے بڑا غنڈہ اور جرائم پیشہ آدمی ہے جس کا نام دھارو ہے۔ اس کے خلاف وہاں کوئی انگلی بھی نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ اس کے پاس بے رحم اور سفاک قاتلوں کا پورا گروہ موجود ہے۔ جو اس کے مخالف کو اس کے خاندان سمیت انتہائی سفاکی سے موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے"........ منگل سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں کوئی کرنول کالونی بھی ہے"........ شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ بڑی معروف کالونی ہے۔ امراء کی کالونی ہے جناب"........ منگل سنگھ نے جواب دیا لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"سنو، پاکیشیائی ایجنٹ پنام پہنچ رہے ہیں اور وہاں اس کرنول کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے میں وہ اپنی رہائش رکھیں گے اور یہ کوٹھی انہیں دھارو کلب کے دھارو نے مہیا کی ہے اور ہم نے وہاں ان ایجنٹوں کا خاتمہ کرنا ہے"........ شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہوگی سر"........ منگل سنگھ نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کرو گے تم وہاں"........ شاگل نے کہا۔

"اس کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے گا"........ منگل سنگھ نے جواب دیا۔

"اور اگر یہ لوگ اندر نہ ہوئے تب"........ شاگل نے کہا۔

" جناب پہلے ان کے بارے میں تصدیق کی جائے گی پھر ہی کارروائی ہوگی"....... منگل سنگھ نے کہا۔

"یہی اصل نکتہ ہے۔ جب تک تصدیق ہوگی وہ کوٹھی سے نکل جائیں گے۔ پہلے بھی ہزاروں بار ایسا ہو چکا ہے اور پھر اس دھارو کا بھی مسئلہ ہے۔ میں چاہوں تو میرے حکم پر بھی اس دھارو کو گرفتار کیا جا سکتا ہے لیکن اس کی گرفتاری کی خبر ملتے ہی یہ گروپ غائب ہو جائے گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ انہیں آخری لمحے تک کسی بات کا بھی علم نہ ہو۔ اور ہم انہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائیں"۔ شاگل نے کہا۔

" جیسے آپ حکم دیں جناب۔ ویسے ہی ہوگا۔ آپ کے احکامات کی تعمیل ہوگی"....... منگل سنگھ نے کہا۔

" تم اپنے ساتھ آٹھ افراد لو۔ ان کے پاس ہر قسم کا جدید ترین اسلحہ ہونا چاہئے۔ ہم یہاں سے ہیلی کاپٹروں پر فوراً پنام پہنچیں گے۔ وہاں ہم ایئرپورٹ سے ان کا تعاقب کریں گے اور جیسے ہی یہ کوٹھی میں پہنچیں گے ہم بغیر وقت ضائع کئے اس کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیں گے"....... شاگل نے کہا۔

" جناب۔ انہیں ایئرپورٹ پر ہی کیوں نہ فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا جائے"....... منگل سنگھ نے کہا۔

" اگر وہ وہاں بچ گئے تو پھر غائب ہو جائیں گے"....... شاگل نے کہا۔

" پھر آپ جیسے حکم دیں جناب۔ لیکن ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے اگر آپ سن لیں تو مہربانی ہوگی"....... منگل سنگھ نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

" تم کھل کر بات کرو۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے"........ شاگل نے کہا۔

" جناب، ہم اس پارٹی کو تین حصوں میں تقسیم کر دیں۔ ایک حصہ ایئرپورٹ پر ان پر حملہ کرے۔ دوسرا راستے میں ان ٹیکسیوں یا کاروں پر میزائل فائر کرے اور تیسرا کوٹھی پر موجود ہو۔ اس طرح ان کی موت یقینی ہو جائے گی"....... منگل سنگھ نے کہا۔

" نہیں، یہ لوگ اتنی آسانی سے مرنے والے نہیں۔ ہاں اگر یہ دھارو ہم سے مل جائے اور پورا تعاون کرے تو ان شیطانوں کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے"....... شاگل نے کچھ دیر سوچنے کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جناب، ایک صورت ہے یہ دھارو آپ کا غلام بن سکتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے آپ کے دشمنوں کو ہلاک کر سکتا ہے اور ویسے بھی اگر یہ دھارو ان دشمنوں کے خلاف ہو جائے تو پورے پنام میں انہیں کہیں بھی پناہ نہ مل سکے گی"....... منگل سنگھ نے کہا تو شاگل چونک پڑا۔

" کونسی صورت"....... شاگل نے کہا۔

" جناب اس دھارو کو کسی سرکاری ایجنسی کا عہدیدار ہونے کا

جنون کی حد تک شوق ہے۔ اگر آپ اسے پنام میں سیکرٹ سروس کا نمائندہ بنا دیں تو وہ دل و جان سے آپ کی خدمت کرے گا"۔ منگل سنگھ نے کہا۔

" یہ کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ ایک مجرم، بدمعاش اور غنڈے کو یہ عہدہ کیسے دیا جا سکتا ہے۔ نانسنس۔ سوچ سمجھ کر بات کیا کرو"....... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" جناب، بعد میں اسے اس عہدے سے ہٹایا بھی جا سکتا ہے"....... منگل سنگھ نے کہا۔

" نہیں، یہ اصولاً غلط ہے۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے اور کوئی بات کرو"....... شاگل نے کہا۔

" جناب اور تو کوئی صورت میرے ذہن میں نہیں ہے۔ آپ جیسے حکم دیں"....... منگل سنگھ نے کہا۔

" تم آٹھ افراد کو تیار کرو۔ میں خود تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ اب اس مشن کو میں خود سرانجام دوں گا اور دیکھوں گا کہ یہ لوگ پنام پہنچتے ہی کیسے ہلاک نہیں ہوتے"....... شاگل نے کہا اور منگل سنگھ اٹھ کھڑا ہوا۔

" کب روانگی ہے جناب"....... منگل سنگھ نے کہا۔

" ابھی اسی وقت۔ دو ہیلی کاپٹر تیار کراؤ۔ فوراً"....... شاگل نے کہا اور منگل سنگھ سلام کر کے واپس چلا گیا۔

" میں پنام میں ان کا خاتمہ کر کے ہی رہوں گا"....... شاگل نے کہا

اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں اچانک ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

" انکوائری پلیز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔ واگرہ گاؤں پر چونکہ فوج کا سیٹ اپ تھا اس لئے یہاں فون کی لائننگ بھی تھی، ایکس چینج بھی اور انکوائری بھی۔ اس لئے شاگل کے انکوائری کا نمبر پریس کرنے کے بعد اس کا رابطہ انکوائری سے ہو گیا تھا۔

" یہاں سے پنام کا رابطہ نمبر بتا دیں"....... شاگل نے رعب دار لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ شاگل نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے رابطہ نمبر کے ساتھ ساتھ انکوائری کا بھی مخصوص نمبر پریس کر دیا۔

" انکوائری پلیز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

" پنام میں پولیس چیف کا نمبر کیا ہے"....... شاگل نے پوچھا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو شاگل نے ایک بار پھر کریڈل دبایا۔ اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے

" یس، پی۔ اے ٹو کمانڈر پولیس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

" شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس"۔ شاگل نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

" اوہ، یس سر۔ حکم سر"....... دوسری طرف سے بولنے والے نے

یکلخت انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا نام ہے کمانڈر پولیس کا"...... شاگل نے پوچھا۔

"کمانڈر راجیش جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان سے میری بات کراؤ"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر، ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو، کمانڈر پولیس راجیش بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

"تمہیں میرے بارے میں بتا دیا گیا ہوگا۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف شاگل بول رہا ہوں"...... شاگل نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو شاگل کے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"پنام میں سیکرٹ سروس نے ایک خفیہ مشن مکمل کرنا ہے۔ جس کے لئے ہمیں پولیس کی ضرورت پڑے گی"...... شاگل نے کہا۔

"پولیس تو آپ کی خدمت کے لئے ہی قائم کی گئی ہے جناب۔ آپ صرف حکم دیں۔ آپ کے حکم کی فوری تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تفصیل فون پر نہیں بتائی جا سکتی۔ میں خود اپنے آٹھ ساتھیوں سمیت ہیلی کاپٹروں پر آ رہا ہوں۔ تم مجھے فوری طور پر کوئی ایسی جگہ بتاؤ جہاں ہم ہیلی کاپٹر اتار کر انہیں چھپا سکیں اور تم سے رابطہ بھی

رکھا جائے"...... شاگل نے کہا۔

"جناب۔ پنام کے شمال میں ایک تین منزلہ عمارت ہے اس کے اوپر ایک ستارہ لگا ہوا ہے۔ اس لئے اسے سٹار بلڈنگ کہا جاتا ہے۔ یہ بلڈنگ آپ کو دور سے ہی نظر آجائے گی۔ اس کے گرد بڑا احاطہ ہے اور وہاں باقاعدہ بڑا وسیع ہیلی پیڈ بنا ہوا ہے۔ یہ عمارت پولیس ہیڈ کوارٹر ہے۔ میں بھی وہیں موجود ہوں۔ آپ تشریف لے آئیں۔ ہم آپ کا استقبال کریں گے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے لیکن ابھی تم نے کسی سے یہ بات نہیں کرنی کہ ہم آ رہے ہیں۔ یہ بات ابھی تم تک ہی محدود رہنی چاہئے"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنے آدمیوں کو بھی پولیس کی یونیفارم پہنا کر پولیس میں شامل کر کے ایئرپورٹ کے باہر چیکنگ کرائے گا اور جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی وہاں پہنچیں گے پولیس چیکنگ کرتے ہوئے ان پر فائرنگ کھول دی جائے گی اس طرح ان کی موت یقینی ہو جائے گی۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت پنام ایئرپورٹ پر پہنچا تو وہ سب مقامی میک اپ میں تھے حتیٰ کہ جولیا نے بھی مقامی میک اپ کر رکھا تھا چونکہ ضروری کاغذات انہوں نے وہیں سری لنکا میں ہی تیار کرا لئے تھے۔ اس لئے کسی بھی چیکنگ میں انہیں کوئی مشکل پیش نہ آئی اور وہ سب کلیئرنس کرانے کے بعد پبلک لاؤنج میں پہنچ گئے۔ پنام چونکہ ایک عام سی بندرگاہ تھی اس لئے وہاں کوئی زیادہ گہما گہمی موجود نہ تھی۔ اس فلائٹ سے اترنے والے افراد کے استقبال کے لئے وہاں خاصے لوگ موجود تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت پبلک لاؤنج سے نکل کر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گیا۔ ان کے پاس کسی قسم کا کوئی اسلحہ بھی موجود نہ تھا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ایئرپورٹ پر خصوصی طور پر اسلحہ چیک کیا جاتا ہے۔

"کرنول کالونی جانا ہے۔ دو ٹیکسیاں چاہئیں"...... عمران نے

ایک ٹیکسی ڈرائیور کے قریب جا کر کہا۔

"سوری جناب۔ کرنول کالونی اس وقت کوئی ٹیکسی بھی نہیں جائے گی۔ آپ بس پر بیٹھ کر چلے جائیں"...... ٹیکسی ڈرائیور نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں، کیا ہوا ہے وہاں"...... عمران نے کہا۔

"وہاں تو کچھ نہیں ہوا جناب۔ لیکن کرنول کالونی کے روڈ پر پولیس انتہائی سختی سے چیکنگ کر رہی ہے۔ ایک ایک کار اور ایک ایک ٹیکسی کو اس طرح چیک کیا جا رہا ہے جیسے انہیں ملک دشمنوں کی تلاش ہو اور پھر ٹیکسی ڈرائیوروں کے کاغذات کبھی مکمل ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ یہاں انتہائی بھاری فیسیں ہیں۔ ہم صرف چند کاغذات اور چھوٹی موٹی رشوت دے کر کام چلا لیتے ہیں لیکن اب اس چیکنگ پر پولیس کمانڈر خود موجود ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور شاید باتونی آدمی تھی اس نے تفصیل بتا دی۔

"کیا یہ چیکنگ پہلے بھی ہوتی رہتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ ایسی چیکنگ پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ ورنہ تو ہم کام ہی نہ کر سکتے"...... ڈرائیور نے جواب دیا۔

"کوئی ایسا راستہ نہیں ہے کہ ہم اس چیکنگ سے بچ کر وہاں پہنچ جائیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ایسا کوئی راستہ نہیں ہے"...... ڈرائیور نے جواب دیا۔

"کیا دھارو کلب جاتے ہوئے بھی یہ چیکنگ سپاٹ آتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں جناب، وہ تو علیحدہ راستے پر ہے"...... ڈرائیور نے جواب دیا البتہ دھارو کلب کا نام سن کر اس کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدل گئے تھے۔ وہ اب قدرے خوفزدہ نظر آنے لگ گیا تھا۔

"تو پھر ہمیں دھارو کلب پہنچا دو۔ کرایہ بھی ڈبل دیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ بیٹھیں جناب۔ آپ کی خدمت تو ہمارا فرض ہے۔ میں دوسرے ڈرائیور کو کہہ دوں"...... ڈرائیور نے کہا اور تیزی سے دوسری ٹیکسی کے ڈرائیور کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب دو ٹیکسیوں میں سوار ہو کر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ ایک دو منزلہ وسیع و عریض عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ عمارت پر دھارو کلب کا جہازی سائز کا بورڈ موجود تھا۔

"جناب، ٹیکسیوں کا اندر جانا ممنوع ہے"...... ڈرائیور نے ٹیکسی روکتے ہوئے کہا تو عمران نے سر ہلایا اور وہ سب نیچے اتر آئے۔ عمران نے میٹر پر دیکھتے ہوئے نہ صرف کرایہ ادا کیا بلکہ بھاری ٹپ بھی دے دی اور وہ دونوں ٹیکسی ڈرائیور سلام کر کے ٹیکسیاں آگے لے گئے تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر اندر مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہاں آنے جانے والے سب زیرزمین دنیا کے افراد ہی لگتے تھے۔ اندر وسیع و عریض ہال

بھی منشیات کی مکروہ بدبو اور سستی شراب کی غلیظ بدبو سے بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف کافی بڑا کاؤنٹر تھا جس پر چار آدمی سروس دینے میں مصروف تھے جبکہ ایک غنڈہ نما آدمی ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی جیسے ہی ہال میں داخل ہوئے۔ اس آدمی کی نظریں ان پر جم سی گئیں۔

"یس سر"...... عمران اور اس کے ساتھیوں کے کاؤنٹر پر پہنچتے ہی اس آدمی نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دھارو سے کہو کہ بھاگری سے دلبر سنگھ اور اس کے ساتھی آئے ہیں وجے نے بھیجا ہے"...... عمران نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا جناب"...... اس آدمی نے وجے کا لفظ سنتے ہی چونک کر کہا اور جلدی سے کاؤنٹر پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے کاشو بول رہا ہوں جناب۔ ایک عورت اور چار مردوں کا گروپ یہاں کاؤنٹر پر موجود ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ بھاگری سے آئے ہیں اور انہیں وجے نے بھیجا ہے۔ ان کے لیڈر نے اپنا نام دلبر سنگھ بتایا ہے"...... کاشو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کچھ سن کر اس کاشو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک آدمی کو بلایا۔

"انہیں ماسٹر کے آفس پہنچا آؤ۔ وہ ان کے منتظر ہیں"...... کاشو نے کہا۔

"آیئے جناب"........ اس آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تھوڑی دیر بعد عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک بڑے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ جہاں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری جسم لیکن سر سے گنجا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنے چہرے مہرے اور انداز سے ہی زیر زمین دنیا کا کوئی بڑا غنڈہ نظر آ رہا تھا۔

"آیئے جناب۔ میرا نام دھارو ہے"........ اس آدمی نے اٹھ کر میز سے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے باری باری عمران اور اس کے ساتھیوں سے مصافحہ کیا جبکہ جولیا پہلے ہی ایک کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔ اس لئے دھارو اس کی طرف بڑھنے کی بجائے واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میرا نام دلبر سنگھ ہے۔ میں نے تم سے فون پر بات کی تھی اور تم نے کرنول کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے کا پتہ بتایا تھا"........ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"جی ہاں، لیکن آپ وہاں جانے کی بجائے یہاں آگئے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"........ دھارو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے پولیس کو کوئی خاص اطلاع دی ہے کہ وہ لوگ خصوصی طور پر کرنول کالونی جانے والوں کی انتہائی سخت چیکنگ کر رہے ہیں"........ عمران نے کہا تو دھارو بے اختیار اچھل پڑا۔

"میں نے۔ یہ کیسے ممکن ہے جناب۔ میں بھلا کیسے وجہ کے آدمیوں کے بارے میں پولیس کو کچھ بتا سکتا ہوں"........ دھارو نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"تو پھر کسی اور ذریعے سے ان تک معلومات پہنچی ہوں گی۔ اس لئے ہم وہاں نہیں گئے بلکہ سیدھے یہاں آگئے ہیں۔ کیا آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ چیکنگ کیوں ہو رہی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں، ابھی معلوم کر سکتا ہوں۔ پولیس ہیڈ کوارٹر میں میرے آدمی موجود ہیں"........ دھارو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دو"........ عمران نے کہا تو دھارو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"سارجنٹ پولیس کمار بول رہا ہوں"........ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"دھارو بول رہا ہوں"........ دھارو نے انتہائی سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ، اوہ آپ خود کال کی ہے آپ نے۔ حکم فرمائیں جناب"۔ دوسری طرف سے یکلخت بھیک مانگنے والے لہجے میں کہا گیا۔

"کرنول کالونی جانے والے راستے پر تمہاری پولیس بڑی سخت

چیکنگ کر رہی ہے۔ کیوں، کیا وجہ۔ تفصیل سے بات کرو۔ میں اس کی وجہ جاننا چاہتا ہوں"...... دھارو نے اسی طرح سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔

" جناب یہ چیکنگ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف جناب شاگل کے حکم پر ہو رہی ہے۔ انہیں اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چند ایجنٹ سری لنکا سے بائی ایئر پنام پہنچ رہے ہیں اور انہوں نے کرنول کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے میں رہائش رکھنی ہے۔ انہوں نے کمانڈر صاحب کو فون کیا اور تیار رہنے کا حکم دیا۔ پھر دو ہیلی کاپٹروں پر چیف شاگل اپنے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ سٹار بلڈنگ میں پہنچ گئے۔ چیف صاحب نے کمانڈر سے میٹنگ کی۔ میں بھی کمانڈر کے اسسٹنٹ کے طور پر ساتھ تھا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ انتہائی خطرناک گروپ ہے اور اگر انہیں معمولی سا بھی شک پڑ گیا تو یہ ہاتھ سے نکل کر غائب ہو جائیں گے البتہ ان کا ایک آدمی اس فلائٹ پر ان کے ساتھ آ رہا ہے اور انہیں اس کوٹھی پر جانے سے پہلے ہلاک کیا جانا ضروری ہے۔ چنانچہ یہ طے ہوا کہ چیف صاحب کے آٹھ ساتھی پولیس یونیفارم میں پولیس کے ساتھ کرنول کالونی کے روڈ پر چیکنگ کریں گے اور جیسے ہی یہ گروپ جو ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل ہے۔ وہاں پہنچے گا انہیں چاروں طرف سے گھیر کر ان پر فائرنگ کھول کر انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ چیف شاگل یہاں سٹار بلڈنگ میں ہی موجود ہیں البتہ ان کا رابطہ ٹرانسمیٹر پر اپنے آدمیوں سے ہے اور کمانڈر

راجیش چیکنگ پارٹی کے ساتھ ہیں"...... دوسری طرف سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے۔ اب اس بات کو بھول جاؤ"...... دھارو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" تو کیا تم لوگ پاکیشیائی ہو"...... دھارو نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" اگر ہم پاکیشیائی ہوتے تو تمہارا کیا ردعمل ہوتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں وجے سے معذرت کر لیتا۔ میں بہرحال پاکیشیائیوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا"...... دھارو نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" کیا کہہ رہے ہو۔ پولیس نے کلب کو گھیر رکھا ہے اور کمانڈر خود اندر آیا ہے۔ اوہ، اسے میرے سپیشل آفس پہنچاؤ۔ میں وہیں آ رہا ہوں"...... دھارو نے دوسری طرف سے بات سن کر تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" میں تمہارے ساتھ وجے کی وجہ سے اتنا کر سکتا ہوں کہ تمہیں عقبی راستے سے باہر نکال دوں۔ لیکن اب تمہاری اور کوئی مدد نہیں کی جا سکتی"...... دھارو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" او کے، ٹھیک ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے

ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

" آؤ میرے ساتھ "...... دھارو نے کہا اور پھر ایک لفٹ کے ذریعے وہ انہیں نیچے تہہ خانے میں لے آیا۔یہاں سے ساتھ عقبی گلی سے ہوتے ہوئے وہ سڑک پر پہنچ گئے۔ پھر جلد ہی انہیں دو ٹیکسیاں مل گئیں۔ عمران نے انہیں کرنول کالونی چلنے کا کہا اور وہ سب لوگ دونوں ٹیکسیوں میں بیٹھ کر آگے بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کالونی میں داخل ہوئے۔

" کہاں جانا ہے آپ نے "...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

" سامنے ہوٹل کے قریب اتار دو "...... عمران نے ایک ہوٹل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ہوٹل کے قریب لے جا کر اس نے ٹیکسی روک دی۔ اس کے عقب میں آنے والی دوسری ٹیکسی بھی رک گئی اور وہ سب نیچے اتر آئے۔یہاں صفدر نے کرایہ ادا کیا اور جب ٹیکسیاں مڑ کر واپس چلی گئیں تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت آگے بڑھ گیا۔

" کیا آپ اس کوٹھی میں جائیں گے "...... صفدر نے کہا۔

" ہاں، یہ اس وقت سب سے محفوظ جگہ ہے۔یہاں ہم نے میک اپ اور لباس تبدیل کرنے ہیں اور اسلحہ بھی حاصل کرنا ہے ورنہ شاگل نے پولیس کی مدد سے ہمیں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھنے دینا "...... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی نمبر بارہ اے پر پہنچ گئے۔ کال بیل دینے سے ایک

نوجوان باہر آگیا۔

" تمہارا نام رائے پرشاد ہے "...... عمران نے کہا۔

" یس سر۔ آپ "...... اس نوجوان نے چونک کر کہا۔

" میرا نام دلبر سنگھ ہے اور یہ میرے ساتھ ہیں "...... عمران نے کہا۔

" اوہ یس سر۔ آیئے سر "...... رائے پرشاد نے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت اندر داخل ہو گیا۔

" پولیس والے ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں سے گئے ہیں۔ میں تو بڑا پریشان رہا تھا "...... رائے پرشاد نے اندر سے پھاٹک کا کنڈا لگاتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" یہاں میک اپ کا سامان، لباس اور اسلحہ تو ہو گا "...... عمران نے کہا۔

" یس سر۔ سب کچھ ہے۔ آیئے میں بتاتا ہوں "...... رائے پرشاد نے کہا اور پھر عمران نے رائے پرشاد کو کافی بنانے کا کہہ دیا جبکہ اس کے ساتھیوں نے الماریوں میں سے اپنے ناپ کے لباس منتخب کئے اور پھر ایک ایک کر کے انہوں نے لباس بھی تبدیل کر لئے۔

" اب اس رائے پرشاد کو بے ہوش کر دو تاکہ وہ ہمارے لباسوں اور میک اپ کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتا سکے "...... عمران نے کہا تو تنویر سر ہلاتا ہوا تیزی سے باہر نکل گیا۔

" تنویر اسے ختم کر دے گا "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے

کہا۔

" وہ تمہاری طرح دشمنوں پر رحم نہیں کھاتا۔ اس دھارو نے جو رویہ اپنایا تھا اس پر مجھے بھی غصہ آگیا تھا"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اس نے ہمیں وہاں سے تو نکال ہی دیا تھا۔ اس طرح اصل میں اس نے فوری اپنی زندگی بچالی تھی"...... عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد تنویر واپس آگیا۔

" کیا ہوا۔ آف کیا ہے یا ہاف آف"...... عمران نے کہا۔

" میں کوئی رسک لینے کا قائل نہیں۔ میک اپ کے بارے میں نہیں تو وہ ہمارے لباسوں کے بارے میں تو بتا سکتا تھا۔ اس لئے میں نے اس کا منہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" کافی اس نے تیار کر لی تھی یا نہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ پیالیاں ٹرالی میں رکھ رہا تھا جب میں نے اسے ختم کر دیا"...... تنویر نے کہا۔

" تو ٹرالی تم نے لے آنی تھی"...... عمران نے کہا۔

" میں تمہارا ملازم نہیں ہوں۔ سمجھے"...... تنویر نے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" میں لے آتی ہوں کافی ۔ تم میک اپ کر لو۔ شاگل کسی بھی لمحے

یہاں پہنچ سکتا ہے"...... جولیا نے کہا تو عمران نے سر ہلا دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی عمران نے اپنے ساتھیوں پر نیا میک اپ کر دیا۔ اسی دوران کافی بھی پی لی گئی۔ جبکہ دو آدمی نگرانی بھی ساتھ ساتھ کرتے رہے تھے۔ آخر میں عمران نے اپنا میک اپ کیا۔ اس کے بعد انہوں نے ضروری اسلحہ اٹھالیا۔

" اب کہاں جانا ہے"...... جولیا نے کہا۔

" اب اس پلاننگ پر تو عمل ممکن نہیں رہا۔ کیونکہ شاگل کا یہاں خود پہنچنا اور اس کے ساتھ کوٹھی کے بارے میں بھی اس کی معلومات اور پھر خاص طور پر یہ کہ اس کا آدمی سری لنکا سے ہمارے ساتھ آیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں سری لنکا میں ہماری نہ صرف نگرانی ہوتی رہی بلکہ وہاں سے یہاں دھارو کے ساتھ ہونے والی بات چیت بھی ٹیپ کی گئی ہے۔ یہ تو اگر ٹیکسی ڈرائیور اپنی وجہ سے یہاں آنے سے انکار نہ کرتا اور سب کچھ نہ بتاتا تو ہم پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولی میں جا گرتے اور اب تک ہماری لاشیں بھی پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچ چکی ہوتیں۔ اب بھی پولیس کا دھارو کلب پہنچ جانے کا مطلب ہے کہ وہ آدمی جو ہمارے ساتھ آیا تھا اس نے اطلاع دے دی کہ ہم ٹیکسیوں میں بیٹھ کر دھارو کلب گئے ہیں اس لئے یہاں سے پولیس بھی واپس چلی گئی"...... عمران نے کہا۔

" ہاں، اور اب پورے پنام میں زور و شور سے ہماری تلاش شروع ہو چکی ہو گی"...... صفدر نے کہا۔

" لیکن اب تو ہم میک اپ بھی بدل چکے ہیں اور لباس بھی تبدیل کر لئے ہیں ۔ اب ہمیں کیسے چیک کیا جا سکتا ہے "...... تنویر نے کہا۔

" کسی بھی ساتھی کو مشکوک سمجھ کر روکا جا سکتا ہے اور یہ بھی طے ہے کہ اب آگے بڑھنے یا واپس جانے والے ہر راستے پر شاگل نے سخت چیکنگ شروع کرا دی ہو گی "...... عمران نے کہا۔

" تو پھر کیا ہم یہیں بیٹھے مکھیاں مارتے رہیں گے "...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم بتاؤ، تم اگر اکیلے ہوتے تو کیا کرتے "...... عمران نے کہا۔

" میں سیدھا پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچتا اور پھر شاگل کا خاتمہ کر دیتا "...... تنویر نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

" نہیں، وہاں جانا خود کشی کے مترادف ہے البتہ اس دھارو کو قابو کیا جا سکتا ہے "...... صفدر نے کہا۔

" وہاں کب تک رہ سکتے ہیں "...... جولیا نے کہا۔

" ہم یہاں کسی خالی کوٹھی پر قبضہ کر لیتے ہیں ۔ یہاں اس کالونی میں کوئی نہ کوئی کوٹھی تو خالی ہو گی "...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" پہلے یہ تو طے ہو جائے کہ ہم نے جانا کہاں ہے ۔ اب پنام میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اب نیوی ٹیم کا سنتے ہی شاگل نے فوراً سارا پلان سمجھ جانا ہے "...... عمران نے کہا۔

" پھر تو تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے ۔ پہلے اس شاگل کا خاتمہ کر دینا چاہئے بعد میں اطمینان سے مشن مکمل کیا جا سکتا ہے "...... جولیا نے

کہا تو تنویر کا چہرہ جولیا کی بات سن کر بے اختیار کھل اٹھا۔

" نہیں مس جولیا ۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے ۔ یہاں کی پولیس بھی ہمارے خلاف ہے اور پھر شاگل بے حد محتاط آدمی ہے اس کے ساتھ آٹھ تربیت یافتہ آدمی بھی ہیں ۔ ہمیں بہرحال پنام سے نکل کر کسی اور شہر پہنچنا ہو گا تاکہ ہم آزادی سے کام کر سکیں ۔ صرف جذباتی اقدامات سے مشن مکمل نہیں کیا جا سکتا "...... صفدر نے کہا۔

" پنام سے آگے ایک اور چھوٹی بندرگاہ ہے وشاکھی ۔ وہاں آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے ۔ یہاں سے بڑی لانچ حاصل کر کے اور مجھے یقین ہے کہ شاگل کے ذہن میں یہی ہو گا کہ ہم واگرہ چلے جائیں گے "۔ عمران نے کہا۔

" اگر ایسا ہے تو پھر ٹھیک ہے "...... سب نے ہی کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا اور پھر انہوں نے آپس میں طے کر لیا کہ وہ علیحدہ علیحدہ یہاں سے نکلیں گے اور بس میں سفر کر کے گھاٹ پر پہنچ جائیں گے ۔ وہاں سے بھی یہی کام ہو گا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب اٹھے اور ایک ایک کر کے کوٹھی سے باہر نکل گئے ۔ سب سے آخر میں عمران باہر آیا ۔ اس نے پھاٹک بند کیا اور اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

شاگل کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ وہ اس وقت پولیس ہیڈ کوارٹر کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ کمانڈر راجیش بھی وہاں موجود تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں رپورٹ مل چکی تھی کہ وہ کرنول کالونی جانے کی بجائے ایئرپورٹ سے سیدھے دھارو کلب پہنچے اور وہاں سے عقبی راستے سے ہو کر نکل گئے۔ جبکہ دھارو کو بھی ان کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا۔ کمانڈر راجیش نے رپورٹ دی تھی کہ اس نے دھارو اور اس کے آدمیوں سے پوچھ گچھ کی ہے تو صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ چار مرد اور ایک مقامی عورت ہال میں دیکھے گئے ہیں پھر وہ کلب کے دوسرے حصے میں چلے گئے اور وہاں سے اچانک غائب ہو گئے البتہ عقبی راستہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے کمانڈر راجیش کا خیال تھا کہ کلب کے کسی ویٹر نے رقم لے کر انہیں عقبی راستے سے نکال دیا ہے لیکن اس ویٹر کو تلاش کرنا تقریباً ناممکن

ہے۔ البتہ پولیس اور شاگل کے آدمی پورے پنام میں انہیں تلاش کر رہے تھے۔ شاگل نے مکمل طور پر ایسے راستے جہاں سے وہ پنام سے نکل سکتے تھے۔ چیکنگ کرائی جا رہی تھی لیکن آہستہ آہستہ وقت گزرتا جا رہا تھا اور ان کے بارے میں کہیں سے بھی کوئی اطلاع نہ مل رہی تھی۔ اس لئے شاگل کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑتا جا رہا تھا۔

"اس دھارو کو بلاؤ یہاں۔ اس کے آدمی نے یقیناً انہیں غائب کیا ہے"...... شاگل نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ کمانڈر راجیش کوئی جواب دیتا۔ ساتھ ہی پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کمانڈر راجیش نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس، کمانڈر راجیش بول رہا ہوں"...... کمانڈر راجیش نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیشور بول رہا ہوں باس۔ یہ گروپ کرنول کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے میں پہنچا اور پھر وہاں سے میک اپ کر کے اور لباس تبدیل کر کے نکل گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کمانڈر راجیش کے ساتھ ساتھ شاگل بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ، اوہ کیسے معلوم ہوا"۔ کمانڈر راجیش نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں ویسے ہی احتیاطاً وہاں چیکنگ کے لئے گیا تو کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک باہر سے بند نہ تھا۔ میں نے اسے کھولا اور اندر گیا تو کچن میں ایک آدمی کی لاش پڑی ہوئی ملی۔ اس کی گردن توڑ دی گئی تھی۔ وہاں

ایک کمرے میں کافی کی پانچ پیالیاں موجود تھیں۔ وہاں وہ لباس بھی موجود ہیں جو اتارے گئے ہیں اور الماریوں سے بھی لباس غائب ہیں اور وہاں ایک میک اپ باکس کی خالی شیشیاں بھی موجود ہیں"....... لیشور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہاں اردگرد سے معلوم کرو۔ لازماً انہیں جاتے ہوئے دیکھا گیا ہوگا اور ان کے نئے حلیے اور لباسوں کی تفصیل معلوم کرو"۔ کمانڈر راجیش نے کہا۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو کمانڈر راجیش نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ اسی دھارو کا ہی کام ہے۔ اس کو بلواؤ۔ میں اس کی روح سے بھی اگلوا لوں گا"....... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب، اگر اس دھارو نے یہ سب کچھ کیا ہوتا تو اس کے ملازم کو وہاں ہلاک نہ کیا جاتا۔ ویسے بھی مجھے معلوم ہے کہ دھارو انتہائی محب وطن آدمی ہے۔ اسے جیسے ہی معلوم ہوا کہ یہ لوگ پاکیشیائی ہیں اس نے فوری اپنے آدمیوں کو ان کی تلاش کا حکم دے دیا اور اب پولیس کے ساتھ ساتھ اس کے آدمی بھی انہیں تلاش کر رہے ہیں"۔ کمانڈر راجیش نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کمانڈر راجیش نے رسیور اٹھا لیا۔ ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس، کمانڈر راجیش بول رہا ہوں"۔ کمانڈر راجیش نے کہا

"دھارو بول رہا ہوں"....... دوسری طرف سے بھاری سی آواز سنائی دی تو کمانڈر راجیش کے ساتھ ساتھ شاگل بھی چونک پڑا۔

"کمانڈر، میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ پانچ افراد کا ایک گروپ جس میں ایک عورت بھی شامل ہے مسولی گھاٹ سے ایک بڑی لانچ لے کر وشاکھی بندرگاہ کی طرف گئے ہیں۔ لیکن ان کے حلیئے اور لباس مختلف تھے البتہ وہ گروپ پانچ افراد پر ہی مشتمل تھا اور ان کے قدوقامت وہی ہیں جو مجھے بتائے گئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ تمہیں اطلاع دے دوں"....... دھارو نے کہا۔

"رسیور مجھے دو۔ مجھے دو"....... شاگل نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس جناب شاگل صاحب سے بات کرو"....... کمانڈر راجیش نے کہا اور اٹھ کر رسیور شاگل کے ہاتھ میں دے دیا۔

"ہیلو۔ تمہارے آدمیوں نے کب انہیں چیک کیا ہے"۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے جناب۔ تقریباً آدھا گھنٹہ ہوا ہوگا"۔ دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

"تو تمہیں اب تک یہ اطلاع نہیں ہے کہ تم نے انہیں کرنول کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے جو دی تھی وہ لوگ وہاں پہنچ گئے اور وہاں انہوں نے تمہارے آدمی کو ہلاک کر دیا اور وہاں انہوں نے لباس بھی بدل لئے اور حلیئے بھی"....... شاگل نے کہا۔

"اوہ، اوہ نہیں جناب۔ اس طرف تو میرا خیال ہی نہیں تھا۔ وہاں تو یہ لوگ کسی صورت نہ جا سکتے تھے۔ لیکن نجانے وہ کیوں وہاں پہنچ گئے۔ پھر تو جناب یقیناً یہی گروپ ہوگا۔ اب تو ان کا خاتمہ میرا فرض بن گیا ہے۔ میرے آدمی کو ہلاک کر کے انہوں نے ناقابل معافی کام کیا ہے"...... دھارو نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"وہ اس لانچ میں کتنی دیر میں پہنچ جائیں گے"۔ شاگل نے کہا۔

"جناب، تیز رفتار لانچ ہے۔ وہاں پہنچنے میں پانچ گھنٹے لگیں گے اس سے پہلے وہ کسی صورت نہیں پہنچ سکتے"۔ دھارو نے جواب دیا۔

"کیا وہاں لانچیں جاتی رہتی ہیں"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر، اکثر لوگ لانچ پر ہی سفر کرتے ہیں کیونکہ یہ انہیں سستی پڑتی ہیں"...... دھارو نے جواب دیا۔

"اس لانچ کا نام کیا ہے اور باقی کیا تفصیلات ہیں"...... شاگل نے پوچھا۔

"عام سی لانچ ہے جناب۔ یہاں مسولی گھاٹ پر تو سستی سی لانچیں ہیں"...... دھارو نے جواب دیا۔

"وہاں وشاکھی میں یہ کس گھاٹ پر اتریں گے"۔ شاگل نے کہا۔

"جناب عام طور پر یہ لانچیں آلور گھاٹ پر رکتی ہیں"...... دھارو نے جواب دیا۔

"وہاں وشاکھی میں تمہارا کوئی سیٹ اپ ہے"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر، وہاں وشاکھی میں میرا پورا گروپ موجود ہے۔ اس کا انچارج کاشک ہے۔ کاشک کلب بھی اس کا ہے"...... دھارو نے جواب دیا۔

"تم اپنے آدمی کاشک کو کہہ دو کہ وہ آلور گھاٹ پر پہنچ جائے۔ میں ہیلی کاپٹر پر وہاں جا رہا ہوں۔ وہ مجھ سے ملے۔ میں اسے ہدایات دوں گا۔ ہم نے کافرستان کے ان خوفناک دشمنوں کا خاتمہ کرنا ہے اور اگر تمہارے آدمیوں نے یہ کام کر دیا تو میں تمہیں پنام میں سیکرٹ سروس کا ایجنٹ مقرر کر دوں گا۔ سرکاری نمائندہ"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"تھینک یو سر۔ میں ابھی کہہ دیتا ہوں۔ آپ کے حکم پر وہ اپنی جانیں لڑا دیں گے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے رسیور واپس کمانڈر راجیش کے ہاتھ میں دے دیا جس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا کیونکہ دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تھا۔

"منگل سنگھ کو کال کر کے کہہ دو کہ وہ اپنے آدمیوں سمیت فوراً واپس آ جائے۔ جلدی"...... شاگل نے کہا تو کمانڈر راجیش سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا کیونکہ ٹرانسمیٹر وہیں تھا اور شاگل کے آدمیوں سے رابطہ ٹرانسمیٹر پر ہی ہو سکتا تھا۔

"عمران صاحب، اس بار آپ کی پلاننگ درست رخ پر نہیں جا رہی"....... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ وہ لانچ کے نیچے بنے ہوئے مخصوص کیبن میں موجود تھے۔ اوپر صرف لانچ چلانے والا اور اس کا ایک ہیلپر موجود تھا۔ چونکہ لانچ کھلے سمندر میں سفر کر رہی تھی اس لئے باہر بیٹھنے کی بجائے وہ سب کیبن میں آکر بیٹھ گئے تھے۔ لانچ کو چلانے والے سے انہوں نے پہلے ہی معلوم کر لیا تھا کہ انہیں وشاکھی پہنچنے میں پانچ گھنٹے لگ جائیں گے۔ اس لئے پانچ گھنٹے باہر بیٹھ کر بور ہونے کی بجائے انہوں نے کیبن میں بیٹھنے کو ترجیح دی تھی۔

"کیا مطلب"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہمارا مشن واگرہ چھاؤنی میں ہے اور ہم ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں بلکہ صحیح معنوں میں چھپتے پھر رہے ہیں"....... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس بار اس کا دماغ کام ہی نہیں کر رہا۔ اس لئے یہ حال ہے"....... تنویر نے فوراً ہی کیپٹن شکیل کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"وہ بات نہیں ہے کیپٹن شکیل جو تم سوچ رہے ہو۔ اصل میں اس بار ہمارے بارے میں اطلاعات شاگل تک پہنچ گئی ہیں اس لئے وہ یہاں پہنچ گیا ہے ورنہ ہم پنام سے مشن کی طرف بڑھ جاتے"۔ صفدر نے کہا۔

"اگر اسے معلوم ہو گیا کہ ہم وشاکھی جا رہے ہیں اور وہ وشاکھی پہنچ گیا تو پھر کیا ہو گا"....... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ، تنویر کی بات درست ہو سکتی ہے۔ ویری بیڈ۔ میرے ذہن میں یہ خیال ہی نہ آیا تھا۔ گھاٹ سے اگر اسے گروپ کی اطلاع مل گئی تو وہ لازماً سمجھ جائے گا"....... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ تنویر اس طرح حیرت بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران اس طرح کھلے عام اس کی بات کی تائید کر سکتا ہے۔

"ہاں، تنویر کی بات درست ہو سکتی ہے۔ ہمیں بہرحال اس پہلو کا خیال رکھنا چاہئے"....... جولیا نے کہا تو تنویر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ آپ نے بھی اس پہلو کو یکسر نظرانداز کر دیا ہو"....... صفدر نے کہا۔

"ارے یہ سب اہم پہلو میں نے ہی سوچنے ہیں۔ کچھ تو رقیب روسیاہ، اوہ سوری رقیب روسفید کو بھی سوچنے دو"........ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بکواس مت کرو۔ اب تنویر کی وجہ سے تم اس طرح بات کر کے شرمندگی مٹا رہے ہو"........ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے اپنے طور پر صرف اتنا کیا ہے کہ لانچ کو وہاں کے مین گھاٹ آلور کی بجائے پہلے آنے والے ایک دوسرے گھاٹ کولم پر رکنے کو کہا ہے لیکن دونوں کے درمیان کچھ زیادہ فاصلہ نہیں ہے اور اگر شاگل وہاں پہنچ گیا تو پھر لازماً وہ ادھر کا بھی خیال رکھے گا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے اگر شاگل کو معلوم ہو گیا تو وہ ہمیں راستے میں ہی میزائلوں سے اڑا سکتا ہے"........ صفدر نے کہا۔

"یہاں بے شمار لانچیں چلتی رہتی ہیں اور ہم بہرحال نیچے موجود ہیں اس لئے ایسا ممکن نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ ہیلی کاپٹر پر آئے ہیں اور یہ جنگی ہیلی کاپٹر نہیں ہیں اس لئے اگر اسے علم ہو گیا تو پھر لازماً وہ گھاٹ پر ہمارا انتظار کرے گا"........ عمران نے کہا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہے"........ جولیا نے کہا۔

"اب سوائے صبر کرنے کے اور کیا ہو سکتا ہے"..... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب، اگر شاگل وشاکھی پہنچ گیا ہے تو ہم واپس پنام بھی

تو جا سکتے ہیں۔ اب تو وہاں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا"........ صفدر نے کہا۔

"یہ تو ہمارا خیال ہے اور یہاں سے اسے کنفرم کرنے کا بھی کوئی ذریعہ نہیں ہے"........ عمران نے جواب دیا۔

"آپ کے پاس ٹرانسمیٹر ہے۔ آپ اس ٹرانسمیٹر کے ذریعے براہ راست شاگل سے بات کر سکتے ہیں"........ اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن کس لہجے اور آواز میں بات کروں۔ کیا میں اپنی اصل آواز اور لہجے میں"........ عمران نے کہا۔

"وہ لازماً دھارو سے ملا ہوگا۔ آپ اس کی آواز اور لہجے میں بات کر سکتے ہیں"........ صفدر نے کہا۔

دھارو کو اس کی ذاتی فریکوئنسی کا کیسے علم ہو سکتا ہے"۔ عمران نے کہا تو صفدر نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیا جیسے واقعی اس نے غلط بات کر دی ہو۔

"ایک اور حل ہے عمران صاحب"........ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا"........ عمران نے پوچھا۔

"ہم کسی ٹاپو پر رک جائیں۔ لانچ کو بھی جبراً وہاں روک لیا جائے اور چند گھنٹے وہاں گزارنے کے بعد گھاٹ پر جائیں تو لازماً وہاں چیکنگ ختم ہو چکی ہوگی"........ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اور اگر وہاں گھاٹ پر لانچیں لے کر انہوں نے ارد گرد چیکنگ

شروع کر دی تو ہم بے بس چوہوں کی طرح مارے جا سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر تم خود بتاؤ کہ کیا کرنا چاہئے"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے بتانے سے کیا ہو گا۔ وہی ہو گا جو منظور خدا ہو گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہیلپر کیبن میں آگیا۔

"ماسٹر پوچھ رہا ہے جناب کہ آپ کولم میں ہی اتریں گے یا آلور جانا پڑے گا۔ کیونکہ کولم تو ویران گھاٹ ہے۔ وہاں سے آپ کو سواری بھی نہیں ملے گی"...... اس ہیلپر نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا نام وشنو ہے جناب"...... ہیلپر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو وشنو یہ بتاؤ کہ کیا تمہارا ماسٹر وہاں ہمارے لئے کسی سواری کا انتظام کر سکتا ہے۔ ہم اس کا معاوضہ اور انعام علیحدہ دیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"جناب، یہاں سے تو نہیں ہو سکتا"...... وشنو نے جواب دیا۔

"کیوں، کیا لانچ میں ایمرجنسی ٹرانسمیٹر موجود نہیں ہوتا کہ خطرے کی صورت میں کال کیا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو ہے جناب۔ لیکن اب ٹیکسی والوں کے پاس تو ٹرانسمیٹر نہیں ہیں"...... وشنو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس ٹرانسمیٹر سے تم کس سے رابطہ کرتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"نیول ہیڈ کوارٹر سے جناب۔ وہاں ہم ایس۔ او۔ ایس پیغام دیتے ہیں تو وہ بات کرتے ہیں اور ہم خطرے کی نوعیت بتاتے ہیں تو وہ ہماری مدد کے اقدامات کرتے ہیں"...... وشنو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس آلور اور کولم کے علاوہ بھی کوئی گھاٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں، ایک اور گھاٹ ہے اوگیر۔ لیکن وہاں لانچ نہیں رک سکتی کیونکہ وہ سرکاری گھاٹ ہے"...... وشنو نے جواب دیا۔

"وہ کہاں ہے۔ کیا آلور سے آگے یا پیچھے"...... عمران نے کہا۔

"کولم اور آلور کے درمیان"...... وشنو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تم ہمیں کولم میں ہی ڈراپ کر دینا۔ سواری کا بندوبست ہم خود کر لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... وشنو نے کہا اور واپس چلا گیا۔

"میرا خیال تھا کہ آپ اس اوگیر پر رکیں گے لیکن آپ نے شاید ارادہ بدل دیا ہے"...... صفدر نے وشنو کے جانے کے بعد کہا۔

"ہاں، اس لئے کہ اگر شاگل وہاں پہنچ بھی گیا تب بھی وہ کولم کی طرف توجہ نہ دے گا۔ آلور کے ساتھ ساتھ وہ زیادہ سے زیادہ اوگیر پر پکٹنگ کرائے گا کیونکہ کولم ایسا گھاٹ ہے جہاں کوئی لانچ رکتی ہی

نہیں اور نہ وہاں سے سواری کا انتظام ہو سکتا ہے۔ اس لئے ماسٹر کو یقین نہ آرہا تھا کہ ہم واقعی کولم میں ہی اتریں گے"....... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"لیکن عمران صاحب۔ فرض کیا کہ ہم کولم میں اتر کر آگے بڑھیں پھر آگے کیا کرنا ہوگا۔ کوئی پلان"....... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اور کوئی صورت نہیں کہ ہم وہاں نیوی ہیڈ کوارٹر سے ہیلی کاپٹر حاصل کریں اور ان ہیلی کاپٹروں پر واگرہ پہنچ جائیں"....... عمران نے جواب دیا اور سب خاموش ہوگئے۔ پھر ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے وہ وقت گزار رہے تھے کہ وشنو نے آکر کولم گھاٹ قریب آنے کا کہہ دیا تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت اوپر پہنچ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی لانچ ایک ویران گھاٹ پر پہنچ کر رک گئی۔

"سنو، تمہارا نام کیا ہے"....... عمران نے اس لانچ چلانے والے سے کہا۔

"میرا نام ماسٹر ہے جناب"....... اس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اب تم آلور جاؤ گے"....... عمران نے کہا۔

"یس سر، وہاں سے ہم نے فیول ڈلوانا ہے اور پھر اگر وہاں سے سواریاں مل گئیں تو ہم فوراً واپس چلے جائیں گے ورنہ کل جائیں گے"۔ ماسٹر نے جواب دیا۔

"لیکن تم خالی لانچ لے کر وہاں جاؤ گے تو کیا تم سے پوچھا نہیں

جائے گا کہ تم پتام سے خالی لانچ لے کر کیوں آئے ہو"....... عمران نے کہا۔

"میں کہہ دوں گا جناب کہ پسنجر کولم میں اتر گئے ہیں"....... ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں، تم نے انہیں ہمارے بارے میں کچھ نہیں بتانا"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن پھر ہم کیا جواب دیں گے جناب"....... ماسٹر نے حیران ہو کر کہا۔

"اگر تم اس بات کو چھپانا چاہو تو پھر تمہارا کیا جواب ہوگا"۔ عمران نے کہا۔

"جناب، پھر تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم لانچ مرمت کرانے آئے ہیں کیونکہ دشاکھی میں لانچیں مرمت کرنے والے زیادہ ماہر ہیں اور اکثر لانچیں مرمت کے لئے یہاں لائی جاتی ہیں"....... ماسٹر نے جواب دیا تو عمران نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور ماسٹر کی طرف بڑھا دی۔

"یہ تم رکھ لو اور یہی جواب دینا"....... عمران نے کہا تو ماسٹر نے جلدی سے گڈی جھپٹ لی۔

جناب، جناب۔ آپ واقعی بے حد فیاض ہیں۔ پہلے کرایہ بھی آپ نے منہ مانگا دے دیا ہے اور اب یہ اتنی بڑی مالیت کی گڈی۔ آپ کے تو ہم خادم ہیں۔ آپ حکم کریں۔ کوئی مسئلہ ہو تو مجھے بتائیں۔ ہم تو

یہاں کے کیڑے ہیں جناب"...... ماسٹر نے یکلخت انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہمارے دشمن ہو سکتا ہے کہ گھاٹ پر موجود ہوں اور ہم نے ان سے چھپ کر بستی میں کسی ایسی جگہ پہنچنا ہے جہاں ہم ایک دو روز رہ سکیں تاکہ ہمارے دشمن ناکام ہو کر واپس چلے جائیں اور ہم اپنا کام کر سکیں۔ اگر تم ہمارا یہ مسئلہ حل کر سکتے تو اتنی مالیت کی ایک اور گڈی تمہیں مل سکتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ جناب، پھر آپ یہاں نہ اتریں۔ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم لانچ کو آلور گھاٹ لے جانے کی بجائے چکر کاٹ کر سیدھی سٹام لے جائیں گے جہاں مرمت کرنے والی ورکشاپیں ہیں۔ وہاں سے آپ کو ٹیکسیاں مل جائیں گی اور وشنو آپ کے ساتھ جائے گا۔ یہ آپ کو ریڈ سٹار ہوٹل پہنچا دے گا۔ ریڈ سٹار ہوٹل کا مالک استاد کوڑیا بڑا زبردست آدمی ہے۔ وہ اس پورے علاقے کا کنگ ہے۔ اس سے اگر آپ بات کر لیں تو پھر یہاں آپ کے دشمن آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے چلو وہاں پہنچ کر تمہیں دوسری گڈی مل جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"آپ نیچے کیبن میں چلے جائیں"...... ماسٹر نے کہا اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت دوبارہ کیبن میں پہنچ گیا تو لانچ ایک بار پھر حرکت میں آ گئی۔

شاگل آلور گھاٹ کی پولیس چیک پوسٹ کے آفس میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ آلور گھاٹ پر منگل سنگھ اور اس کے آدمی پھیلے ہوئے تھے جبکہ شاگل یہاں اس چیک پوسٹ سے گزرنے والوں کو بھی ساتھ ساتھ چیک کر رہا تھا۔ پولیس چیک پوسٹ کا انچارج پولیس آفیسر نوشاگ تھا۔ شاگل نے ہیلی کاپٹر وہیں گھاٹ پر ہی اتارے تھے اور ہیلی کاپٹروں پر کافرستان سیکرٹ سروس کے الفاظ موجود تھے اس لئے جب شاگل نے نوشاگ سے اپنا تعارف کرایا تو وہ اس طرح ان کے سامنے بچھ گیا کہ جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ شاگل کو اپنے کاندھوں پر اٹھا لے۔ شاگل نے اسے مختصر طور پر پاکیشیائی ایجنٹوں کے یہاں پہنچنے کے بارے میں بتا دیا تھا۔ اس نے شاگل سے کہا تھا کہ وہ اجنبی افراد کو فوراً پہچان لے گا۔ اس لئے اگر یہ لوگ کسی بھی طرح یہاں پہنچے تو انہیں چیک کر لیا جائے گا۔

چنانچہ تب سے وہ باہر کھڑا سپاہیوں کے ساتھ ڈیوٹی دے رہا تھا جبکہ شاگل اس کی جگہ اس کے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ شاگل کے نقطہ نظر سے اب تک عمران اور اس کے ساتھیوں کی لانچ کو یہاں پہنچ جانا چاہئے تھا لیکن منگل سنگھ نے بھی ابھی کوئی اطلاع نہ دی تھی اس لئے وہ بیٹھا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک اس کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دی تو اس نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو، ہیلو۔ منگل سنگھ کالنگ۔ اوور"........ منگل سنگھ کی آواز سنائی دی۔

"یس، شاگل بول رہا ہوں۔ کیا ہوا۔ اوور"........ شاگل نے چیخ کر کہا۔

" جناب، ابھی ابھی ایک اطلاع ملی ہے کہ ایک خالی لانچ کو گھاٹ پر آنے کی بجائے آگے ورکشاپوں کی طرف جاتے دیکھا گیا ہے تو میں وہاں پہنچ گیا اور جناب۔ وہاں سے خبر ملی ہے کہ ایک عورت اور چار مردوں کا گروپ ایک مرمت ہونے والی لانچ سے اترے اور لانچ کے ایک آدمی کو ساتھ لے کر مرمت کرنے والوں کی ایک ویگن میں بیٹھ کر شہر چلے گئے ہیں۔ میں نے جب اپنی سرکاری حیثیت بتا کر پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ یہ گروپ شہر کے سب سے بدنام ہوٹل ریڈ سٹار گیا ہے۔ اس ہوٹل کا مالک اس شہر کا سب سے بڑا بدمعاش استاد کوڑیا ہے۔ میں نے ان لوگوں کے حلیئے اور قدوقامت کے

بارے میں معلوم کر لیا ہے۔ قدوقامت سے پاکیشیائی ایجنٹ ہی لگتے ہیں۔ اوور"........ منگل سنگھ نے کہا۔

"اوہ، اوہ۔ واقعی وہی ہوں گے اور انہیں کسی نہ کسی طرح معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے یہ چکر چلایا ہے اور ہم یہاں ان کا انتظار کرتے رہ گئے۔ تم تمام ساتھیوں کو ساتھ لے کر فوراً چیک پوسٹ پر پہنچو۔ اوور"........ شاگل نے کہا۔

" یس باس۔ اوور"........ دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے جیب میں رکھ کر وہ اٹھا اور اس کمرے سے باہر آ گیا۔

"یس سر"........ باہر موجود آفیسر نے اسے باہر آتے دیکھ کر جلدی سے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"پولیس چیف کون ہے یہاں"........ شاگل نے پوچھا۔

" جناب پولیس چیف کرشن رام ہیں جناب"........ پولیس آفیسر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" اسے بلاؤ یہاں اور اسے کہو کہ وہ پولیس فورس اور دو خالی جیپیں لے کر یہاں آئے۔ دشمن ایجنٹوں کے ٹھکانے کا پتہ چل گیا ہے اور ہم نے فوراً وہاں چھاپہ مارنا ہے"........ شاگل نے کہا۔

" یس سر، میں کال کرتا ہوں انہیں"........ پولیس آفیسر نے کہا اور تیزی سے اس آفس کی طرف بڑھ گیا جہاں سے شاگل باہر آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باہر آ گیا۔

"وہ حاضر ہو رہے ہیں جناب"........ پولیس آفیسر نے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد منگل سنگھ اپنے آٹھ ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گیا اور ان کے کچھ ہی دیر بعد چار پولیس جیپیں بھی وہاں پہنچ گئیں جن میں سے دو خالی جیپیں تھیں اور دو میں پولیس کے افراد موجود تھے۔ چیف پولیس آفیسر لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا مقامی آدمی تھا۔ وہ جلدی سے جیپ سے اترا اور اس نے شاگل کو بڑے زوردار انداز میں سیلوٹ کیا۔ باقی پولیس آفیسر بھی گاڑیوں سے اتر کر اس کے سامنے قطار بنا کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے باقاعدہ اسے گارڈ آف آنر پیش کیا تو شاگل کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"گڈ شو چیف۔ میں تمہاری سفارش پولیس انسپکٹر جنرل سے کروں گا"........ شاگل نے خوش ہو کر چیف پولیس آفیسر سے کہا تو اس نے ایک اور سیلوٹ مار دیا۔

"آؤ میرے ساتھ "........ شاگل نے کہا اور اسے لے کر وہ اس کمرے میں پہنچ گیا جس میں اس نے منگل سنگھ کی کال وصول کی تھی۔

"یہاں کوئی ریڈ سٹار ہوٹل ہے"........ شاگل نے کرسی پر بیٹھ کر کرشن رام کو سامنے موجود کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر، انتہائی بدنام ہوٹل ہے جناب"........ کرشن رام نے جواب دیا۔

"اس کا مالک استاد کوڑیا ہے"........ شاگل نے کہا۔

"یس سر، اس کے ہاتھ بہت لمبے ہیں جناب۔ وفاقی حکومت کے بڑے بڑے افسران اس سے ملتے رہتے ہیں"........ پولیس چیف آفیسر نے کہا۔

"ہم سے بڑا افسر اور کوئی نہیں ہے سمجھے۔ صدر اور پرائم منسٹر کے بعد میرا عہدہ ہے۔ اس لئے آئندہ ایسی بات منہ سے مت نکالنا" شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"........ پولیس چیف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر مزید مرعوبیت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ظاہر ہے وہ ایک چھوٹے سے شہر کا پولیس چیف تھا اور ملک کے صدر اور پرائم منسٹر کے بعد کے عہدیدار کے سامنے حقیقتاً اس کی کوئی حیثیت ہی نہ تھی۔

"سنو، میں چاہوں تو تمہیں اپنے احکامات سے وفاقی دارالحکومت میں پولیس میں اعلیٰ عہدہ دلوا سکتا ہوں۔ پاکیشیائی دشمن ایجنٹ جن کی تعداد پانچ ہے اور جن میں ایک عورت بھی شامل ہے یہاں سے خفیہ طور پر گزر کر ریڈ سٹار ہوٹل پہنچے ہیں اور یقیناً اس استاد کوڑیا نے انہیں پناہ دی ہو گی۔ یہ انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ اگر ہم نے ویسے ہی جا کر وہاں چھاپہ مار دیا تو انہیں خبر ہو جائے گی اور وہ چکنی مچھلی کی طرح ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے ان کے بارے میں پوری تفصیل معلوم ہو جائے پھر ان کو گھیرا جائے اور اس انداز میں چھاپہ مارا جائے کہ آخری لمحے تک انہیں ہمارے

بارے میں یا چھاپے کے بارے میں علم نہ ہو سکے۔ تم بتاؤ کہ کیا ہونا چاہیے"...... شاگل نے کہا۔

"جناب آپ کو وہاں جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ آپ جیسے اعلیٰ ترین آفیسر کی توہین ہے اور آپ کی یہ بات بھی درست ہے کہ پولیس کے وہاں پہنچنے پر ان لوگوں کو علم ہو جائے گا۔ وہاں ہمارا ایک مخبر پوری تفصیل بتا دے گا اس کے بعد آپ جیسے حکم دیں گے ویسے ہی ہو گا"...... چیف پولیس آفیسر نے کہا۔

"کیا وہ مخبر استاد کوڑیا کے راز لیک آوٹ کر دے گا"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ وہ انتہائی بااعتماد مخبر ہے"...... چیف پولیس آفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو بلاؤ اسے۔ لیکن کیسے بلاؤ گے۔ کیا کسی سپاہی کو بھیجو گے۔ پھر تو سب کو معلوم ہو جائے گا"...... شاگل نے کہا۔

"نہیں جناب، میں فون پر اس سے رابطہ کرتا ہوں"...... چیف پولیس آفیسر نے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا تو چیف پولیس نے اٹھ کر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دو"...... شاگل نے کہا تو چیف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بٹن پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ریڈ سٹار ہوٹل"...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"راشٹر سے بات کراؤ"۔ چیف پولیس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کون بول رہا ہے"...... دوسری طرف سے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا گیا۔

"گاسم بول رہا ہوں"۔ چیف پولیس نے بھی کرخت لہجے میں کہا

"ہولڈ کرو"...... اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ پہلے کی نسبت کم کرخت تھا۔

"راشٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ہی ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"گاسم بول رہا ہوں"...... چیف پولیس نے کہا۔

"اوہ، اوہ۔ اچھا جناب۔ حکم جناب"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

"میں گھاٹ کی پولیس چیک پوسٹ پر موجود ہوں تم بغیر کسی کو بتائے فوراً یہاں پہنچو۔ فوراً"...... چیف پولیس نے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور چیف پولیس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔ شاید وہ اپنے آدمیوں کو راشٹر کی آمد کے بارے میں بتانے گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"وہ کس چیز پر آئے گا"...... شاگل نے پوچھا۔

"کار پر جناب"...... چیف پولیس نے جواب دیا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر مقامی لباس تھا اور چہرے مہرے سے وہ کوئی چھٹا ہوا غنڈہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے پولیس چیف کو سلام کیا اور ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ پولیس چیف نے شاگل کا اتنا لمبا چوڑا قصیدہ پڑھ کر تعارف کرایا کہ شاگل کا پھولا ہوا سینہ مزید کئی انچ پھولتا چلا گیا اور راشٹر نے جب اسے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا جیسے شاگل کوئی مطلق العنان شہنشاہ ہو اور راشٹر اس کے مقابل سرے سے کوئی حیثیت ہی نہ رکھتا ہو تو شاگل کے چہرے پر مزید مسرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"بیٹھو"...... شاگل نے کہا تو راشٹر سہمے ہوئے انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

"" جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں کیونکہ سیکرٹ سروس کے پاس حتمی اطلاعات موجود ہیں۔ تمہیں صرف اس لئے بلایا گیا ہے کہ تم سے اس کی کنفرمیشن کی جاسکے"...... شاگل نے سرد لہجے میں کہا۔

"جناب میں جانتا ہوں۔ بھلا سیکرٹ سروس سے کوئی بات کیسے چھپ سکتی ہے جناب"۔ راشٹر نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

" تمہارے استاد کوڑیا کے پاس ایک گروپ پہنچا ہے جس میں ایک عورت اور چار مرد ہیں۔ یہ مقامی لباسوں میں ہی ہیں۔ اس گروپ کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ اسے کہاں رکھا گیا

ہے"...... شاگل نے کہا۔

"اوہ جناب، یہ گروپ استاد کوڑیا کے پاس تھا جناب۔ انہوں نے استاد کوڑیا کو دارالحکومت کے بڑے مشہور ترین سینڈیکیٹ کے سربراہ وجے کا نام لیا اور اس سے ایک رہائش گاہ طلب کی۔ اس کے ساتھ دو بڑی خالی جیپیں بھی۔ چنانچہ استاد کوڑیا نے انہیں دو جیپیں بھی دے دیں اور ساتھ ہی شاتم کالونی میں ایک رہائش گاہ بھی دے دی۔ اس رہائش گاہ کا نمبر دس ہے جناب"...... راشٹر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ اب کہاں ہیں"...... شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب، چیف صاحب کی جب کال آئی تھی تو وہ جیپوں میں بیٹھ کر جا رہے تھے۔ وہ یقیناً اس رہائش گاہ پر ہی گئے ہوں گے"...... راشٹر نے جواب دیا۔

"کیا تم نے وہ رہائش گاہ دیکھی ہوئی ہے"...... شاگل نے پوچھا۔

"جی ہاں صاحب۔ بہت اچھی طرح جناب"...... راشٹر نے جواب دیا۔

"کیا اس میں کوئی خفیہ راستہ بھی ہے"...... شاگل نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ اس کے چاروں طرف سڑکیں ہیں جناب"۔ راشٹر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ آؤ ہمارے ساتھ"...... شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا تو

چیف پولیس اور راشٹر بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد چار جیپیں تیزی سے شہر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ سب سے آگے والی جیپ میں شاگل، راشٹر اور چیف پولیس آفیسر موجود تھے۔ شاگل نے اپنے آدمیوں کو خصوصی ہدایات دے دی تھیں۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ آج اس کے ہاتھوں سے عمران اور اس کے ساتھی بچ کر نہ جا سکیں گے اور پھر تھوڑی دیر بعد جیپیں ایک کالونی میں داخل ہوئیں اور پھر راشٹر کی نشاندہی پر ایک کافی بڑی کوٹھی کے قریب پہنچ کر جیپ روک دی گئی۔ باقی جیپیں بھی اس کے پیچھے رک گئیں۔ یہ کوٹھی خاصی بڑی تھی اور اس کے چاروں طرف واقعی سڑکیں تھیں۔ درمیان میں یہ کوٹھی تھی۔ اسی لمحے شاگل کے آدمی جیپوں سے اتر کر تیزی سے اس کوٹھی کے چاروں طرف پھیلتے چلے گئے اور پھر دو اطراف سے کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی گئی۔ کوٹھی کا گیٹ بند تھا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد گیٹ اندر سے کھلا اور منگل سنگھ دوڑتا ہوا شاگل کی جیپ کی طرف آنے لگا۔ شاگل جیپ سے نیچے اتر آیا۔

"جناب، کوٹھی میں صرف ایک مقامی آدمی ہے اور وہ بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ نہ یہاں جیپیں ہیں اور نہ پاکیشیائی ایجنٹ"...... منگل سنگھ نے کہا۔

"اوہ، اوہ۔ پھر وہ جیپوں میں بیٹھ کر کہاں چلے گئے"...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات

ہوتی اچانک ان کے کانوں میں ہیلی کاپٹروں کی آوازیں پڑیں تو شاگل اور باقی افراد نے بے اختیار چونک کر اوپر کی طرف دیکھا۔

"ارے، ارے یہ تو ہمارے ہیلی کاپٹر ہیں"...... شاگل نے یکلخت بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس، یہ ہمارے ہی ہیلی کاپٹر ہیں"...... منگل سنگھ نے کہا۔ اسی لمحے کوٹھی کی سائیڈوں سے ان کے آدمی دوڑتے ہوئے آتے دکھائی دیئے۔ انہوں نے بھی یہی بات کی کہ ان کے ہیلی کاپٹر فضا میں موجود ہیں۔

"اوہ، اوہ ویری بیڈ۔ اوہ، یہ واقعی ان کی ہی کارروائی ہے"۔ یکلخت شاگل نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"کیا، کیا ہوا باس"...... منگل سنگھ نے کہا۔

"وہ، وہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت جیپ پر سوار ہو کر یہاں آنے کی بجائے ادھر چلا گیا جہاں ہمارے ہیلی کاپٹر موجود تھے اور ہم احمقوں کی طرح ادھر دوڑے چلے آئے۔ اب وہ ہیلی کاپٹروں پر پنام کیا سیدھا واگرہ پہنچ جائے گا اور ہم۔ وہ...... وہ واقعی شیطان ہے۔ اوہ، اوہ مگر ایک منٹ۔ اوہ، ہاں۔ اب بھی تعاقب ہو سکتا ہے"۔ شاگل نے بات کرتے کرتے یکلخت بات کا رخ موڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور تیزی سے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو، ہیلو۔ شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس کالنگ۔

اوور"...... شاگل نے چیخ چیخ کر کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ مہنت سنگھ اٹنڈنگ سر۔ اوور"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میں وشاکھی بندرگاہ سے بول رہا ہوں۔ پاکیشیائی ایجنٹ ہمارے دونوں ہیلی کاپٹر لے کر فرار ہو رہے ہیں۔ وہ شاید پنام پہنچیں یا پنام سے آگے واگرہ پہنچ جائیں۔ تم ملٹری چیف سے کہہ کر فوجی گن شپ ہیلی کاپٹروں کو فضا میں لے جاؤ اور دونوں ہیلی کاپٹروں کو فضا میں ہی تباہ کر دو اور سنو۔ کسی چیکنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ فوراً حرکت میں آجاؤ۔ فوراً۔ اوور"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو شاگل نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور واپس جیب میں رکھ لیا۔

"یہاں سے کوئی ہیلی کاپٹر مل سکتا ہے"...... شاگل نے چیف پولیس آفیسر سے کہا جو اس دوران خاموش کھڑا رہا تھا۔

"جناب، پولیس کے پاس دو ہنگامی ہیلی کاپٹر ہیں"...... چیف پولیس نے جواب دیا۔

"اوہ، اوہ جلدی کرو۔ واپس چلو۔ ہم نے فوراً ان کے پیچھے جانا ہے۔ فوراً"...... شاگل نے کہا اور چیف پولیس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب آپ کہاں جائیں گے عمران صاحب"...... ہیلی کاپٹر کی عقبی سیٹ پر موجود صفدر نے پائلٹ سیٹ پر موجود عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ سوائے تنویر کے باقی سب ایک ہی ہیلی کاپٹر میں موجود تھے۔ جبکہ تنویر دوسرے ہیلی کاپٹر کو پائلٹ کر کے لے آ رہا تھا۔ پہلے تو عمران نے دوسرے ہیلی کاپٹر کا انجن آف کرنے اور اس میں خرابی پیدا کر کے اسے وہیں چھوڑنے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا تھا کیونکہ خرابی فوری طور پر دور کی جا سکتی تھی اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ دوسرے ہیلی کاپٹر کو پنام کے قریب خفیہ طور پر چھوڑ کر اس میں خرابی پیدا کر کے وہ تنویر کو اپنے ساتھ بٹھا کر آگے بڑھ جائے گا۔ اس طرح شاگل اور اس کے ساتھی فوری طور پر ان کے پیچھے نہ آسکیں گے۔ اس لئے اس نے تنویر کو ہدایات دے کر دوسرے ہیلی کاپٹر کو پائلٹ کرنے کا کہہ دیا تھا۔ وہ ورکشاپ کی ایک

ویگن میں بیٹھ کر ریڈ سٹار ہوٹل پہنچے تھے اور پھر استاد کوڑیا تک جب وجے کا نام پہنچا تو اس نے انہیں فوراً اپنے پاس بلا لیا اور وجے کا نام سنتے ہی اس نے فوری طور پر نہ صرف دو خالی جیپیں مہیا کر دی تھیں بلکہ ایک رہائشی کوٹھی بھی انہیں دے دی لیکن عمران اپنے ساتھیوں سمیت بجائے کوٹھی میں جانے کے اس طرف کو بڑھ گیا جہاں کے بارے میں انہیں ورکشاپ والوں نے بتایا تھا اور جہاں کافرستان سیکرٹ سروس کے دونوں ہیلی کاپٹر موجود تھے۔ اس کے ساتھی ایک جیپ میں آ سکتے تھے۔ لیکن عمران نے دو جیپیں اس لئے لی تھیں کہ اگر راستے میں کسی ایک جیپ میں کوئی گڑبڑ ہو تو فوری طور پر دوسری جیپ استعمال میں لائی جا سکے کیونکہ عمران کو معلوم تھا کہ اس انتہائی چھوٹے سے قصبے میں شاگل اور اس کے ساتھیوں کی موجودگی کی وجہ سے وہ ہر وقت خطرے میں گھرے رہیں گے لیکن دونوں جیپیں ہیلی کاپٹروں تک پہنچ گئیں۔ عمران نے اپنی مہارت سے ان کے انجن بھی چالو کر لئے تھے اور اب وہ سب دونوں ہیلی کاپٹروں میں سوار ہو کر پنام کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"فی الحال تو پنام جانا ہے تاکہ دوسرا ہیلی کاپٹر وہاں چھوڑا جائے۔ اس کے بعد جہاں سینگ سمائے وہاں چلے جائیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب ہمیں واگرہ چھاؤنی جانا چاہیئے تاکہ اصل مشن مکمل کر سکیں"...... صفدر نے کہا۔

"تاکہ اس دوران شاگل ٹرانسمیٹر پر وہاں ہر طرف ریڈ الرٹ بھی کر دے اور ہو سکتا ہے کہ ملٹری کے گن شپ ہیلی کاپٹر بھی ہمارے مقابلے میں آ جائیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، لیکن اسے کیسے فوراً معلوم ہو سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہمیں پنام جانے کے لئے اس چھوٹے سے شہر کے اوپر سے گزرنا پڑے گا اور اتنے بڑے ہیلی کاپٹر نیچے سے خاصے بڑے نظر آتے ہیں"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر تمہارا کیا ارادہ ہے"...... جولیا نے کہا۔

"میرا ارادہ تو پختہ ہے۔ صفدر چونکہ خطبہ نکاح یاد نہیں کر رہا اس لئے اب مجھے لگتا ہے کہ اسے دم پخت کرنا پڑے گا"...... عمران کا ذہن ایک بار پھر پٹڑی سے اترنے لگا تھا۔

"بکواس مت کرو۔ اس وقت ہم انتہائی خطرے میں ہیں"۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو پھر خطبہ نکاح بعد میں پڑھوا لیں گے۔ نکاح تو ہو سکتا ہے۔ دو گواہ موجود ہیں"...... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

"ٹھیک ہے کرو نکاح تاکہ ہمیشہ کے لئے عذاب سے جان چھوٹ جائے"...... جولیا شاید جھلاہٹ کے عروج پر پہنچ گئی تھی اس لئے اس نے بغیر کسی جھجک کے بات کر دی تھی۔

"سوری۔ فضا میں نکاح پڑھ لیا تو باقی ساری عمر فضا میں ہی رہنا

پڑے گا۔ اس لئے فی الحال اتنا ہی کافی ہے کہ تم رضامند ہو گئی ہو"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے قدرے ناگوار سے لہجے میں کہا۔ یقیناً اسے جولیا کے اس بے باک انداز میں جواب سے بوریت ہو گئی تھی۔

"عمران صاحب۔ آپ نے پنام کے بعد کہاں جانا ہے۔ پہلے جو شہر آپ نے بتایا تھا وہ تو واگرہ سے آگے ہے۔ کیا کوئی سائیڈ میں بھی ایسا شہر ہے جہاں ہم چھپ سکیں"....... صفدر نے فوراً ہی کہا۔ شاید اس نے عمران کے لہجے سے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ جولیا کے جواب کے بعد اب معاملہ خراب ہو جائے گا۔ جبکہ جولیا کو بھی شاید احساس ہو گیا تھا کہ اس نے غلط جواب دے دیا ہے اس لئے وہ اب ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ البتہ اس کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہم پنام سے بجائے مغرب میں واگرہ کی طرف جانے کے چکر کاٹ کر مشرق کی طرف آگے بڑھیں گے اور واگرہ کے مشرق میں تقریباً اسی کلومیٹر پر ایک اور بڑا شہر ہے سگرام۔ وہاں پہنچیں گے۔ وہاں سے ہم آسانی سے واگرہ میں کسی بھی حیثیت سے پہنچ سکتے ہیں"....... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر پنام پہنچ کر انہوں نے پنام شہر کے شروع ہونے سے پہلے ہی ایک ویران سے زرعی فارم کے اندر ہیلی کاپٹر اتار دیئے۔ تنویر دوسرے ہیلی کاپٹر سے اتر کر ان کے ہیلی کاپٹر کی طرف آ گیا تو عمران نے دوبارہ اپنا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند

کیا اور پھر پنام شہر جانے کی بجائے اس نے اس کا رخ مشرق کی طرف موڑ دیا۔

"انجن کے ساتھ مخصوص کارروائی کر دی ہے یا نہیں"۔ عمران نے مڑ کر تنویر سے پوچھا۔

"ہاں۔ کر دی ہے"....... تنویر نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے طویل سفر کے بعد ایک بڑے شہر کے آثار نظر آنے شروع ہو گئے تو وہ سب چوکنا ہو کر بیٹھ گئے۔ عمران نے یہاں بھی ہیلی کاپٹر کو شہر سے پہلے کھیتوں کے اندر درختوں کے ایک ذخیرے کے درمیان قدرے کھلے حصے میں اتار دیا۔ پھر اس نے اس کے انجن کے ساتھ بھی وہی کارروائی کی جو اس نے تنویر کو پہلے ہیلی کاپٹر کے انجن کے ساتھ کرنے کی ہدایت کی تھی تاکہ اسے فوری طور پر اڑایا نہ جا سکے اور اس کے بعد وہ پیدل چلتے ہوئے درختوں کے اس ذخیرے سے نکلے اور پیدل شہر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تقریباً ایک گھنٹے تک پیدل چلنے کے بعد وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ شہر خاصا بڑا تھا۔ اس لئے جلد ہی انہیں ایک رہائشی ہوٹل نظر آ گیا اور انہوں نے اس رہائشی ہوٹل میں کمرے لے لئے تاکہ یہاں کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہ آگے جانے کی کوئی منصوبہ بندی کر سکیں۔ کمروں میں پہنچ کر انہوں نے صرف چیکنگ کی اور پھر وہ سب عمران کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔ عمران نے ہوٹل سروس کو فون کر کے سب کے لئے کھانا منگوایا تھا۔ پھر کھانا کھانے کے بعد وہ کافی پی رہے تھے کہ

اچانک عمران کو محسوس ہوا کہ اس کا سر تیزی سے بھاری ہوتا جا رہا ہے۔

"یہ، یہ کیا ہو رہا ہے"....... عمران نے اپنے سر کو جھٹکتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے اس کے کانوں میں اپنے ساتھیوں کے منہ سے نکلنے والی ایسی ہی آوازیں پڑیں اور پھر اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑتے چلے گئے۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اس طرح بار بار اس کے ذہن میں بھی روشنی کے نقطے چمکنے لگے اور پھر آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران کی آنکھیں کھلیں تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری طرح بیدا ہو گیا۔ اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر گھوم گئے جب وہ کمرے میں بیٹھ کر کھانا کھانے کے بعد کافی پی رہے تھے کہ اس کا سر بھاری ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک خاصے بڑے تہہ خانے میں موجود ہے۔ اس کے جسم کو کرسی پر رسیوں سے باندھا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے گردن گھمائی تو اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ کرسیوں پر رسیوں سے بندھے ہوئے موجود تھے اور ان سب کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ مخصوص ذہنی مشقوں کی وجہ سے اسے خود بخود ہوش آ گیا ہے لیکن اسے یہ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر ان کے ساتھ یہ ساری کارروائی کیوں کی گئی ہے کیونکہ وہ یہاں ہر لحاظ سے

اجنبی تھے اور پھر انہیں ہوٹل میں پہنچے زیادہ دیر بھی نہ ہوئی تھی۔ بہرحال اس نے رسیوں کا جائزہ لیا اور پھر اپنے ناخنوں میں موجود بلیڈوں سے اس نے رسیاں کاٹنے کی کوشش شروع کر دی۔ ابھی وہ اس کوشش میں مصروف تھا کہ اس تہہ خانے نما کمرے کا دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک خالی ہاتھ تھا جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور دونوں ہی اپنے انداز اور چہرے مہرے سے زیر زمین دنیا کے افراد لگ رہے تھے۔

"اوہ، تمہیں خود بخود ہوش آ گیا۔ کیا مطلب۔ کیسے"....... خالی ہاتھ والے نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میری کافی کی پیالی میں بے ہوشی کی دوا شاید کم ڈالی گئی ہو گی لیکن یہ سب آخر کیا ہے۔ تم لوگ کون ہو اور تم نے ہمیں کیوں بے ہوش کر کے یہاں باندھ رکھا ہے"....... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو اور کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف تھوڑی دیر بعد یہاں پہنچنے والا ہے۔ اس لئے تمہیں اس کے حوالے کر دیا جائے گا"....... خالی ہاتھ والے آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ۔ کیا مطلب، یہ تمہیں ہم پر کیسے شک پڑ گیا اور تم نے بغیر کسی تصدیق کے ہمیں اس حال تک پہنچا دیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"تمہارے ہیلی کاپٹر کو سگرام کی طرف آتے مارک کر لیا گیا تھا اور

اس کے ساتھ ہی یہاں کے تمام ہوٹلوں میں احکامات پہنچا دیئے گئے تھے اور تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی قدوقامت کی تفصیل بتا دی گئی تھی اور ہم سب الرٹ ہو گئے۔ پھر تم اس ہوٹل میں پہنچے تو ہم نے تمہیں پہچان لیا۔ چونکہ ہمیں کہا گیا تھا کہ تم انتہائی خطرناک لوگ ہو اس لئے ہم کافی میں بے ہوشی کی دوا ملا کر تمہیں بھجوائی اور تم چونکہ ہر لحاظ سے مطمئن تھے۔ اس لئے تم نے یہ کافی پی لی اور اس کے نتیجے میں تم یہاں موجود ہو۔ تمہارے بارے میں اطلاع پہنچا دی گئی ہے اور چونکہ ابھی اطلاع ملی ہے کہ سیکرٹ سروس کا چیف خود یہاں پہنچ رہا ہے اس لئے میں تم لوگوں کو چیک کرنے یہاں آیا تھا"۔ اس آدمی نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے اور کیا تم اس ہوٹل کے مینجر ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہاں، میں مینجر ہوں اور میرا نام واگھو ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"کیا سیکرٹ سروس کے چیف نے خود تمہیں فون کیا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں، مجھے فون واگرہ سے کیا گیا تھا۔ واگرہ کے فوجی انچارج کرنل چوپڑہ نے احکامات دیئے تھے اور ہم ان کے احکامات کے پابند ہیں ورنہ ہمارا ہوٹل دوسرے لمحے تباہ کیا جا سکتا ہے"...... واگھو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب تمہیں کس نے اطلاع دی ہے کہ چیف خود آ رہا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کرنل چوپڑہ نے۔ میں نے انہیں تمہاری گرفتاری کی اطلاع دی تھی"...... واگھو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ سیکرٹ سروس کا چیف تم سے زیادہ عقلمند ہو گا۔ اسے جب معلوم ہو گا کہ تم نے غلط افراد کو پکڑ لیا ہے تو وہ یقیناً ہم سے معذرت کر لے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے رسیاں کاٹنے کا کام غیر محسوس انداز میں جاری رکھا تھا۔ اس لئے اب رسیاں کافی حد تک کٹ گئی تھیں۔ لیکن بہرحال انہیں جسم سے مکمل طور پر ہٹانے میں ظاہر ہے ابھی وقت چاہئے تھا۔ اس لئے وہ خاموش ہو گیا تھا۔

"تم یہیں رہو گے بوگی۔ اگر یہ آدمی کوئی غلط حرکت کرے تو اسے بے شک گولی مار دینا"...... واگھو نے مشین گن بردار سے کہا۔

"اسے دوبارہ بے ہوش کیوں نہ کر دیا جائے"...... اس بوگی نے کہا۔

"نہیں، اس کی ضرورت نہیں۔ شاید دوسروں کو ہوش میں لانا پڑے۔ ویسے بھی یہ بندھے ہوئے ہیں اور بے بس ہیں۔ بس تم نے خیال رکھنا ہے"...... واگھو نے کہا اور بوگی نے اثبات میں سر ہلا دیا تو واگھو مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا تہہ خانے سے باہر چلا گیا جبکہ بوگی دیوار سے سہارا لے کر کھڑا ہو گیا تھا البتہ اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئی

تھیں۔

"کیا تمہارا تعلق بھی اس ہوٹل سے ہے"........ عمران نے کہا۔

"ہاں، میں مینجر صاحب کا باڈی گارڈ ہوں"........ بوگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا مینجر صاحب کو قتل ہونے کا خدشہ ہے کہ اس نے تمہیں باقاعدہ مشین گن سے مسلح کر رکھا ہے"........ عمران نے کہا۔

"ہاں، یہاں ایک گروپ ہمارا مخالف ہے۔ اس سے خطرہ رہتا ہے"........ بوگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کونسا گروپ ہے اور کیا جھگڑا ہے"........ عمران نے کہا۔

"تم اس بات کو چھوڑو۔ تمہارا اس سے کیا تعلق"........ بوگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو ایک گلاس پانی پلوا دو۔ یہ کام تو تم کر سکتے ہو۔ اس میں تو کوئی خطرہ نہیں ہے"........ عمران نے کہا تو بوگی بے اختیار ہنس پڑا۔

"سوری، میں نے یہاں رہنا ہے۔ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ تم خطرناک آدمی ہو۔ اسی لئے تم خود بخود ہوش میں بھی آگئے ہو۔ اس لئے سوری"........ بوگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ ایک بندھا ہوا آدمی تمہیں خطرناک نظر آ رہا ہے تو تم نے کیا خاک مینجر صاحب کی حفاظت کرنی ہے۔ حیرت ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں ایسی باتوں کا برا نہیں مناتا۔ جو مرضی آئے کہتے رہو"۔ بوگی نے کہا۔

"چلو مشین گن ساتھ لے جاؤ۔ اسے یہاں رکھ نہ جاؤ۔ اگر تمہیں خطرہ ہے کہ میں بندھے ہوئے ہاتھوں سے مشین گن اٹھا لوں گا"۔ عمران نے کہا تو بوگی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تم بوگی کو بزدل کہہ رہے ہو۔ کاش، مینجر صاحب تمہیں زندہ رکھنے پر مجبور نہ ہوتے تو میں ابھی تمہارا خاتمہ کر دیتا"........ بوگی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

چلو تم مجھے پانی پلوا دو۔ میں تمہیں بہادر مان لیتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"تم شاید ایک ڈھیٹ آدمی ہو۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ میں یہاں سے باہر نہیں جاؤں گا۔ پھر تم بار بار کیوں یہ بات کر رہے ہو"........ بوگی نے کہا۔

"یہیں کھڑے کھڑے پلوا دو"........ عمران نے کہا تو بوگی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم باز نہیں آؤ گے۔ ٹھیک ہے میں لے آتا ہوں پانی"۔ بوگی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور پھر یکلخت تیز تیز قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ بوگی دروازے کے باہر کھڑا قدم زمین پر مار رہا ہے اور وہی ہوا۔ چند لمحوں

بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور بوگی اچھل کر اندر آگیا۔

" کمال ہے اتنا قریب تھا پانی اور تم پھر بھی گھبرا رہے تھے " عمران نے کہا۔

" مجھے نجانے تم سے کیوں خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ اب میں پانی لے آتا ہوں "....... اس نے عمران کے جسم پر موجود رسیاں دیکھ کر کہا اور پھر پھرتی سے مڑ کر دروازے سے باہر چلا گیا۔ اس بار اس کے قدموں کی آوازیں واقعی دور جاتی ہوئی سنائی دیں تو عمران کے بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور دو تین جھٹکوں میں اس نے ہاتھ بلند کئے اور پھر تیزی سے رسیاں جسم سے کھول کر نیچے فرش پر پھینک دیں اور پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ دبے پاؤں سیدھا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیبوں میں ہاتھ ڈالا تو جیبوں میں اسلحہ موجود تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ان کی تلاشی نہ لی گئی تھی۔ وہ دروازے کی سائیڈ پر دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر دروازہ کھلا اور بوگی اچھل کر اندر داخل ہوا ہی تھا کہ عمران بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور بوگی چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لات گھومی اور نیچے گر کر اٹھتا ہوا بوگی ایک بار پھر چیخ مار کر نیچے گرا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی مشین گن اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی جو اس کے نیچے گرنے سے ایک طرف جا گری تھی۔ اس کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی جو دوسری طرف جا گری تھی۔ عمران نے مشین گن

اٹھائی اور پھر تیزی سے باہر آگیا لیکن تھوڑی دیر بعد وہ واپس آگیا کیونکہ یہ آبادی سے ہٹ کر ایک عمارت تھی جہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا البتہ ایک جیپ باہر موجود تھی۔ پھر اس نے پانی کی بوتل اٹھائی اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کے منہ کھول کر پانی ان کے حلق میں انڈیلنا شروع کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اب کافی وقت گزر چکا ہے اس لئے اب پانی سے بھی ان کی بے ہوشی دور ہو جائے گی اور وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی ہوش میں آتے چلے گئے۔ عمران نے سب کی رسیاں کھول دی تھیں۔

" یہ کیا ہوا عمران صاحب۔ ہم کہاں ہیں "....... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے مختصر طور پر ساری بات بتا دی۔

" اس کا خاتمہ کرو اور نکلو یہاں سے۔ کسی وقت بھی شاگل یہاں موت بن کر پہنچ سکتا ہے "....... عمران نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے بوگی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر جیپ تک پہنچتے پہنچتے تنویر بھی ان کے ساتھ آکر مل گیا تھا۔ وہ اس بوگی کا خاتمہ کرنے کے لئے وہیں رک گیا تھا جبکہ باقی ساتھی عمران کے پیچھے ہی باہر آگئے تھے۔

" لیکن اب ہم جائیں گے کہاں۔ اس بار تو ہم برے پھنسے ہیں "....... صفدر نے کہا۔

"یہاں سے نکلو۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا "....... عمران نے کہا اور وہ سب جیپ میں سوار ہو گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود موجود

تھا۔ جیپ کے اگنیشن میں چابی موجود تھا۔ شاید ایمرجنسی کے لئے ایسا کیا گیا تھا لیکن اس سے انہیں بہرحال آسانی ہو گئی تھی۔ صفدر نے نیچے اتر کر پھاٹک کھولا اور عمران نے جیپ پھاٹک سے باہر نکالی اور صفدر پھاٹک بند کر کے چھوٹی کھڑکی سے باہر آیا اور جیپ میں سوار ہو گیا۔ عمران نے جیپ کو مغرب کی طرف موڑ دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک مین روڈ پر پہنچ گئے۔ یہ جگہ شہر سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھی کیونکہ شہر کی عمارتیں دور سے نظر آرہی تھیں۔ عمران نے جیپ کا رخ شہر کی طرف کیا اور پھر وہ اسے تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھاتا چلا گیا۔ شہر کے آغاز میں ہی ایک کالونی کا بورڈ انہیں نظر آگیا۔ یہ نئی کالونی تھی اور ابھی اس میں رہائش یونٹوں کی تعداد بے حد کم تھی اور کافی سارے یونٹ ابھی زیر تعمیر نظر آرہے تھے۔ عمران نے جیپ کا رخ اس کالونی کی طرف موڑ دیا اور پھر عمران کو توقع کے عین مطابق ایک کوٹھی پر "برائے کرایہ" کا بورڈ نظر آگیا۔ گیٹ کے باہر تالا لگا ہوا تھا۔ عمران نے جیپ اس کوٹھی سے کافی آگے جا کر روک دی۔

"اس کوٹھی میں عقبی طرف سے کود کر اندر جانا ہوگا"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن جیپ تو یہاں چیک ہو جائے گی"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں جیپ تو ہمارے لئے اب پھندہ بن جائے گی۔ اسے یہاں سے دور چھوڑنا ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"تو آپ اندر جا کر چھوٹا پھاٹک کھول دیں۔ میں اسے یہاں سے

دور کھیتوں میں چھوڑ کر واپس آجاتا ہوں"..... تنویر نے کہا تو سب نیچے اترے اور سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ سب اس کوٹھی کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ عمران کے کہنے پر صفدر نے جا کر چھوٹا پھاٹک اندر سے کھول دیا تھا اور تھوڑی دیر بعد تنویر واپس آ گیا تھا۔ چونکہ یہاں بھی کرائے پر فرنیشڈ اور ہر لحاظ سے رہائش کے لئے موزوں مکان دیئے جاتے تھے۔ اس لئے یہاں فرنیچر بھی موجود تھا اور فون بھی۔ عمران نے رسیور اٹھایا تو اس میں ٹون موجود تھی۔ عمران نے انکوائری کا نمبر ڈائل کر دیا۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہوٹل سیرام کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"سیرام ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مینجر سے بات کراؤ۔ میں دارالحکومت سے بات کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"سوری جناب۔ مینجر صاحب تو موجود نہیں ہیں۔ آپ اسسٹنٹ مینجر پردیپ صاحب سے بات کر لیں"...... دوسری طرف سے کہا

گیا۔

"اوکے۔ کراؤ بات"....... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو، میں سیکنڈ مینجر پردیپ بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں دارالحکومت سے رائے پرشاد بول رہا ہوں۔ میرا تعلق وجے سینڈیکیٹ سے ہے۔ مجھے تمہارے مینجر واگھو نے کہا تھا کہ یہاں ان کا کوئی مخالف گروپ ہے جس کا خاتمہ وہ ہمارے سینڈیکیٹ سے کرانا چاہتے ہیں۔ ہم اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ کارروائی کی جا سکے"....... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ جناب، مجھے تو معلوم نہیں کہ مینجر صاحب نے ایسا کیا ہے۔ بہرحال وہ گروپ تو یہاں کا مشہور گروپ شیلانگ گروپ ہے اور شیلانگ کلب ان کا مین اڈہ ہے"....... پردیپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے، ٹھیک ہے۔ میں اپنے باس کو رپورٹ دے دیتا ہوں"....... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے اور وہاں سے شیلانگ کلب کا فون نمبر معلوم کر کے اس نے وہ نمبر پریس کر دیئے۔

"شیلانگ کلب"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز

سنائی دی۔

"شیلانگ سے بات کراؤ۔ میں دارالحکومت سے رائے پرشاد بول رہا ہوں"....... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو، شیلانگ بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"مسٹر شیلانگ۔ میرا نام رائے پرشاد ہے اور میرا تعلق دارالحکومت کے وجے سینڈیکیٹ سے ہے"....... عمران نے کہا۔

"اوہ، اوہ اچھا۔ میں جانتا ہوں وجے صاحب کو۔ فرمائیں کیسے فون کیا ہے"....... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"وجے صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اس فون پر رہیں"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو"....... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شاگل کو جب معلوم ہو گا کہ ہم نکل گئے ہیں تو اس نے اس سارے شہر کی سخت ترین ناکہ بندی بھی کرا دینی ہے اور شاید وہ فوج کو یہاں چڑھا دوڑائے اور ہم نے بہرحال یہاں بند ہو کر نہیں بیٹھنا۔ اس لئے میں یہاں سے فوری طور پر نکلنا چاہتا ہوں"....... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"شیلانگ کلب"....... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"شیلانگ سے بات کراؤ"....... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے واقعی کوئی بھوکا بھیڑیا غرا رہا ہو۔

"یس سر۔ یس سر"....... دوسری طرف سے شاید غراہٹ بھری آواز سن کر ہی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو، میں شیلانگ بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد شیلانگ کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"وجے بول رہا ہوں"....... عمران نے لہجے کی غراہٹ کو مزید تیز کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اوہ جناب۔ آپ نے خود مجھ سے بات کر کے مجھے میری زندگی کا سب سے بڑا اعزاز بخش دیا ہے۔ حکم کریں جناب۔ میں آپ کا غلام ہوں جناب"....... شیلانگ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہارے بارے میں رپورٹ مل چکی ہے کہ تم کام کرنے والے آدمی ہو اور ہم تمہیں اپنے دوستوں کی لسٹ میں شامل کر سکتے ہیں لیکن پہلے تمہیں ایک ٹیسٹ کلیئر کرنا ہو گا"....... عمران نے اسی طرح غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو میرے لئے انتہائی خوش قسمتی کا باعث ہو گا جناب۔ آپ حکم دیں۔ میں سگرام کو آپ کے حکم پر تباہ کر سکتا ہوں۔

جناب"....... شیلانگ نے انتہائی مسرت بھرے لیکن انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہمارے دوستوں کا ایک گروپ سگرام میں موجود ہے۔ اس گروپ کے پیچھے سرکاری ایجنسیاں لگی ہوئی ہیں۔ کیا تمہارے کلب کو بھی واگرہ کے فوجی انچارج کرنل چوپڑہ کے احکامات کسی گروپ کے سلسلے میں پہنچے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ واگرہ میں کوئی ایسا آدمی موجود ہے جو ہمارے آدمیوں کو وہاں فوجیوں سے چھپا کر پناہ دے سکے اور فوجیوں تک اس کی اطلاع نہ پہنچے"....... عمران نے کہا۔

"بالکل ہے جناب۔ اس کا نام نرسنگھ ہے۔ وہ فوجیوں کو شراب سپلائی کرتا ہے اور یہاں مجھے بھی۔ وہ انتہائی بااعتماد آدمی ہے۔ اسے جب آپ کے بارے میں بتایا جائے گا تو وہ ہر ممکن تعاون کرے گا۔ بس جناب وہ فوجیوں کے خلاف کوئی کام نہیں کرے گا۔ باقی ہر کام کرے گا"....... شیلانگ نے جواب دیا۔

"وہ فوجیوں کو اطلاع تو نہیں دے دے گا"....... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ اس سلسلے میں وہ انتہائی بااعتماد آدمی ہے"۔ شیلانگ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ سرکاری ایجنسیاں یہاں سگرام کی ناکہ بندی کریں۔ ایسی صورت میں تم میرے آدمیوں کو جو پانچ افراد ہیں کیسے

واگرہ پہنچاؤ گے"...... عمران نے کہا۔

" جناب واگرہ سے نرسنگھ کا ٹرک آج رات کو شراب لے کر سگرام پہنچ رہا ہے۔ چونکہ یہ نرسنگھ فوجیوں کو یہاں بھی شراب سپلائی کرتا ہے اس لئے اس ٹرک کی تلاشی نہیں لی جاتی۔ اس ٹرک میں آپ کے آدمیوں کو واپس واگرہ پہنچا دیا جائے گا اور وہاں بھی اس کی چیکنگ نہیں ہوتی"...... شیلانگ نے کہا۔

" گڈ، اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی کام کے آدمی ہو۔ اوکے، اس گروپ کا لیڈر دلبر سنگھ ہے۔ میں اسے کہہ دیتا ہوں کہ تمہارے کلب پہنچ جائے گا لیکن ہو سکتا ہے کہ وہاں سرکاری مخبر موجود ہوں اس لئے تم کوئی ایسا طریقہ بتاؤ کہ یہ گروپ تم تک کسی کو معلوم ہوئے بغیر پہنچ جائے"...... عمران نے کہا۔

" جناب، کلب کے عقب میں ایک بند گلی ہے۔ اس میں ایک دروازہ موجود ہے۔ آپ جناب دلبر سنگھ کو کہیں کہ وہ اس دروازے کو چار بار تھپتھپائے تو میرا خاص آدمی جو وہاں موجود ہو گا انہیں میرے پاس لے آئے گا اور آپ بے فکر رہیں۔ میں ان کی حفاظت اپنی جان سے بھی زیادہ کروں گا"...... شیلانگ نے کہا۔

" اوکے۔ نرسنگھ سے تم نے خود بات کرنی ہے۔ جیسے ہی دلبر سنگھ نے مجھے رپورٹ دی کہ تم نے مکمل تعاون کیا ہے اور تمہاری وجہ سے نرسنگھ نے بھی۔ تو تمہیں دوستی کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

" یس سر۔ بالکل سر۔ جیسے آپ نے کہا ہے جناب ایسے ہی ہو گا"...... شیلانگ کے لہجے میں بے پناہ مسرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

" اوکے، میں دلبر سنگھ کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ تم تک پہنچ جائے گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" یہ وجے کون ہے جو ہے تو دارالحکومت میں۔ لیکن اس کا رعب و دبدبہ اتنے طویل فاصلے پر بھی موجود ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ ڈرگ اور شراب کا سب سے بڑا گروپ ہے۔ پورے کافرستان میں اس کا دھندہ ہے۔ اس سے دوستی کا مطلب تو تم سمجھ سکتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" لیکن یہ شیلانگ کلب ہے کہاں"...... جولیا نے کہا۔

" ہم نے یہاں سے ایک ایک کر کے باہر نکلنا ہے اور پیدل ہی جانا ہے۔ راستے میں کسی سے بھی پوچھا جا سکتا ہے۔ وہاں سب اکٹھے ہو جائیں گے لیکن جب تک میں نہ پہنچوں تم نے اکٹھے نہیں ہونا اور نہ ہی کلب میں جانا ہے"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

شاگل کا چہرہ غصے کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا۔ اس کے سامنے ایک لاش پڑی ہوئی تھی جبکہ وہاں موجود کرسیوں کے سامنے رسیوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے اور ہوٹل کا مینجر واگھو آنکھیں پھاڑے یہ سب کچھ اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"کہاں ہیں وہ لوگ۔ بولو"........ شاگل نے یکلخت غصے سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔ اس کے پیچھے اس کا آدمی منگل سنگھ بھی موجود تھا جس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔

"جناب۔ جناب وہ تو رسیوں سے بندھے ہوئے تھے اور میں نے اپنے باڈی گارڈ بوگی کو خصوصی طور پر ہدایت کی تھی کہ وہ یہاں سے باہر نہ جائے اور جناب۔ وہ سب بے ہوش تھے۔ انہیں کافی میں بے ہوشی کی دوا دی گئی تھی"....... واگھو نے انتہائی گڑبڑائے ہوئے لہجے

میں کہا۔

"کیا تم یہاں آئے تھے پہلے"........ شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ جب ہمارے آدمیوں نے انہیں یہاں لا کر باندھ دیا اور مجھے اطلاع دی تو میں یہاں آیا۔ یہاں مستقل طور پر کوئی نہیں رہتا۔ اس لئے میں بوگی کو ساتھ لے آیا تھا۔ پھر میں انہیں چیک کر کے اور تسلی کر کے بوگی کو یہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا تاکہ آپ کے آنے پر وہاں موجود رہوں"........ واگھو نے جواب دیا۔

"کیا اس وقت سب بے ہوش تھے یا کوئی ہوش میں بھی تھا"........ شاگل نے کہا۔

"ایک آدمی ہوش میں تھا لیکن وہ بندھا ہوا تھا"........ واگھو نے جواب دیا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

"اس نے تم سے سب کچھ پوچھا بھی ہوگا"........ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں جناب اور میں نے اسے بتا دیا کہ یہ سب کچھ آپ کے لئے کیا گیا ہے اور آپ یہاں پہنچنے والے ہیں"........ واگھو نے جواب دیا۔

"یہاں کوئی سواری موجود تھی"۔ شاگل نے پوچھا۔

"یس سر۔ ایک جیپ یہاں ہر وقت موجود رہتی ہے لیکن اب وہ غائب ہے جناب"........ واگھو نے جواب دیا۔

"ہونہہ، وہ جیپ میں کہاں تک جا سکتے ہیں۔ انہیں اب تلاش کرنا پڑے گا"........ شاگل نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ وہ ہیلی کاپٹر پر

وشاکھی سے واپس واگرہ پہنچا تھا تو اسے اطلاع دی گئی کہ ہیلی کاپٹر کو سگرام کی طرف جاتے چیک کیا گیا ہے اور وہاں ملٹری انچارج کے ذریعے یہاں تمام ہوٹلوں میں احکامات بھجوا دیئے گئے اور پھر ایک ہوٹل کے مینجر نے رپورٹ دی کہ اس گروپ کو چیک کر کے بے ہوش کر کے ایک علیحدہ عمارت میں رکھا گیا ہے تو شاگل منگل سنگھ کے ساتھ ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچا تھا۔ انہوں نے ہیلی کاپٹر ہوٹل کے قریب اتارا اور پھر مینجر کے ساتھ جیپ میں سوار ہو کر یہاں پہنچے تھے۔ لیکن یہاں سے یہ لوگ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

"جناب، مجھے یقین ہے کہ وہ اس جیپ میں لازماً واگرہ پہنچیں گے اس لئے ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعے انہیں چیک کر سکتے ہیں"..... منگل سنگھ نے باہر آتے ہوئے شاگل سے کہا۔

"واگرہ یہاں سے ستر اسی میل ہے اور اس طرح مشکوک جیپ میں وہ اتنا لمبا سفر نہیں کر سکتے اور ان کا یہاں کوئی واقف نہیں ہو گا لیکن بہرحال اب چیکنگ تو کرنی ہے"....... شاگل نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ان کی جیپ واپس ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"جناب، ہوٹل میں پہنچ کر میں اپنے گروپ کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ اس جیپ کو تلاش کر لیں گے".. ڈرائیونگ سیٹ پر موجود واگھو نے کہا۔

"یہاں ان کی ناکہ بندی ہونی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ رات کو یہاں سے نکلیں۔ یہاں کوئی ایسا گروپ ہے جو انہیں ٹریس کر

سکے"....... شاگل نے کہا۔

"ٹریسنگ کیسے ہو سکتی ہے جناب۔ مجھے بتائیں، ہو سکتا ہے کہ میرے ہی آدمی یہ کام کر لیں"....... واگھو نے کہا۔

"یہ پورا گروپ ہے اور لازماً یہاں ان کا کوئی واقف نہیں ہے اور نہ ہی یہاں سے انہیں میک اپ کا سامان کہیں سے مل سکتا ہے۔ اس لئے وہ انہی حلیوں اور لباسوں میں ہوں گے جو تم نے دیکھے ہیں۔ یہاں وہ لازماً کسی ہوٹل، کسی کلب یا کسی پرائیویٹ رہائش گاہ پر ہی چھپے ہوں گے"....... شاگل نے کہا۔

"اوہ جناب۔ پھر میرے آدمی ان کا سراغ لگا لیں گے"....... واگھو نے کہا۔

"منگل سنگھ تم ہیلی کاپٹر پر واگرہ جانے والی روڈ پر چیکنگ کرو گے جبکہ یہاں مینجر کے آدمی چیکنگ کریں گے اور میں ہوٹل میں ہی رہوں گا"....... شاگل نے مڑ کر عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے منگل سنگھ سے کہا۔

"یس سر"....... منگل سنگھ نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ واپس ہوٹل پہنچ گئی۔ منگل سنگھ اتر کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا جبکہ شاگل ایک علیحدہ راستے سے واگھو کے آفس میں پہنچ گیا۔ واگھو نے سب سے پہلے شاگل کے لئے شراب منگوائی اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے اپنے آدمیوں کو چیکنگ کے لئے پورے سگرام میں پھیل جانے اور جیپ کو تلاش کرنے کا کہہ دیا۔

"یہ لوگ آخر کہاں جا سکتے ہیں"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ لیکن واگھو نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو واگھو نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... واگھو نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ وہیں ارد گرد چیکنگ کرو"...... واگھو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"جناب۔ خالی جیپ کھیتوں میں کھڑی مل گئی ہے"...... واگھو نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

"کہاں سے ملی ہے وہ جیپ۔ وہ لوگ وہاں سے قریب کہیں موجود ہوں گے"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو، ہیلو۔ شاگل کالنگ۔ اوور"...... شاگل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ منگل سنگھ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"واپس آ جاؤ۔ جیپ یہاں موجود ہے اس لئے اس کی تلاش کی ضرورت نہیں۔ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں ڈال لیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی

گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو واگھو نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... واگھو نے کہا۔

"جناب، میں رام ناتھ بول رہا ہوں۔ پانچ افراد کا گروپ جس میں ایک عورت بھی شامل ہے شیلانگ کلب کی عقبی گلی میں جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو واگھو بے اختیار چونک پڑا۔

"تفصیل بتاؤ"۔ واگھو نے کہا۔

"جناب، یہ گروپ پہلے فرنٹ کی طرف علیحدہ علیحدہ رہا۔ پھر وہ اکٹھے ہو کر عقبی گلی میں چلے گئے اور وہاں سے غائب ہو گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ شیلانگ کے آفس میں پہنچے ہیں جناب اور یہ معلومات حتمی ہیں"...... رام ناتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں"...... واگھو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"جناب، اس گروپ کا پتہ چل گیا ہے"...... واگھو نے کہا۔

"اوہ۔ کہاں ہے وہ، جلدی بتاؤ۔ فوراً"...... شاگل نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا اور واگھو نے رام ناتھ سے معلوم ہونے والی ساری بات بتا دی۔

"اوہ، اوہ شیلانگ کلب میں تمہارا کوئی آدمی نہیں ہے۔ اس سے کنفرم کرو"...... شاگل نے کہا۔

"جناب، وہ میرا مخالف گروپ ہے۔ وہ تو مجھے قتل کرنے کے

در پے رہتا ہے"...... واگھو نے جواب دیا۔اسی لمحے منگل سنگھ اندر داخل ہوا۔

" اس کا نمبر پریس کر کے رسیور مجھے دو۔ میں بات کرتا ہوں"...... شاگل نے کہا تو واگھو نے جلدی سے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے اٹھ کر رسیور شاگل کی طرف بڑھا دیا۔

" شیلانگ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شیلانگ سے بات کراؤ"...... شاگل نے انتہائی رعب دار لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے یکلخت بھیک مانگنے والے لہجے میں کہا گیا۔

" ہیلو سر۔ میں شیلانگ بول رہا ہوں سر۔آپ کا خادم سر۔آپ حکم فرمائیں سر"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔

" میں یہاں سگرام میں موجود ہوں اور مجھے تم سے انتہائی ضروری کام ہے۔ میں اپنے نائب کے ساتھ تمہارے کلب آ رہا ہوں"۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

" یہ میرے لئے انتہائی اعزاز کی بات ہے جناب۔ میں آپ کے

استقبال کے لئے گیٹ پر موجود ہوں گا جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

" اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ اس شیلانگ کلب کی چاروں طرف سے نگرانی کریں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں میرے پہنچنے سے پہلے نکال دے"...... شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ایسا ہی ہو گا جناب۔ ویسے میں بتا دوں جناب کہ شیلانگ انتہائی کمینہ اور خطرناک آدمی ہے۔ اس نے یقیناً ان سے بھاری دولت لے کر یہ کام کیا ہو گا اور میں چونکہ اس سے اچھی طرح سے واقف ہوں اس لئے بتا دوں کہ اس نے ان آدمیوں کو اپنے کلب کے خفیہ تہہ خانے میں چھپا رکھا ہو گا۔آپ وہاں کی چیکنگ ضرور کریں"...... واگھو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" کیا تفصیل ہے اس تہہ خانے"...... شاگل نے پوچھا تو واگھو نے تفصیل بتا دی۔

" ٹھیک ہے۔اب میں خود چیک کر لوں گا"...... شاگل نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر جیپ موجود تھی۔ شاگل جیپ کی عقبی نشست پر جا کر بیٹھ گیا۔

" کہاں تشریف لے جائیں گے جناب"...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" منگل سنگھ آجائے پھر"...... شاگل نے کہا اور ڈرائیور سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ یہ جیپ واگھو کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد منگل سنگھ جیپ

کے قریب پہنچ گیا۔

" بیٹھو۔ مجھے تمہارا انتظار تھا"....... شاگل نے کہا تو منگل سنگھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

" شیلانگ کلب چلو"....... شاگل نے کہا تو ڈرائیور نے جیپ آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد جیپ ایک دو منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر مین گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی تو منگل سنگھ تیزی سے نیچے اترا اور ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ شاگل عقبی سیٹ سے نیچے اتر آیا۔

" جاؤ جا کر اس مینجر شیلانگ کو میری آمد کے بارے میں اطلاع دو"....... شاگل نے کہا تو منگل سنگھ تیزی سے دوڑتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا جبکہ شاگل وہیں اکیلا کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک پستہ قامت لیکن بھاری جسم کا آدمی جو سر سے گنجا تھا دوڑتے ہوئے انداز میں چلتا ہوا شاگل کے سامنے آکر تقریباً رکوع کے بل جھک گیا۔

" میں آپ جیسے اعلیٰ ترین آفیسر کو اپنے کلب میں خوش آمدید کہتا ہوں جناب۔ میرا نام شیلانگ ہے"....... اس آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" تم شکل سے تو اچھے آدمی لگتے ہو شیلانگ۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے تعاون نہ کیا تو پھر تم دوسرا سانس نہ لے سکو گے"....... شاگل نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" جناب، میں تو آپ کی خاطر سر کٹوانے کو تیار ہوں۔ آپ مجھے ہمیشہ اپنا تابعدار پائیں گے"....... شیلانگ نے اور زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" چلو آفس میں چلو۔ وہاں تم سے باتیں ہوں گی"....... شاگل نے کہا۔

" تشریف لے آئیں جناب"....... شیلانگ نے کہا اور پھر اس کی رہنمائی میں شاگل اور منگل سنگھ کلب میں داخل ہوئے اور ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک کافی بڑے کمرے میں پہنچ گئے جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

" تشریف رکھیں جناب اور حکم فرمائیں۔ میں آپ کو کیا پیش کروں"....... شیلانگ نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں کہا۔

" ابھی کچھ نہیں۔ میرے سامنے بیٹھو"....... شاگل نے رعونت بھرے لہجے میں کہا اور شیلانگ خاموشی سے سامنے صوفے کی کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ اس کا یہ انداز بتا رہا تھا کہ وہ شاگل کے سامنے اپنے آپ کو انتہائی حقیر اور کمزور سمجھ رہا ہے۔

" پانچ افراد کا گروپ تمہارے پاس پہنچا ہے۔ بولو کہاں ہیں وہ لوگ"....... شاگل نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو شیلانگ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" انکار مت کرنا۔ کیونکہ ہمارے پاس حتمی رپورٹ موجود ہے کہ یہ گروپ جس میں ایک عورت بھی شامل ہے پہلے تمہارے کلب کی

فرنٹ سائیڈ پر علیحدہ علیحدہ رہے پھر اکٹھے ہو کر وہ تمہارے کلب کی عقبی گلی میں گئے اور وہاں سے تمہارے خفیہ آفس میں پہنچ گئے اور یہ سن لو کہ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں اور سیکرٹ سروس کے پاس تمہارے اس کلب کے تہہ خانوں تک کی معلومات موجود ہیں۔ اگر تم نے تعاون نہ کیا تو پھر نہ تم رہو گے اور نہ ہی تمہارا یہ کلب"...... شاگل نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" جناب، میں آپ کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ وہ گروپ میرے پاس ضرور آیا تھا وہ دارالحکومت کے ایک طاقتور سینڈیکیٹ کی ٹپ لے آئے تھے اس لئے مجبوراً مجھے ان کا کام کرنا پڑا۔ انہوں نے مجھے کہا میں انہیں ایک بڑی جیپ جس کے فیول ٹینک بھرے ہوئے ہوں اور ایک گائیڈ بطور ڈرائیور دوں جو انہیں واگرہ تک چھوڑ آئے اور جناب۔ انہوں نے اس کے لئے مجھے باقاعدہ معاوضہ بھی دیا۔ اس لئے میں نے انہیں جیپ اور ڈرائیور مہیا کر دیا اور وہ واگرہ چلے گئے ہیں۔ انہیں یہاں سے گئے ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے جناب"۔ شیلانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کس طرف سے گئے ہیں وہ"...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" عقبی گلی کے راستے سے جناب۔ باہر جیپ میں ڈرائیور موجود تھا"...... شیلانگ نے جواب دیا۔

" کیا تفصیل ہے اس جیپ کی۔ اس کا ماڈل، کلر اور اس کا نمبر

وغیرہ کیا ہے"...... شاگل نے کہا تو شیلانگ نے فوری طور پر تمام تفصیل بتا دی۔

" چلو اٹھو اور ہمیں اس تہہ خانے میں لے جاؤ جہاں تم شراب سٹاک کرتے ہو۔ اٹھو"...... شاگل نے یکلخت اٹھتے ہوئے کہا تو شیلانگ بھی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا البتہ شاگل کی بات سن کر اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" جناب تو شاید پہلی بار یہاں تشریف لائے ہیں اور یہ تہہ خانہ تو انتہائی خفیہ ہے۔ پھر آپ کو کیسے اس کا علم ہو گیا جناب"۔ شیلانگ نے کہا۔

" میں نے پہلے تمہیں بتایا ہے کہ سیکرٹ سروس سے کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ چلو"...... شاگل نے کہا۔

" یس سر۔ آیئے سر"...... شیلانگ نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ شاگل اور منگل سنگھ اس کے ساتھ تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کافی بڑے تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں واقعی شراب کا سٹاک رکھا گیا تھا۔ لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا اور نہ ہی وہاں ایسے آثار موجود تھے جس سے یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ یہاں کچھ لوگ رہے ہوں۔

" ٹھیک ہے اب ہم واپس جا رہے ہیں لیکن یہ سن لو کہ اگر بعد میں تمہاری بات غلط نکلی تو پھر تمہیں پورے کافرستان میں کہیں پناہ نہ مل سکے گی"...... شاگل نے کہا۔

"جناب، میں نے یہاں رہنا ہے اور میں دریا میں رہ کر آپ جیسے بڑے آدمی سے کیسے مخالفت لے سکتا ہوں۔ میں نے جو کچھ بتایا ہے وہ واقعی سو فیصد درست ہے"........ شیلانگ نے کہا۔

"کیا تمہاری جیپ میں ٹرانسمیٹر نصب ہے"........ شاگل نے باہر آتے ہوئے کہا۔

"اوہ، نہیں جناب۔ وہ تو عام سی جیپ ہے کوئی سرکاری جیپ تو نہیں ہے جناب"........ شیلانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس ڈرائیور کا کیا نام ہے"........ شاگل نے پوچھا۔

"اس کا نام بھنڈاری ہے جناب"........ شیلانگ نے جواب دیا۔

"اپنے آفس چلو"........ شاگل نے کہا تو شیلانگ انہیں دوبارہ آفس میں لے آیا۔

"تمہارے پاس کوئی نقشہ ہے جس میں یہاں سے واگرہ تک کے تمام راستوں کی نشاندہی کی گئی ہو"........ شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ بڑا تفصیلی نقشہ ہے۔ میں منگواتا ہوں جناب"۔ شیلانگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر کے کسی کو نقشہ لانے کا حکم دیا اور رسیور رکھ دیا۔

"ابھی آجاتا ہے جناب نقشہ۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے جناب۔ یہاں ہر قسم کی شراب موجود ہے"........ شیلانگ نے کہا۔

"ہم ڈیوٹی پر ہیں"........ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا تو شیلانگ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک

نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رول شدہ نقشہ تھا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور نقشہ شاگل کی طرف بڑھا دیا۔ شاگل نے نقشہ لے کر اسے سامنے موجود میز پر پھیلا دیا۔

"بتاؤ کہاں ہے یہ شہر"........ شاگل نے کہا تو شیلانگ نے ایک جگہ پر انگلی رکھ دی۔

"اور واگرہ کہاں ہے"........ شاگل نے کہا تو شیلانگ نے دوسری جگہ پر انگلی رکھ دی۔ شاگل نے جیب سے قلم نکالا اور دونوں جگہوں پر دائرے ڈال دیئے اور پھر وہ غور سے نقشے کو دیکھنے لگا۔

"تو یہاں سے واگرہ تک پہنچنے کے لئے ایک ہی سڑک ہے"۔ شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ ایک ہی سڑک ہے اور کوئی راستہ نہیں ہے"۔ شیلانگ نے جواب دیا۔

"اس سڑک کی دونوں سائیڈوں پر کیا ہے"........ شاگل نے کہا۔

"خالی میدان ہیں جناب"........ شیلانگ نے جواب دیا۔

"یہ نشان کیسا ہے"........ شاگل نے ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"جناب یہ ایک قدیم قلعہ ہے جو اب ختم ہو چکا ہے۔ صرف اس کے آثار باقی ہیں"........ شیلانگ نے جواب دیا۔

"یہاں سے واگرہ کی طرف ٹریفک کتنی چلتی ہے"........ شاگل نے کہا۔

"جناب۔ اکا دکا جیپیں اور دو یا تین بسیں چلتی ہیں۔ شاید ایک آدھ کار بھی کہیں نظر آجائے ورنہ سڑک خالی رہتی ہے"....... شیلانگ نے جواب دیا۔

"یہ واگرہ سے پہلے کونسا گاؤں ہے"....... شاگل نے دائرے کے قریب ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جناب۔ اس کا نام تو سلاگ گاؤں ہے لیکن عام لوگ اسے ساگ گاؤں ہی کہتے ہیں۔ ڈیڑھ دو سو مکانوں کا گاؤں ہے سیہاں وہ لوگ رہتے ہیں جو واگرہ میں محنت مزدوری کرتے ہیں"....... شیلانگ، نے جواب دیا۔

"ہونہہ، ٹھیک ہے۔ یہ نقشہ میں ساتھ لے جا رہا ہوں"۔ شاگل نے کہا اور نقشہ اٹھا کر اس نے منگل سنگھ کی طرف بڑھا دیا۔

"جناب آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے یہاں قدم رکھے ہیں۔ میں ہمیشہ اپنے اس اعزاز پر فخر کرتا رہوں گا"....... شیلانگ نے ایک بار پھر انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"آؤ منگل سنگھ"....... شاگل نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر شیلانگ بھی انہیں باہر تک چھوڑنے آیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ جیپ میں بیٹھے اس طرف کو بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں ان کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

"اب اس پوری سڑک کو چیک کرنا پڑے گا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ عمران اس گاؤں میں ڈیرہ ڈالے گا۔ ہمیں اس گاؤں کو بھی چیک

کرنا ہوگا"....... شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ میں ٹرانسمیٹر کال کر کے اپنے آدمیوں کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ اس گاؤں میں ہم سے پہلے پہنچ کر وہاں چیکنگ کر لیں گے اور اگر یہ لوگ ابھی وہاں نہ پہنچے ہوں تو وہاں کی پکٹنگ کر لیں اور جیسے ہی یہ لوگ وہاں پہنچیں ان پر میزائلوں کی بارش کر دی جائے"....... منگل سنگھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں، یہ ٹھیک رہے گا۔ ویسے کرنل چوپڑہ کو بھی کال کر کے کہنا پڑے گا کہ وہ بھی واگرہ میں پوری طرح محتاط رہے"....... شاگل نے کہا اور منگل سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جیپ خاصی تیز رفتاری سے واگرہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی آدمی تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹوں پر عمران، صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ انہیں وشاکھی سے چلے ہوئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہو گیا تھا۔ سڑک پر اکا دکا جیپیں آتی جاتی دکھائی دے رہی تھیں اور سڑک کے دونوں اطراف میں کھلے لیکن بنجر میدان تھے۔

"عمران صاحب۔ اس شاگل نے لامحالہ ہمارے بارے میں معلومات حاصل کی ہوں گی اور اس کے پاس ہیلی کاپٹر ہے وہ کسی بھی وقت ہم پر حملہ آور ہو سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"چھوڑو صفدر۔ یہ باتیں مت کرو۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ کم از کم اب ہم اپنے مشن کی طرف تو بڑھ رہے ہیں"...... عمران کے جواب دینے سے پہلے تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں نے تو کوشش کی تھی کہ اس بار شاگل کا ہیلی کاپٹر اڑا دوں لیکن وہ پہلے ہی واپس جا چکا تھا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہاں سے یہ تو پتہ چلا تھا کہ ہیلی کاپٹر میں شاگل سوار نہیں ہوا"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں، اسی لئے میں نے وشاکھی سے فوراً نکلنے کو ترجیح دی ہے ورنہ شاگل وہاں شیلانگ کلب میں کسی بھی لمحے پہنچ سکتا تھا کیونکہ اس واگھو اور شیلانگ میں دشمنی چل رہی ہے۔ اس لئے لامحالہ اس کے آدمی وہاں بطور مخبر موجود ہوں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اگر شاگل کو ہماری اس جیپ کے بارے میں علم ہو گیا تو وہ ہمیں کسی صورت واگرہ نہیں پہنچنے دے گا"۔ اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جہاں تک میں شاگل کی فطرت کو سمجھتا ہوں۔ وہ راستے میں اپنے ہیلی کاپٹر سے ہم پر حملہ نہیں کرے گا بلکہ وہ ٹرانسمیٹر پر اپنی فورس کو کال کر کے ہمارے مقابلے پر لائے گا۔ اسے خطرہ ہو سکتا ہے کہ ہم جواب میں اس کا ہیلی کاپٹر بھی فضا میں ہی تباہ نہ کر دیں اور شاگل کو سب سے زیادہ عزیز اپنی زندگی ہے۔ اس لئے بے فکر رہو۔ واگرہ تک ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے اور ہم نے براہ راست واگرہ نہیں جانا بلکہ ہمارا ٹھکانہ واگرہ سے پہلے آنے والا گاؤں ساگ ہے۔ ڈرائیور بھنڈاری سے میری تفصیل سے بات ہو چکی ہے۔ یہ ڈیڑھ دو سو مکانوں کا چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس گاؤں کا سردار کرشن لال نامی

آدمی ہے جسے یہاں مکھیا کہا جاتا ہے۔ وہ بے حد لالچی آدمی ہے۔ اسے اگر رقم دی جائے تو وہ ہر طرح سے تعاون پر تیار ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ کیا تعاون کرے گا"...... صفدر نے کہا۔

"اس گاؤں سے لوگ محنت مزدوری کرنے واگرہ روزانہ آتے جاتے ہیں اور ان سب کے پاس ملٹری کے جاری کردہ خصوصی کارڈ موجود ہیں۔ ان کے روپ میں ہم آسانی سے واگرہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ شاگل کو بھی یہ بات سمجھ میں آجائے اور وہ اس گاؤں پر اپنی فورس لے کر چھاپہ مار دے"...... صفدر نے کہا۔

"وہ ایسے معاملات میں بے حد ہوشیار ہے اس لئے لازماً وہ ایسا ہی کرے گا اور ہو سکتا ہے کہ اس کے آدمی ہمارے پہنچنے سے پہلے واگرہ سے اس گاؤں میں پہنچ چکے ہوں لیکن ہم نے براہ راست اس گاؤں میں نہیں جانا بلکہ اس گاؤں سے پہلے ایک قدیم اور منہدم شدہ قلعہ آتا ہے۔ ہم وہاں رک جائیں گے۔ بھنڈاری وہاں سے پیدل جا کر اس مکھیا کو لے آئے گا اور بھنڈاری نے بتایا ہے کہ بظاہر یہ گاؤں محنت مزدوری کرنے والوں کا گاؤں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہاں ایسے خفیہ گودام موجود ہیں جہاں سمگلروں کا مال خفیہ طور پر رکھا جاتا ہے اور ان سب گوداموں کا انچارج مکھیا اور اس کا مخصوص گروپ ہے۔

یہ لوگ دولت کی خاطر سب کچھ کرنے پر تیار رہتے ہیں"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد بھنڈاری نے جیپ کو موڑا اور جیپ سڑک کو چھوڑ کر تیزی سے سامنے کچھ فاصلے پر موجود منہدم قلعے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران سمیت سب لوگ اب چوکنا ہو کر بیٹھ گئے۔ جیپ قلعے کے قریب جا کر رک گئی تو عمران اور اس کے ساتھی باہر آگئے۔ بھنڈاری نے جیپ آگے بڑھائی اور پھر وہ اسے گھما کر ایک ایسی جگہ پر لے گیا جہاں سے وہ اوپر سے نظر نہ آسکتی تھی۔

"یہ آدمی پیدل کیوں جائے گا۔ جیپ پر چلا جائے"...... جولیا نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

"میں نے اسے خود منع کیا ہے۔ جیپ کا وہاں جانا چھپ نہ سکے گا اور شاگل اپنی فورس سمیت وہاں پہنچ جائے گا"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں مکھیا کو لے آتا ہوں جناب"...... بھنڈاری نے اس جگہ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"ہاں، یہ لو گڈیاں۔ ایک تمہاری اور دوسری گڈی اس مکھیا کو دے دینا"...... عمران نے جیب سے دو گڈیاں نکال کر بھنڈاری کو دیتے ہوئے کہا۔

"بہت شکریہ۔ آپ بے فکر رہیں جناب۔ سب کام اوکے ہو جائے گا"...... بھنڈاری نے کہا۔

"سنو، ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تمہارے وہاں پہنچنے سے پہلے وہاں سرکاری لوگ پہنچ چکے ہوں۔ اس صورت میں تم نے ان کے سامنے نہیں جانا۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ جلدی کی وجہ سے الٹا ہم پھنس جائیں"...... عمران نے کہا۔

"میں سب سمجھتا ہوں جناب۔ میں ایسے کئی کھیلوں میں شریک رہ چکا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں"...... بھنڈاری نے کہا تو عمران نے اسے جانے کی اجازت دے دی اور بھنڈاری سڑک کی طرف بڑھ کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

"اوہ، اوہ ہیلی کاپٹر کی آواز۔ چھپ جاؤ"...... اچانک عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اس طرف کو بڑھ گئے جہاں بھنڈاری نے جیپ چھپائی تھی۔ وہاں ٹوٹی پھوٹی سی چھت موجود تھی۔ ہیلی کاپٹر کی آواز اب انہیں قلعے کے اوپر سے سنائی دے رہی تھی اور پھر ہیلی کاپٹر نے قلعے کے اوپر دو چکر لگائے اور اس کے بعد اس کی آواز آگے جاتی ہوئی معدوم ہو گئی۔

"بال بال بچے ہیں۔ یہ یقیناً شاگل کا ہیلی کاپٹر تھا"...... عمران نے کہا۔

"اس نے اس بھنڈاری کو نہ چیک کر لیا ہو"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں، بھنڈاری تیز آدمی ہے۔ وہ یقیناً اوٹ میں ہو گیا ہو گا"...... عمران نے کہا اور صفدر خاموش ہو گیا۔

"یہ تمہارے پاس اتنی بھاری رقم کہاں سے آ گئی"...... اچانک جولیا نے کہا۔

"یہ صفدر کا کارنامہ ہے۔ اس نے شیلانگ کلب میں وقت ضائع نہیں کیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اچھا تو اسی لئے صفدر غائب رہا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"مس جولیا، ہمیں رقم کی بے حد ضرورت تھی اور شیلانگ کلب کا ایک حصہ صرف مشینی جوئے کے لئے مخصوص ہے اس لئے مجھے وہاں جا کر کھیلنا پڑا"...... صفدر نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ہیلی کاپٹر واپس نہ مڑا تھا اور دو گھنٹے گزر جانے کے باوجود بھنڈاری کی واپسی نہ ہوئی تھی۔ ان سب نے وہاں کافی جگہ صاف کر کے بیٹھنے کے لئے جگہ بنا لی تھی۔ اس لئے وہ سب وہاں بیٹھے بھنڈاری کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ ہم میں سے کسی نہ کسی کو باہر ہونا چاہئے۔ ورنہ اچانک یہاں ریڈ بھی ہو سکتا ہے"...... اچانک صفدر نے کہا۔

"بھنڈاری پکڑا جائے تو ریڈ ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ بہرحال بات تو ٹھیک ہے ہمیں ہر لحاظ سے محتاط رہنا چاہئے۔ تم یہاں رہو۔ میں باہر جاتا ہوں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں عمران صاحب۔ آپ بیٹھیں، یہ کام میں اور تنویر بہتر انداز میں کر لیں گے۔ آؤ تنویر"...... صفدر نے کہا تو تنویر سر ہلاتا ہوا

اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں باہر چلے گئے۔

" عمران صاحب۔ واگرہ چھاؤنی میں داخل ہونے کے بارے میں آپ کے ذہن میں کیا پلان ہے"........ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" بڑا آسان پلان ہے۔ وہاں اس کرنل چوپڑہ کو کور کرنا پڑے گا۔ فوجی وہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان کے روپ میں اندر داخل ہوا جا سکتا ہے لیکن اصل مسئلہ اس واگرہ گاؤں میں ایڈجسٹ ہونے کا ہے۔ اس کے بعد چھاؤنی میں داخل ہونے کا مرحلہ آئے گا"........ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ صفدر تیزی سے واپس آیا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

" بھنڈاری ایک آدمی کے ساتھ آ رہا ہے"........ صفدر نے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جولیا اور کیپٹن شکیل بھی کھڑے ہو گئے۔ تنویر ابھی تک باہر ہی تھا۔ تھوڑی دیر بعد تنویر بھی اندر داخل ہوا تو اس کے ساتھ ایک آدمی تھا جو بظاہر تو بوڑھا لگتا تھا لیکن جسمانی لحاظ سے وہ خاصا طاقتور معلوم ہوتا تھا۔

" یہ ساگ گاؤں کا مکھیا کرشن لال ہے جناب"........ بھنڈاری نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو اس مکھیا نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"پہلے وہاں کے بارے میں بتاؤ۔ بہت دیر لگا دی تم نے"۔ عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جناب، مجھے وہاں ڈیڑھ گھنٹہ تو چھپنا پڑا۔ وہاں جیپوں پر لوگ

آئے ہوئے تھے اور وہ پورے گاؤں کی تلاشی لے رہے تھے۔ پھر ایک ہیلی کاپٹر بھی وہاں آ گیا اور پھر جب وہ واپس چلے گئے تو میں آگے بڑھا اور مکھیا سے ملا"........ بھنڈاری نے جواب دیا۔

" کون لوگ تھے وہ کرشن لال۔ تفصیل بتاؤ"۔ عمران نے مکھیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جناب۔ وہ واگرہ سے آئے تھے۔ ان کا تعلق کسی سرکاری ایجنسی سے تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ ایک جیپ میں پاکیشیائی دشمنوں کا ایک گروپ یہاں پہنچا ہے۔ اس گروپ میں ایک عورت اور چار مرد ہیں اور ہم نے انہیں چھپا رکھا ہے لیکن جناب، مجھے تو کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ انہوں نے پورے گاؤں کے ایک ایک گھر کی تلاشی لی۔ واگرہ کے فوجی انچارج کرنل چوپڑہ کے دو آدمی بھی ان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے سارے گاؤں کے مردوں کے کارڈ بھی چیک کئے۔ پھر ان کا بڑا افسر ہیلی کاپٹر پر آ گیا۔ اس کا نام شاگل تھا وہ غصہ ور آدمی تھا جناب۔ اس نے مجھے اور پورے گاؤں کو ایسی خوفناک دھمکیاں دیں کہ ہم سب بے حد ڈر گئے لیکن گاؤں میں کوئی ہوتا تو ہم بھی بتاتے یا انہیں ملتا۔ تمام تلاشی لے کر آخرکار وہ واپس چلے گئے۔ اس کے بعد بھنڈاری میرے پاس پہنچا اور اس نے آپ کے بارے میں بتایا تو جناب، میں نے پہلے تو صاف انکار کر دیا کیونکہ میں اپنے ملک کے دشمنوں کو پناہ نہیں دے سکتا۔ لیکن بھنڈاری نے بتایا کہ آپ کا تعلق کسی سرکاری ایجنسی سے ہے جو اس سرکاری ایجنسی کی مخالفت میں کام کر رہے ہیں

اور اس نے مجھے نوٹوں کی گڈی دی تو میں یہاں آنے کے لئے تیار ہو گیا جناب۔ ویسے اس بڑے صاحب نے مجھے اور گاؤں کے لوگوں کو جس طرح بے عزت کیا ہے اس سے ہم سب اس کے خلاف ہو چکے ہیں۔ آپ بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں۔ ویسے یہ بتا دوں کہ ہو سکتا کہ یہ لوگ رات کو دوبارہ آکر چیکنگ شروع کر دیں"...... مکھیا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ہم واگرہ گاؤں میں اس طرح پہنچنا چاہتے ہیں کہ وہاں ہمیں چیک نہ کیا جا سکے اور ہمیں وہاں پناہ بھی مل جائے کیونکہ دشمن وہاں کام کر رہے ہیں جبکہ یہ بڑے صاحب بھی ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں کہ ہم انہیں پکڑ نہ سکیں اور کریڈٹ وہ لے جائیں اور یہ سن لو کہ اگر تم نے دھوکہ دیا یا دینے کی کوشش کی تو پھر معاملات ہمارے بس سے باہر ہو جائیں گے اور تمہیں اور تمہارے گاؤں کو اس کا عبرتناک خمیازہ بھگتنا پڑے گا لیکن اگر تم تعاون کرو تو اس جیسی دس گڈیاں تمہیں نقد مل سکتی ہیں"...... عمران نے کہا تو مکھیا بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ج۔ ج۔ جناب، کیا آپ درست کہہ رہے ہیں"...... مکھیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں، اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ ہم جس طرح رقم دینے میں فیاض ہیں اسی طرح دھوکہ دینے والے کے لئے ہم سے بڑا جلاد بھی کوئی نہیں ہو سکتا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ بے فکر رہیں۔ آپ اتنی دولت دے رہے ہیں کہ اتنی شاید ہم ایک سال میں بھی نہ کما سکیں تو مجھے دھوکہ دینے کی کیا ضرورت ہے"...... مکھیا نے جواب دیا۔

"تم یہ بتاؤ کہ کیا کرو گے اور کس طرح کرو گے۔ تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"جناب، واگرہ میں مکمل طور پر فوج کا کنٹرول ہے اور فوجی کارڈ کے بغیر وہاں کوئی آدمی نہ داخل ہو سکتا ہے اور نہ رہ سکتا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ نے وہاں کتنے دن رہنا ہے"...... مکھیا نے کہا۔

"زیادہ سے زیادہ تین چار دن"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم آپ کو فوجی کارڈ مہیا کر دیتے ہیں اور ہمارے آدمی ایک ہفتے تک گاؤں میں رہیں گے۔ ان کارڈ کی وجہ سے وہاں آپ کو کوئی مشکل نہ ہو گی۔ جہاں تک رہائش کا تعلق ہے تو واگرہ میں ایک خفیہ اڈہ موجود ہے جہاں فوج کے ہاتھ بھی نہیں پہنچ سکتے۔ یہ استاد باگو کا اڈہ ہے۔ وہاں آپ کو رہائش، کھانا، اسلحہ، شراب بلکہ جو کچھ آپ چاہیں آپ کو مل سکتا ہے۔ لیکن اسے آپ کو علیحدہ رقم دینا پڑے گی"...... مکھیا نے کہا۔

"ان کارڈ پر کیا تصویریں بھی ہوتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ صرف نام، پتہ اور شناختی نشان ہوتا ہے"۔ مکھیا نے جواب دیا۔

"کیا عورتیں بھی وہاں جاتی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں، ہمارے گاؤں کی کئی عورتیں بھی وہاں کام کرتی ہیں"...... مکھیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس استاد باگو تک ہماری رسائی کیسے ہوگی"........ عمران نے کہا۔

"میرا ایک آدمی آپ کے ساتھ جائے گا۔ وہ میرا پیغام استاد باگو تک پہنچا دے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہ ہمارا خاص آدمی ہے"۔ مکھیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ اب ہمارے مطابق کارڈ فراہم کرو اور اپنے آدمی کو بھیج دو تاکہ ہم اس کے ساتھ یہاں سے آگے بڑھ سکیں۔ ہم یہاں سے جیپ پر جائیں گے اور پھر واگرہ سے پہلے جیپ چھوڑ دیں گے اور جیپ بھنڈاری واپس لے جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ وہ رقم........" مکھیا نے کہا تو عمران کے اشارے پر صفدر نے پانچ گڈیاں نکال کر مکھیا کے حوالے کر دی۔

"یہ آدھی رقم ہے اور آدھی اس وقت جب تم کارڈز لے کر آؤ گے"........ عمران نے کہا اور مکھیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

شاگل واگرہ کی ایک عمارت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے کرسی پر واگرہ کا فوجی انچارج کرنل چوپڑہ موجود تھا۔

"یہ لوگ واگرہ میں ہر قیمت پر داخل ہو چکے ہیں کرنل چوپڑہ۔ یہ بات طے سمجھیں"........ شاگل نے کہا۔

"جناب، ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ آپ یقین کریں کہ واگرہ میں اڑنے والی مکھی بھی ہماری نظروں سے بچ نہیں سکتی۔ آپ ایک پورے گروپ کی بات کر رہے ہیں"........ کرنل چوپڑہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

تم یہاں زیادہ سے زیادہ کارڈز چیک کر سکتے ہو اور کارڈز یہ لوگ کہیں سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ دنیا کے سب سے خطرناک ایجنٹ ہیں کرنل چوپڑہ"........ شاگل نے کہا۔

"جناب، یہاں جو لوگ آتے ہیں اور جاتے ہیں ان کے بارے میں

میرے آدمی کافی حد تک جانتے ہیں۔ اس لئے اگر ان کے پاس کارڈز بھی ہوئے تب بھی وہ پکڑے جائیں گے"....... کرنل چوپڑہ نے کہا۔

"یہاں کوئی ایسا اڈہ ہے جہاں یہ رہ سکیں۔ کوئی خفیہ اڈہ"۔ شاگل نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

نہیں جناب۔ ایسا کوئی اڈہ نہیں ہے۔ وہ یہاں کسی بھی مکان میں نہیں جا سکتے۔ کیونکہ یہاں ہر مکان کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ یہاں کتنے افراد رہتے ہیں"....... کرنل چوپڑہ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل چوپڑہ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا کیونکہ یہ عمارت کرنل چوپڑہ کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

"یس، کرنل چوپڑہ بول رہا ہوں"....... کرنل چوپڑہ نے کہا۔

"کیپٹن نریندر بول رہا ہوں جناب"....... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا۔ کوئی خاص بات"....... کرنل چوپڑہ نے کہا۔

"جناب، ایک اہم اطلاع ملی ہے کہ یہاں ایک خفیہ اڈہ بھی موجود ہے کسی استاد باگو کا۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر کے ہی وہاں ریڈ کیا جائے"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ خفیہ اڈہ اور یہاں۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔ کرنل چوپڑہ نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے خود ہی ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"جناب، ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ واگرہ کے شمال میں جہاں مزدوروں کی آبادی ہے وہاں ایک بڑا سا احاطہ ہے جہاں مزدور رات کو مل کر رہتے ہیں۔ وہاں سے کسی خفیہ اڈے کو راستہ جاتا ہے جو زیر زمین ہے اور وہاں نہ صرف ہر قسم کی عیاشی کا سامان مہیا کیا جاتا ہے بلکہ وہاں ایسے لوگوں کو پناہ بھی دی جاتی ہے جو مجرم ہوں۔ یہ اطلاع جس نے دی ہے وہ اس استاد باگو کا ساتھی تھا لیکن پھر کسی وجہ سے ان کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور اس آدمی نے ہمیں مخبری کر دی ہے"....... کیپٹن نریندر نے کہا۔

"اوہ، ویری بیڈ۔ اس پر تو ابھی اور اسی وقت ریڈ ہونا چاہئے۔ تم ریڈنگ پارٹی تیار کرو۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا"....... کرنل چوپڑہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اوہ، میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا اور میرے آدمی بھی"۔ شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ ضرور چلیں"....... کرنل چوپڑہ نے کہا تو شاگل نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

"یس، منگل سنگھ بول رہا ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے منگل سنگھ کی آواز سنائی دی۔

"شاگل بول رہا ہوں۔ واگرہ میں ایک خفیہ اڈے کا پتہ چلا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں چھپے ہوئے ہوں۔ اس لئے فوج کے ساتھ ساتھ ہم نے بھی وہاں ریڈ کرنا ہے۔ تم ساتھیوں

سمیت جیپ لے کر یہاں ملٹری ہیڈ کوارٹر آجاؤ"........ شاگل نے کہا۔

"یس سر"........ دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کیپٹن نریندر اور منگل سنگھ دونوں اکٹھے ہی اندر داخل ہوئے تو شاگل اور کرنل چوپڑہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی ان کی جیپیں تیزی سے دوڑتی ہوئیں اس آبادی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں جہاں کے بارے میں انہیں نشاندہی کی گئی تھی۔

آبادی میں فوج نے اس احاطے کو پہلے ہی گھیر رکھا تھا اور لوگ اس احاطے کے باہر سہمے ہوئے انداز میں کھڑے تھے۔

"کہاں ہے وہ استاد باگو"........ کرنل چوپڑہ نے جیپ سے اترتے ہوئے کہا۔

"اندر ہو گا جناب۔ ہم نے کوئی مداخلت ابھی نہیں کی۔ صرف محاصرہ کر رکھا ہے"........ کیپٹن نریندر نے کہا۔

"تم نے حماقت کی ہے کیپٹن۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ اگر اندر ہوئے تو وہ نکل گئے ہوں گے"........ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب وہ محاصرے سے کیسے نکل سکتے ہیں۔ وہ اندر ہیں تو اندر ہی ہوں گے"........ کیپٹن نریندر نے قدرے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر شاگل اور کرنل چوپڑہ اپنے آدمیوں سمیت اندر داخل ہوئے۔ استاد باگو بوڑھا آدمی تھا۔ اس نے دو تھپڑوں میں سب کچھ اگل دیا اور پھر شاگل اور اس کے آدمی بھی اس تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ وہاں

شراب اور اسلحے کا سٹاک موجود تھا لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"وہ پانچ افراد کہاں ہیں جو یہاں پہنچے تھے تمہارے پاس"۔ شاگل نے اچانک استاد باگو کو گریبان سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔

"پپ، پانچ افراد۔ کون سے افراد جناب۔ آپ کن افراد کی بات کر رہے ہیں جناب"........ استاد باگو نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک عورت اور چار مرد۔ جو یہاں تمہارے اڈے میں تھے۔ کہاں ہیں وہ، بولو"........ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہاں کسی عورت کا کیا کام۔ آپ پورا اڈہ اچھی طرح چیک کر لیں۔ یہاں کوئی نہیں آیا۔ یہاں تو صرف فوج کے لئے شراب کا سٹاک رکھا جاتا ہے جناب اور کچھ نہیں"........ باگو نے جواب دیا تو شاگل نے ہاتھ ہٹا لیا۔

"منگل سنگھ اس اڈے کی ایک ایک اینٹ چیک کرو۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ اگر وہ لوگ آئے ہوں گے تو لازماً یہاں کہیں چھپے ہوئے ہوں گے اور اگر یہاں سے باہر نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ ہے تو پھر کیپٹن نریندر کی حماقت کی وجہ سے وہ نکل گئے ہوں گے لیکن اگر کنفرم ہو جائے تو میں پورے گاؤں کو چیک کروں گا"........ شاگل نے تیز تیز لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یس سر"........ منگل سنگھ نے کہا اور پھر وہ اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر آگے بڑھ گیا جبکہ شاگل اور کرنل چوپڑہ باہر احاطے میں آ گئے۔

تھوڑی دیر بعد منگل سنگھ واپس آگیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے۔

"جناب ۔یہاں کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے اور نہ ہی اندر کوئی آدمی موجود ہے"........ منگل سنگھ نے کہا۔

"ہونہہ، ٹھیک ہے ۔ہو سکتا ہے کہ وہ بعد میں یہاں پہنچیں اس لئے کیپٹن نریندر۔ تم نے یہاں اپنے خاص آدمی چھوڑنے ہیں اور جیسے ہی ان کے بارے میں اطلاع ملے تم نے مجھے اطلاع دینی ہے میری ذاتی فریکوئنسی پر"........ شاگل نے کیپٹن نریندر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"........ کیپٹن نریندر نے جواب دیا۔

"چلو منگل سنگھ ۔اب ہم اپنی رہائش گاہ پر جائیں گے۔ اب باقی کام فوج کرلے گی"........ شاگل نے کہا اور کرنل چوپڑہ سے اجازت لے کر وہ جیپ میں سوار ہو گیا اور اس کی پیروی اس کے ساتھیوں نے کی اور پھر جیپیں ایک رہائشی کوٹھی کی طرف بڑھتی چلی گئیں جو انہیں رہائش کے لئے فوج کی طرف سے دی گئی تھی لیکن شاگل کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کہاں اور کیسے ٹریس کرے ۔یہ بات تو بہرحال طے تھی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بہرحال کسی نہ کسی انداز میں یہاں آنا ضرور ہے کیونکہ یہاں آئے بغیر وہ کسی صورت بھی چھاؤنی میں داخل نہ ہو سکتے تھے اور ظاہر ہے وہ یہاں جیپ کے ذریعے ہی پہنچ

سکتے تھے۔ ہیلی کاپٹر پر تو نہیں آسکتے تھے لیکن یہاں آکر اس نے فوج کی چیکنگ کا جو نظام دیکھا تھا اس سے بہرحال یہ بات طے تھی کہ وہ لوگ یہاں کسی صورت بھی داخل نہیں ہو سکتے اور اگر کسی بھی طرح داخل ہو جائیں تو لازماً چیک بھی ہو جائیں گے لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی پریشانی بہرحال بڑھتی جا رہی تھی۔ اس لئے وہ آرام کرنے کے لئے بیڈروم میں جانے کی بجائے ملحقہ کمرے میں آکر کرسی پر بیٹھ گیا کہ کچھ دیر بعد ہی میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اس وقت یہاں فون"........ شاگل نے کہا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس، شاگل بول رہا ہوں"........ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل چوپڑہ بول رہا ہوں ۔اس گروپ کو ٹریس کر کے گرفتار کر لیا گیا ہے اور وہ اس وقت میرے ہیڈ کوارٹر میں ہے۔ آپ آ جائیں"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا، کیا کہہ رہے ہو۔ کیا وہ زندہ ہیں"........ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں، وہ گرفتار ہو گئے ہیں اور ظاہر ہے ہم انہیں ہلاک تو نہیں کر سکتے۔ انہیں قانون کے حوالے کیا جائے گا"...... کرنل چوپڑہ نے کہا۔

"کہاں ٹریس ہوئے ہیں اور کیسے"........ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" وہ واگرہ کے مشرق میں ایک دیوار کی اوٹ میں چھپے ہوئے تھے کہ اچانک چند کتے وہاں پہنچ گئے اور ان کتوں کی وجہ سے انہیں باہر آنا پڑا جس پر فوج نے انہیں گھیر لیا۔ ان کے پاس کارڈز بھی نہیں تھے اور وہ ایک عورت اور چار مرد تھے اس لئے انہیں گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لایا گیا ہے اور میں آپ کو اطلاع دے رہا ہوں"...... کرنل چوپڑہ نے کہا۔

" اوہ، وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں کرنل چوپڑہ۔ تم انہیں فوری طور پر بے ہوش کر دو۔ ورنہ وہ کسی بھی لمحے سچوئیشن بدل سکتے ہیں"...... شاگل نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں۔ وہ ہل بھی نہیں سکتے۔ میں نے انہیں اس انداز میں جکڑ رکھا ہے کہ وہ سانس بھی نہیں لے سکتے۔ آپ آ جائیں"...... کرنل چوپڑہ نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں"...... شاگل نے کہا اور اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

" تھوڑی دیر بعد وہ خود ہی جیپ چلاتا ہوا ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس نے جیپ احاطے میں جا کر روکی اور نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کرنل چوپڑہ کے آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ آفس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر لائٹ جل رہی تھی۔ شاگل اندر داخل ہوا ہی تھا کہ یکلخت اس کے منہ سے چیخ نکلی۔ اس کے سر پر اچانک خوفناک دھماکہ ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں اس

طرح تاریکی پھیلتی چلی گئی جیسے کسی نے اچانک پردہ ڈال دیا ہو۔ اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے لیکن آخری لمحات میں اس کے ذہن میں بہرحال یہ بات ابھری تھی کہ اس کے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت واگرہ میں داخل ہو گیا۔ ان کے کارڈ ایک جگہ چیک کئے گئے لیکن یہ چیکنگ صرف کارڈز تک ہی محدود رہی کیونکہ چیک پوسٹ پر اور بھی کئی مرد اور عورتیں موجود تھیں۔ مکھیا نے ان کے ساتھ جو آدمی بھیجا تھا اس کا نام روبن تھا اور عمران باوجود اس روبن کے کہنے کے استاد باگو کے اڈے میں نہ گیا تھا بلکہ اس نے روبن کو کہہ دیا تھا کہ وہ استاد باگو کو باہر لے آئے اور جب تک اس سے تفصیلی بات نہ ہو گی وہ اندر نہیں جائیں گے اور پھر روبن نے واپس آکر جو کچھ کہا اس پر عمران کے ساتھی عمران کی پیش بندی پر حیران رہ گئے۔ روبن نے بتایا تھا کہ استاد باگو کے اڈے کو فوج نے گھیر رکھا ہے اور بڑے افسران آئے ہوئے ہیں۔

"اوہ، اوہ یہ بتاؤ کہ کرنل چوپڑہ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ تو یہاں سے کچھ دور ہے"........ روبن نے جواب دیا۔

"تم ہمیں وہیں لے چلو"........ عمران نے کہا۔

"آپ وہاں کیا کریں گے۔ وہاں تو فوج کا پہرہ ہوتا ہے"۔ روبن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم وہاں چلو تو سہی۔ تم اندر نہ جانا"........ عمران نے کہا اور روبن سر ہلاتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

"ہم نے اس ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کرنا ہے اور پھر فوری طور پر آگے بڑھنا ہے ورنہ اور کوئی صورت نہیں ہے۔ اس لئے سب تیار رہیں"........ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے پہنچ گئے۔ یہاں ایک احاطہ تھا جس کے اندر چھوٹی سی عمارت تھی۔ عمارت پر فوج کا مخصوص جھنڈا لہرا رہا تھا لیکن وہاں کوئی پہرے دار نظر نہ آ رہا تھا۔

"تم اب کہاں جاؤ گے"........ عمران نے روبن سے کہا۔

"میں تو ابھی واپس جاؤں۔ میں یہاں نہیں رک سکتا"۔ روبن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو"........ عمران نے کہا تو روبن انہیں سلام کر کے واپس مڑا اور تھوڑی دیر بعد وہ ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

"آؤ اسلحہ لے لو لیکن کوشش یہی ہونی چاہئے کہ فائرنگ نہ ہو"

عمران نے کہا اور وہ سب احاطے میں داخل ہو گئے اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد انہوں نے اس عمارت پر قبضہ کر لیا۔ وہاں صرف چار آدمی تھے جنہیں آسانی سے کور کر لیا گیا۔ ان میں سے ایک نے بتایا کہ یہاں صرف کرنل چوپڑہ کی رہائش اور آفس ہے۔ جبکہ باقی فوج علیحدہ علاقے میں رہتی ہے اور ان کا عملی انچارج کیپٹن نریندر ہے اور اس وقت کرنل چوپڑہ، کیپٹن نریندر اور سیکرٹ سروس کے چیف اور آدمیوں کے ساتھ کسی خفیہ اڈے پر ریڈ کے لئے گیا ہوا ہے تو عمران سمجھ گیا کہ یہ سب استاد باگو کے اڈے پر گئے ہوں گے اور یہ بات سن کر عمران کے ذہن میں آیا تھا کہ وہ اب شاگل کو پہلے کور کرے گا پھر آگے کوئی کام ہو سکے گا چنانچہ ان چاروں آدمیوں کو ہلاک کر دیا گیا اور عمران اور اس کے ساتھی اس کرنل چوپڑہ کے انتظار میں وہیں اندر ہو کر چھپ گئے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ایک جیپ احاطے میں داخل ہوئی۔

"اب تم جاؤ۔ صبح آجانا"...... جیپ سے اترنے والے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کے آدمی نے مڑ کر جیپ ڈرائیور سے کہا اور جیپ ڈرائیور نے جیپ بیک کی اور واپس چلا گیا جبکہ وہ آدمی فوجی انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھا اور پھر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا۔ صفدر اور تنویر نے اسے چھاپ لیا۔ پھر عمران نے اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کر کے مطلب کے تمام حالات معلوم کر لئے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے کرنل چوپڑہ سے شاگل اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بھی

معلومات حاصل کر لیں اور اس عمارت کا فون نمبر بھی معلوم کر لیا جہاں شاگل رہائش پذیر تھا۔ کرنل چوپڑہ کو بے ہوش کر دیا گیا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور شاگل کے نمبر پریس کئے۔ دوسری طرف سے جب شاگل نے فون اٹنڈ کیا تو اس نے کرنل چوپڑہ کی آواز اور لہجے میں اسے اپنے گروپ کی گرفتاری کے بارے میں بتایا۔ شاگل کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ان کے زندہ ہونے کی وجہ سے وہاں آنے سے کترا رہا ہے۔ لیکن عمران نے آخرکار اسے آمادہ کر لیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک جیپ احاطے میں پہنچ کر رک گئی اور شاگل جیپ سے اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتا جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا۔ عمران نے اس کی کنپٹی پر مڑی ہوئی انگلی کا ہک پوری قوت سے مارا اور شاگل ایک ہی ضرب کھا کر بے ہوش ہو گیا۔ عمران کے کہنے پر اس کے ساتھیوں نے اسے بھی کرنل چوپڑہ کے ساتھ ایک کرسی پر رسیوں سے باندھ دیا۔

"اب تم نے اس عمارت پر ریڈ کرنا ہے جہاں شاگل کے آدمی موجود ہیں۔ وہاں پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دینا اور پھر اندر جا کر ان سب کو ہلاک کر دینا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اس سے کیا ہو گا۔ صبح ہوتے ہی جیسے ہی ان کی لاشیں ملیں گی یہاں ہنگامہ برپا ہو جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"عمران ٹھیک کہہ رہا ہے صفدر۔ ہمیں اصل خطرہ شاگل اور اس کے آدمیوں سے ہے۔ یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں جبکہ عام فوجی

اس انداز میں کام نہیں کر سکتے"...... جولیا نے کہا۔

" لیکن پھر اس شاگل کا بھی تو خاتمہ کرنا ہوگا"...... صفدر نے کہا۔

" وہ بھی کر لیں گے۔ تم پہلے یہ کام تو کرو"...... عمران نے کہا اور پھر جولیا کے علاوہ تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل عمارت سے باہر چلے گئے۔

" تم ان کا خیال رکھو ساتھیوں کے واپس آنے تک۔ میں باہر رہوں گا"...... عمران نے جولیا سے کہا۔

" لیکن اگر اس دوران کوئی فون آگیا تو پھر"...... جولیا نے کہا۔

" فون کی گھنٹی میں سن لوں گا پھر فون اٹنڈ کر لوں گا۔ بے فکر رہو۔ میں نہیں چاہتا کہ اچانک کوئی ہمارے سروں پر پہنچ جائے"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران میدانی احاطے میں آکر ایک جیپ کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا۔ پھر تقریباً پون گھنٹے بعد اسے اپنے ساتھی احاطے میں داخل ہوتے دکھائی دیئے۔

" کیا ہوا"...... عمران نے جیپ کی اوٹ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

" کام مکمل ہو گیا۔ سات آدمی وہاں موجود تھے۔ ان کی گردنیں توڑ کر انہیں نیچے تہہ خانے میں ڈال دیا گیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اب تم یہاں ڈیوٹی دو۔ میں اس کرنل چوپڑہ اور شاگل سے مذاکرات کر لوں"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے

میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ کر اندر داخل ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ اس کمرے میں داخل ہوا جہاں کرنل چوپڑہ اور شاگل دونوں کرسیوں پر رسیوں سے بندھے ہوئے موجود تھے۔

" انہیں ابھی تک ہوش نہیں آیا۔ حیرت ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہوش آیا تھا۔ میں نے دوبارہ ضرب لگا کر بے ہوش کر دیا"۔ جولیا نے کہا۔

" تمہیں ضرب لگانے کی کیا ضرورت تھی۔ صرف بے ہوش ہو جانے کا حکم دینا ہی کافی تھا"...... عمران نے کہا۔

" تم نے تو آج تک میرا حکم مانا نہیں۔ یہ کیسے مان لیتے"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں تو ہمیشہ حکم کی تعمیل کے لئے ہی کوشاں رہا ہوں لیکن یہ صفدر اصل میں ڈنڈی مار جاتا ہے"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے کرنل چوپڑہ کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ جولیا بھی ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔

" شاگل کے ساتھیوں کا کیا ہوا"...... جولیا نے پوچھا۔

" تنویر کے سامنے کون اپنے انجام سے بچ سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم اپنا خیال رکھا کرو۔ کسی وقت واقعی تنویر کے ہاتھوں نقصان اٹھا سکتے ہو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید خوشگوار موڈ میں تھی۔

"اس سے بڑا نقصان اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے اب تک دو بولوں سے ہی محروم چلا آرہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تم خود...... بہر حال چھوڑو اور کوئی بات کرو"...... جولیا بات کرتے کرتے رخ بدل گئی تھی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ کرنل چوپڑہ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی۔ ظاہر ہے رسیوں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا۔

"یہ، یہ سب کیا ہے۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم۔ یہ مجھے کس لئے باندھا ہے۔ اوہ، اوہ چیف شاگل بے ہوش۔ یہ سب کیا ہے"۔ کرنل چوپڑہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں ادھر ادھر اور سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کرنل چوپڑہ، ہم وہی ہیں جن کی تلاش کے لئے تم نے استاد باگو کے اڈے کو گھیر رکھا تھا۔ میرا نام علی عمران ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل چوپڑہ اس انداز میں جھٹکے کھانے لگا جیسے اس کے جسم میں لاکھوں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ اچانک گزرنے لگ گیا ہو۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی جا رہی تھی۔

"اوہ، اوہ۔ تم تم یہاں ہیڈ کوارٹر میں۔ کیا، کیا مطلب۔ تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ یہ سب کیا ہوا ہے"...... کرنل چوپڑہ کی حالت حقیقتاً خراب ہو گئی تھی۔

"تم ابھی ہمارے بارے میں کچھ نہیں جانتے لیکن یہ چیف شاگل سب کچھ جانتا ہے اور میں نے اس لئے اسے ہوش نہیں دلایا کہ اس نے چیخنا چلانا شروع کر دینا ہے۔ یہ جذباتی آدمی ہے جبکہ تم مجھے سنجیدہ اور سمجھدار دکھائی دے رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو"...... اس بار کرنل چوپڑہ نے قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم نے واگرہ چھاؤنی کے اندر موجود لیبارٹری سے پاکیشیا کا وہ پرزہ واپس حاصل کرنا ہے جو کافرستانی ایجنٹوں نے پاکیشیائی ایٹمی آبدوز سے حاصل کیا ہے اور جو یہاں موجود ہے"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"لیکن اس سلسلے میں میرا کیا رول ہے۔ میرا تو چھاؤنی سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ میں تو یہاں واگرہ گاؤں کا انچارج ہوں۔ میرا تو چھاؤنی میں داخلہ تک نہیں ہے"...... کرنل چوپڑہ نے کہا۔

"تم ہمیں تفصیلات تو بتا سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"سوری، یہ ملک سے غداری ہے اور میں بطور فوجی ملک سے غداری کسی صورت نہیں کر سکتا۔ چاہے تم مجھے ہلاک ہی کیوں نہ کر دو"...... کرنل چوپڑہ نے کہا۔

"میں نے تم سے ایسی کوئی بات نہیں پوچھی جس سے تم پر غداری کا الزام لگ سکے"...... عمران نے بجائے غصے کے انتہائی نرم لہجے میں کہا تو کرنل چوپڑہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تم، تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... کرنل چوپڑہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چھاؤنی کا انچارج کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جنرل گھوشی"...... کرنل چوپڑہ نے جواب دیا۔

"لیبارٹری کا عملی چارج کس کے ہاتھ میں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"کرنل سہوترا لیبارٹری کے معاملات کا انچارج ہے۔ اس کا سیکشن اور آفس علیحدہ ہے"...... کرنل چوپڑہ نے جواب دیا۔

"اس کرنل سہوترا کا فون نمبر کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم اور نہ میرا اس سے کوئی تعلق ہے"...... کرنل چوپڑہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل چوپڑہ، فون نمبر بتانا تو غداری کے زمرے میں نہیں آتا۔ یہ تو یہاں کی ایکس چینج کو فون کر کے بھی معلوم کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو کرنل چوپڑہ بے اختیار چونک پڑا اور پھر اس نے فون نمبر بتا دیا۔

"کرنل سہوترا کا قدوقامت اور حلیہ کیا ہے"...... عمران نے

پوچھا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے نہیں معلوم"...... کرنل چوپڑہ ایک بار پھر ضد پر اتر آیا تھا۔

"اوکے، تمہاری مرضی۔ میں نے تو کوشش کی تھی کہ تم ہلاکت سے بچ جاؤ اور تمہارا ضمیر بھی داغدار نہ ہو لیکن اگر تم خواہ مخواہ کی ضد کر کے مرنا ہی چاہتے ہو تو پھر ایسا ہی سہی"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر انتہائی سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں"...... کرنل چوپڑہ نے اچانک کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔

"کرنل سہوترا تمہارا کیا لگتا ہے رشتے میں"...... عمران نے کہا تو کرنل چوپڑہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا، کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو تم"...... کرنل چوپڑہ نے کہا۔

"تم نے جو حلیہ بتایا ہے وہ تمہارے بنیادی خدوخال سے ملتا ہے۔ اس لئے یا تو یہ کرنل سہوترا تمہارا حقیقی بھائی ہے یا پھر فرسٹ کزن ہے"...... عمران نے کہا تو کرنل چوپڑہ کی آنکھیں ایک بار پھر پھیلتی چلی گئیں۔

"تم، تم کیا ہو۔ تم کیسے یہ سب کچھ جان لیتے ہو"...... کرنل

چوپڑہ نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں ہلاکت سے بچانا چاہتا ہوں کرنل چوپڑہ"۔ عمران نے کہا۔

"کرنل سہوترا میرا فرسٹ کزن ہے اور میری بہن کا شوہر ہے"...... کرنل چوپڑہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہاری بہن بھی چھاؤنی میں رہتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں، وہ دارالحکومت میں رہتی ہے۔یہاں فیملیز نہیں رہتیں"۔ کرنل چوپڑہ نے جواب دیا۔

"جولیا، اسے ہاف آف کر دو"...... عمران نے کہا تو جولیا تیزی سے اٹھی اور کرنل چوپڑہ کی طرف بڑھ گئی۔

"کیا، کیا مطلب۔ کیا......" کرنل چوپڑہ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تھا کہ دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ جولیا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا دستہ اس کی کنپٹی پر جڑ دیا تھا اور پھر دوسری ضرب کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی تو جولیا واپس مڑ آئی۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ کیا اس کرنل سہوترا سے بات کرو گے کرنل چوپڑہ کی آواز میں"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں، لیکن نتیجہ کیا نکلتا ہے اس کا ابھی اندازہ نہیں ہے۔ بہرحال امکانی کوشش تو کی جا سکتی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل چوپڑہ بول رہا ہوں۔ کرنل سہوترا سے بات کراؤ"۔ عمران نے کرنل چوپڑہ کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"اوہ، صاحب تو بیڈ روم میں چلے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بات کراؤ میری۔ سمجھے"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو چوپڑہ، کیا بات ہے۔ سہوترا بول رہا ہوں۔ اس وقت کیسے فون کیا ہے"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے میں حیرت تھی۔

"کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو جانتے ہو تم"۔ عمران نے بھی اس بار بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں اچھی طرح۔ کیوں کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات"۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ان سے خود بات کر لو۔ میں تو کچھ کہہ بھی نہیں سکتا"۔ عمران نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس"۔ عمران نے شاگل کے انداز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کرنل سہوترا بول رہا ہوں سر۔ کیا بات ہے جناب"۔ دوسری

طرف سے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" آپ کو معلوم ہے کہ ہم صدر مملکت کے خصوصی حکم پر یہاں پاکیشیائی ایجنٹوں کے خاتمے کے لئے آئے ہوئے ہیں"....... عمران نے کہا۔

" یس سر۔ مجھے معلوم ہے سر۔ جنرل گھوشی صاحب کو اس کی باقاعدہ اطلاع دی گئی تھی لیکن مسئلہ کیا ہے جناب"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" پاکیشیائی ایجنٹ چھاؤنی میں داخل ہو چکے ہیں۔ ہمارے پاس حتمی اطلاع ہے اور میں اس سلسلے میں چھاؤنی آنا چاہتا ہوں تاکہ ان کو وہاں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر سکوں لیکن کرنل چوپڑہ بضد ہیں کہ وہ لوگ یہاں بھی نہیں پہنچے اور چھاؤنی میں بھی نہیں گئے۔ میں چاہوں تو انہیں اپنے حکم سے ہی معطل کر سکتا ہوں لیکن ان حالات میں ایسا کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے بات کی جائے"....... عمران نے شاگل کی آواز اور لہجے میں کہا۔

" جناب یہ بات تو طے ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں داخل ہو ہی نہیں سکتے۔ یہاں ایک ایک قدم پر چیکنگ ہو رہی ہے اور تمام کمپیوٹر چیکنگ ہے اس لئے آپ کو اطلاع جس نے بھی دی ہے غلط دی ہے"....... دوسری طرف سے کرنل سہوترا نے کہا۔

" آپ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو نہیں جانتے۔ ان کے سامنے آپ کا کمپیوٹر کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ انہوں نے ایسی بے شمار لیبارٹریاں

تباہ کی ہوئی ہیں جن میں دنیا کے ٹاپ اور جدید ترین سپر کمپیوٹر کام کرتے تھے البتہ آپ کو یقین دلانے کے لئے یہ ہو سکتا ہے کہ آپ یہاں واگرہ میں کرنل چوپڑہ کے ملٹری ہیڈ کوارٹر میں آجائیں۔ یہاں اس کے ثبوت موجود ہیں جو آپ کو دکھائے جا سکتے ہیں اور میرا مطلب صرف اتنا ہے کہ آپ کو وہاں الرٹ کیا جا سکے۔ ہم نے تو بہرحال یہیں رہنا ہے لیکن جس طرح آپ اب کہہ رہے ہیں کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے میں آپ کو یہ ثبوت دکھانا چاہتا ہوں تاکہ آپ اس طرح مطمئن نہ رہیں اور الرٹ رہیں"....... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے میں ہیلی کاپٹر پر آجاتا ہوں۔ آپ کرنل چوپڑہ سے میری بات کرائیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" یس، چوپڑہ بول رہا ہوں"....... عمران نے فوراً ہی آواز اور لہجہ بدل کر کرنل چوپڑہ کی آواز اور لہجے میں کہا۔

" چوپڑہ تم نے ثبوت دیکھے ہیں۔ کیا ثبوت ہیں"....... کرنل سہوترا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" چیف شاگل نے ایک آدمی پکڑا ہے۔ اس کے پاس چھاؤنی کا مخصوص کمپیوٹر کارڈ بھی ہے۔ اس سے ایک ٹرانسمیٹر بھی برآمد ہوا ہے جس میں کال ٹیپ ہو جاتی ہے۔ اس ٹیپ سے معلوم ہوا ہے کہ اس کی پاکیشیائی ایجنٹوں کے ساتھ کوڈ میں گفتگو ہوئی ہے اور اس کوڈ کے مطابق وہ چھاؤنی میں داخل ہونے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ چیف شاگل صاحب نے اس ٹرانسمیٹر کے ذریعے چھاؤنی میں ان کے چھپنے کی

مخصوص جگہ بھی چیک کر لی ہے لیکن ظاہر ہے وہ تو کبھی اس چھاؤنی میں آئے ہی نہیں اس لئے وہ اس سلسلے کو تفصیل سے تمہارے ساتھ ڈسکس کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جب مجھے دھمکی دی کہ وہ صدر مملکت سے بات کرتے ہیں تو میں نے تمہارے ساتھ بات کی ہے"...... عمران نے کرنل چوہڑہ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آرہا ہوں۔ یہ واقعی انتہائی اہم باتیں ہیں۔ ہمیں بہرحال ہر طرف سے چوکنا اور محتاط رہنا چاہئے"...... سہوترا نے کہا۔

"بس تھوڑی دیر کے لئے آجاؤ تاکہ چیف شاگل صاحب مطمئن ہو جائیں"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ میں آدھے گھنٹے کے اندر پہنچ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اب باہر جا کر اپنے ساتھیوں کو ساری بات بتا دو تاکہ وہ اس کو کور کر سکیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اکیلا نہ آئے"...... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ویسے تم واقعی جادوگر ہے۔ آج مجھے بھی یقین آگیا ہے"۔ جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کاش ایسا ہوتا تو سوئٹزرلینڈ کی پری کو قید کر چکا ہوتا"۔ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور جولیا کا چہرہ یکلخت گلنار ہو گیا اور وہ زیرلب مسکراتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد عمران کو باہر سے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دینے لگی

تو وہ اٹھ کر دروازے کی اوٹ میں ساکت کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر اترنے کے ساتھ ساتھ ایک ہلکی سی چیخ اس کے کانوں میں پڑی اور تھوڑی دیر بعد صفدر کاندھے پر ایک آدمی کو اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس آدمی نے باقاعدہ فوجی یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔

"اسے کرسی پر ڈال دو۔ اکیلا تھا یا کوئی اور بھی ساتھ تھا"۔ عمران نے کہا۔

"ایک ہیلی کاپٹر پائلٹ ہی تھا اسے بھی کور کر لیا گیا ہے"۔ صفدر نے کاندھے پر لدے ہوئے اس کرنل سہوترا کو کرسی پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"اسے آف کر دو"...... عمران نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ اسی لمحے جولیا اندر داخل ہوئی تو عمران نے جولیا کی مدد سے کرنل سہوترا کو رسیوں کے ساتھ کرسی سے باندھ دیا اور پھر اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونا شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ......" کرنل سہوترا نے ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھا تو اس کی حالت پہلے سے مزید خراب ہو گئی۔

"تم نے کرنل چوپڑہ کو تو پہچان لیا ہو گا کرنل سہوترا۔ البتہ یہ بتا دوں کہ اس کے ساتھ والی کرسی پر کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہے اور میرا نام علی عمران ہے اور میں پاکیشیائی ہوں"۔ عمران نے کہا تو کرنل سہوترا کی حالت دیکھنے والی ہو گئی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اپنا آپ پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"کیا، کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے۔ تم نے یہاں کیسے قبضہ کر لیا ہے۔ یہ سب کیا ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو میری بات ہوئی ہے"۔ کرنل سہوترا نے کہا۔

"وہ سب گفتگو میں نے تم سے کی تھی اور میں یہ سب کچھ اس لئے تمہیں بتا رہا ہوں تاکہ تم پوری طرح ہوش و حواس میں آ جاؤ" عمران نے کہا۔

"ویری بیڈ۔ مجھے تصور بھی نہ تھا۔ ویری بیڈ"...... کرنل سہوترا نے کہا۔

"اب تم مجھے بتاؤ گے کہ لیبارٹری کے اندر داخل ہونے اور لیبارٹری کو کھلوانے کی کیا تفصیلات ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں، ہرگز نہیں۔ تم مجھ سے کچھ نہیں معلوم کر سکتے۔ کبھی نہیں"...... کرنل سہوترا نے کہا تو عمران کرسی سے اٹھا اس نے کرسی اٹھا کر اس کے عین سامنے رکھی اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔

"ابھی تم سب کچھ بتاؤ گے۔ سب کچھ"...... عمران نے کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے گھوما تو کمرہ کرنل سہوترا کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ پھر ابھی چیخ کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور اس بار کرنل سہوترا کے حلق سے پہلے سے زیادہ بلند چیخ نکلی۔ اس کے دونوں نتھنے آدھے سے زیادہ کٹ چکے تھے اور وہ تکلیف کی شدت سے اپنا سر دائیں بائیں مار رہا تھا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا۔

"اب تم سب کچھ خود بتاؤ گے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خنجر ایک سائیڈ پر رکھا اور ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑ کر اس نے دوسرے ہاتھ کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی موٹی سی رگ پر مارا اور کرنل سہوترا کا جسم اس طرح کانپنے لگا جیسے اسے جاڑے کا بخار چڑھ گیا ہو۔ اس کی آنکھیں ابل کر آدھی سے زیادہ باہر آ گئی تھیں اور چہرہ انتہائی حد تک مسخ ہو گیا تھا۔ عمران نے دوسری ضرب لگا دی۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"کک، کک۔ کرنل سہوترا۔ کرنل سہوترا۔ کرنل سہوترا" کرنل سہوترا کے منہ سے اس طرح مسلسل آواز نکلنے لگی جیسے کوئی ٹیپ ریکارڈ آن ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ مسلسل اپنا نام بتا رہا تھا اور پھر عمران نے اس سے سوالات کرنے شروع کر دیئے کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ کرنل سہوترا کا شعور خاموش ہو چکا ہے اور اب وہ لاشعوری طور پر سب کچھ بتائے چلا جا رہا ہے۔ عمران مسلسل

سوالات کئے چلا جا رہا تھا پھر اچانک کرنل سہوترا جواب دیتے دیتے خاموش ہو گیا۔ اس کی گردن ڈھلک گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس کے سر سے ہاتھ ہٹایا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جھک کر خنجر اٹھایا اور اس کو کرنل سہوترا کی یونیفارم سے صاف کیا اور پھر جیب میں ڈال لیا۔

" میرا خیال تھا کہ تم یونیفارم کو خراب نہیں کرو گے تاکہ اس یونیفارم میں وہاں ہم میں سے کوئی پہنچ سکے "........ جولیا نے کہا۔

" نہیں۔ ایک تو ہمارے پاس میک اپ کا جدید سامان نہیں ہے اور دوسری بات یہ کہ وہاں سب کمپیوٹر چیکنگ ہے۔ اس لئے یہ آئیڈیا وہاں کام نہیں دے سکتا "........ عمران نے کرسی اٹھا کر پیچھے جولیا کی کرسی کے ساتھ رکھتے ہوئے کہا۔

" تو پھر "........ جولیا نے کہا۔

" اب وہاں کے بارے میں تمام تفصیلات کا علم ہو گیا ہے۔ یہ ملٹری انٹیلی جنس کا ہیڈ کوارٹر ہے یہاں اسلحہ بھی وافر مقدار میں موجود ہے۔ اس لئے اب ایک ہی صورت ہے کہ وہاں تنویر ایکشن ہو اور کوئی صورت نہیں "........ عمران نے کہا۔

" اس شاگل کا کیا کرو گے۔ اس کے سارے ساتھی تو ہلاک ہو چکے ہیں "........ جولیا نے کہا۔

" ویسے مجھے حیرت ہے کہ اتنا طویل عرصہ گزر گیا ہے لیکن اسے

دوبارہ ہوش نہیں آیا۔ اتنا کمزور تو نہیں ہے یہ "........ عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

" اسے میں نے بے ہوش کیا ہے اس لئے یہ از خود ہوش میں آ ہی نہیں سکتا "........ جولیا نے کہا۔

" ارے، کیوں۔ کیا کیا ہے تم نے " .... عمران نے چونک کر کہا۔

" میں نے اس کی ناک ایک ہاتھ سے بند کر کے سر پر چوٹ لگائی تھی "........ جولیا نے جواب دیا۔

" اوہ اچھا، پھر تو واقعی یہ خود بخود ہوش میں نہیں آ سکتا۔ تم صفدر اور کیپٹن شکیل کو اندر بھجوا دو اور خود باہر تنویر کے پاس رہو " عمران نے کہا۔

" کیوں "........ جولیا نے چونک کر کہا۔

" میں نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے مشورہ کرنا ہے کہ ناکیں کس طرح بچائی جا سکتی ہیں۔ تنویر سے تو مشورہ ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ تو ایک جملے میں ہی بات ختم کر دے گا کہ سرے سے ناک ہی اڑا دی جائے "........ عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

" تمہاری تو ناک ہی نہیں ہے۔ تم اسے کیا بچاؤ گے "........ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اندر داخل ہوئے۔

"کیا تفصیلات معلوم ہوئی ہیں عمران صاحب"........ صفدر نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے مختصر طور پر بتا دیا۔ وہ دونوں اس دوران ساتھ والی کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے۔

"پھر آپ نے کیا پلان بنایا ہے"........ صفدر نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے تمہیں بلایا ہے کیونکہ تنویر کے بارے میں تو میں جانتا ہوں کہ اس نے کیا مشورہ دینا ہے۔ جبکہ تم سپر ایجنٹ ہو اور کیپٹن شکیل پاور ایجنٹ۔ اس طرح تم دونوں مل کر سپر پاور بن جاتے ہو"........ عمران نے کہا تو دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"اور آپ سپریم پاور ہیں"........ صفدر نے کہا۔

"اوہ نہیں، سپریم پاور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ میں تو ویسے بھی انتہائی عاجز اور حقیر سا اس کا بندہ ہوں۔ بہرحال اس کرنل سہوترا سے ہمیں ہیلی کاپٹر کراسنگ کارڈ تو مل جائے گا اور ہم کراسنگ کر کے اندر پہنچ جائیں گے۔ لیکن جیسے ہی ہم نے ہیلی کاپٹر سے باہر نکلنا ہے وہاں الارم بج اٹھیں گے اور اس کے بعد ہمارا باہر نکلنا ناممکن ہو جائے گا۔ جبکہ ہم نے لیبارٹری کو کھلوانا ہے۔ وہاں سے پرزہ حاصل کرنا ہے اور اس کے بعد زندہ سلامت باہر بھی آنا ہے۔ اب بتاؤ کہ یہ سب کیسے ہوگا"........ عمران نے کہا۔

"موجودہ حالات میں تو ایسا ہونا ہی ناممکن ہے"........ صفدر نے کہا۔

"ناممکن کو ممکن بنانا ہی ہمارا کام ہے"........ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ذہن میں کوئی پلان ہو تو بتائیں۔ کم از کم ان حالات میں میرا ذہن تو کوئی پلان نہیں سوچ سکتا"........ صفدر نے کہا۔

"تم کیا کہتے ہو کیپٹن شکیل"........ عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران صاحب، ہم مین چیکنگ ٹاور پر قبضہ کر لیں۔ اس کے بعد وہاں فائرنگ کر کے اس قدر گڑبڑ پھیلا دیں کہ کسی کو کسی کا ہوش ہی نہ رہے۔ اس دوران ہم مشن مکمل کر سکتے ہیں"........ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"چلو شکر ہے تم نے کچھ سوچا تو ہے لیکن وہاں تربیت یافتہ فوج ہے اور ہماری تعداد محدود ہے اور ہم ظاہر ہے کہیں چھپ بھی نہ سکیں گے۔ پھر........" عمران نے کہا۔

"پھر کیا کیا جا سکتا"........ کیپٹن شکیل نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اس کا ایک ہی حل ہے کہ اس سپر کمپیوٹر کو پہلے اڑا دیا جائے اس کے بعد کارروائی کی جائے۔ جہاں تک لیبارٹری کا تعلق ہے اسے کھلوایا نہیں جاتا تو صرف میزائلوں سے گیٹ اڑایا جا سکتا ہے لیکن اصل مسئلہ واپسی کا ہے"........ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب، وہ پرزہ وہاں باہر نمائش کے لئے تو نہیں رکھا گیا ہوگا۔ لامحالہ اسے کسی سیف میں رکھا گیا ہوگا اسے وہاں سے نکلوانے

یا نکالنے میں کافی وقت لگے گا اور اس دوران کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" اب کیا کیا جائے ۔اسی لئے تو تنویر کہتا ہے کہ زیادہ سوچنے سے معاملات سنورنے کی بجائے بگڑتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" تو پھر"...... صفدر نے کہا۔

" میں نے تمہیں لیبارٹری کے بارے میں جو تفصیل بتائی ہے اس میں یہ پوائنٹ خاص طور پر بتایا ہے کہ اس کا چھاؤنی کے اندر محل وقوع کیا ہے۔اس محل وقوع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ایک سائیڈ چھاؤنی کے مشرقی حصے سے مل جاتی ہے اور ہیلی کاپٹر وہاں آسانی سے جا سکتا ہے۔اسے چیک کیا جائے گا تو میں کرنل سہوترا کی آواز میں چیکنگ کا بہانہ کر دوں گا اور باہر سے اندر پہنچا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" لیکن کیسے ۔کیا کوئی سرنگ لگائیں گے۔ لیکن اس کے لئے مخصوص مشینری کی ضرورت ہے اور اگر میزائل یا بم فائر ہوئے تو پھر سب کو علم ہو جائے گا"...... صفدر نے جواب دیا۔

" یہ ہمارا یار شاگل کس کام آئے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

" کیا۔کیا مطلب"...... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" لیبارٹری کا خفیہ راستہ اس طرف ہے اور لیبارٹری انچارج کا نام

ڈاکٹر وشنو ہے جو پہلے دارالحکومت کی مین لیبارٹری میں کام کرتا رہا ہے اور ظاہر ہے وہ شاگل کو اچھی طرح جانتا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

" لیکن اس کا فون نمبر یا ٹرانسمیٹر فریکوئنسی کا علم کیسے ہو گا"۔ صفدر نے کہا۔

" وہاں ٹرانسمیٹر نہیں ہے صرف فون ہے اور لیبارٹری کا فون نمبر کرنل سہوترا نے بتا دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" لیکن آپ باہر سے فون کیسے کریں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" یہاں وائرلیس فون موجود ہے۔ یہ ملٹری ہیڈ کوارٹر ہے اور تمہیں تو معلوم ہے کہ ملٹری میں وائرلیس فون استعمال کیا جاتا ہے تاکہ طویل فاصلوں کو اس کی مدد سے کور کیا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن بات کس سے کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

" یہ اصل مسئلہ ہے۔ باہر چھاؤنی میں جو سپر کمپیوٹر ہے اس میں وائس چیکنگ سسٹم نہیں ہے کیونکہ اسے جنرل استعمال کے لئے رکھا گیا ہے لیکن لیبارٹری میں جو کمپیوٹر ہے اس میں وائس چیکنگ سسٹم موجود ہے اور جنرل گھوشی نے ظاہر ہے شاگل کی آواز سپر کمپیوٹر میں فیڈ کرائی ہو گی تاکہ اس کا رابطہ چھاؤنی سے رہ سکے۔اس لئے اگر میں نے لیبارٹری میں بات کی تو فوراً چیک ہو جائے گی اور اگر شاگل نے خود کی تو چیکنگ نہیں ہو سکے گی"...... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ شاگل کو کیسے آمادہ کریں گے"........ صفدر نے کہا۔

"شاگل جس قدر موت سے ڈرتا ہے اتنا شاید اور کوئی نہ ڈرتا ہوگا۔ اس لئے تم نے دیکھا ہوگا کہ جہاں معمولی سا خطرہ ہو وہاں شاگل خود سامنے نہیں آتا"........ عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر آپ کا کیا پروگرام ہے"........ صفدر نے کہا۔

"اس شاگل کو کھول دو اور اسے لے جا کر ہیلی کاپٹر میں بٹھاؤ۔ میں اس کرنل چوپڑہ کا خاتمہ کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد ہم ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر چھاؤنی روانہ ہو جائیں گے۔ پھر جو ہوگا اللہ مالک ہے"۔ عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

کیپٹن نریندر اپنے بیڈروم میں سویا ہوا تھا کہ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو کیپٹن نریندر کی آنکھ ایک جھٹکے سے کھل گئی اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"باس، باس۔ ہیلی کاپٹر ہیڈ کوارٹر سے چھاؤنی کی طرف گیا ہے۔ چھاؤنی کا ہیلی کاپٹر"........ کمرے میں داخل ہونے والے ایک نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔

"چھاؤنی کا ہیلی کاپٹر اور ہیڈ کوارٹر سے گیا ہے۔ کیا مطلب۔ اس وقت رات کے وقت تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے"........ کیپٹن نریندر نے یکلخت اٹھ کر بستر سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"باس، میں اوپر چھت پر بنے ہوئے واش روم گیا تھا۔ میں واپس آ رہا تھا کہ میں نے دور سے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند ہوتے دیکھا۔ وہ

مٹری ہیڈ کوارٹر سے ہی اڑ رہا تھا اور پھر وہ گھوم کر واپس چھاؤنی کی طرف چلا گیا۔ اس لئے میں آپ کو اطلاع دینے آیا ہوں"....... آنے والے نے کہا۔

"لیکن ہو سکتا ہے کہ کرنل صاحب نے کسی مشورے کے لئے انہیں بلایا ہو"....... نریندر نے اس بار قدرے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا کیونکہ چھاؤنی کی طرف ہیلی کاپٹر کے جانے کا سن کر اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ اس میں غلط لوگ نہیں ہو سکتے۔

"باس آپ کرنل صاحب کی عادت جانتے ہیں کہ وہ رات کو کسی صورت ڈسٹرب نہیں ہوتے۔ میں تو ان کے ساتھ بطور اردلی پانچ سال رہا ہوں اور پھر اگر انہوں نے ایسا کرنا ہوتا تو وہ لازماً آپ کو بھی کال کرتے"....... آنے والے نوجوان نے کہا۔

"ہونہہ، ٹھیک ہے چیک کر لیتے ہیں۔ ہیلی کاپٹر ابھی گیا ہے تو لازماً کرنل صاحب جاگ رہے ہوں گے"....... نریندر نے کہا اور جوتے پہن کر وہ بیڈ روم سے باہر آ گیا۔ ملحقہ کمرے کو اس نے آفس کے طور پر بنایا ہوا تھا اور فون وہاں موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کال ہی اٹنڈ نہ ہو۔ تم ایسا کرو کہ جیپ لے جاؤ اور جا کر معلوم کر آؤ"....... نریندر نے رسیور رکھتے ہوئے اس نوجوان سے کہا۔

"یس باس"....... اس نوجوان نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس کمرے سے باہر چلا گیا۔

"خواہ مخواہ اس احمق نے آ کر جگا دیا۔ ہو گا کوئی مسئلہ"۔ کیپٹن نریندر نے اس نوجوان کے جانے کے بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے اب اسے اس کی واپسی تک جاگنا تھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اسے باہر سے جیپ کی تیز آواز سنائی دی۔

"باس۔ باس۔ وہاں قتل عام ہو چکا ہے باس۔ کرنل صاحب کی بھی لاش پڑی ہوئی ہے اور باس۔ چھاؤنی کے ایک کرنل صاحب کی بھی لاش پڑی ہوئی ہے۔ وہاں کے چار آدمی بھی ہلاک ہو چکے ہیں باس"....... اس نوجوان نے دوڑ کر اندر داخل ہوتے ہوئے انتہائی متوحش لہجے میں کہا تو کیپٹن نریندر بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا، کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب"....... کیپٹن نریندر نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس، باس۔ کرنل چوپڑہ صاحب اور چھاؤنی کے ایک کرنل صاحب کی لاشیں کرسیوں سے بندھی ہوئی پڑی ہیں۔ باقی افراد کی لاشیں ایک علیحدہ کمرے میں پڑی ہیں"....... اس نوجوان نے کہا۔

"اوہ، اوہ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں پہنچ گئے ہیں"....... کیپٹن نریندر نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو یہ اہم

اطلاع دینا چاہتا تھا کیونکہ وہ بہرحال جو کچھ تھا اس کرنل کے بعد اب چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس ہی یہاں سب سے بڑا افسر تھا لیکن دوسری طرف ایک بار پھر گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو کیپٹن نریندر نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"وہ سب سو رہے ہوں گے۔ اٹھاؤ سب کو۔ جیپیں نکالو۔ جلدی کرو۔ اسلحہ بھی لے لو اور ملٹری ہیڈ کوارٹر پہنچو۔ میں چیف شاگل کو اطلاع دے کر وہاں پہنچ رہا ہوں"...... کیپٹن نریندر نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن پھر وہ تیزی سے مڑا اور ایک دوسرے ملحقہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ یونیفارم پہن سکے کیونکہ اسے اچانک خیال آیا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ حکام وہاں پہنچ جائیں۔ اس لئے اس نے جس قدر تیزی سے ممکن ہو سکا یونیفارم پہنی اور تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اس عمارت کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں شاگل اور اس کے ساتھی رہائش پذیر تھے۔ پھاٹک بند تھا۔ اس نے جیپ پھاٹک کے باہر روکی اور اچھل کر نیچے اترا تو دوسرے لمحے ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ چھوٹا پھاٹک تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ اس نے پھاٹک کھولا اور وہ دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کی چھٹی حس مسلسل خطرے کا الارم بجا رہی تھی۔ پھر ایک کمرے میں پہنچ کر وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ وہاں سات افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور ان سب کو گردنیں توڑ کر ہلاک کیا گیا تھا۔ کمرے کا بلب چونکہ جل رہا تھا اس لئے لاشیں اس کی نظروں کے

سامنے تھیں۔

"ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ"...... کیپٹن نریندر نے کہا اور تیزی سے مڑا اور پھر دوسرے کمروں میں گیا لیکن چیف شاگل اسے کہیں نظر نہ آیا اور نہ ہی کہیں اس کی لاش ملی تو وہ واپس دوڑتا ہوا اس عمارت سے باہر آیا اور چند لمحوں بعد اس کی جیپ آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتی ہوئی ملٹری ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ساتھی پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔ کیپٹن نریندر نے خود ساری صورتحال دیکھی تو وہ فوراً پہچان گیا کہ دوسری لاش کرنل سہوترا کی ہے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کرنل چوپڑہ اور کرنل سہوترا کزن بھی ہیں اور کرنل چوپڑہ کی بہن کرنل سہوترا کی بیوی ہے۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس ہیلی کاپٹر میں دشمن ایجنٹ تھے اور وہ چھاؤنی کی طرف گئے ہیں۔ ویری بیڈ"...... کیپٹن نریندر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے پاس اب اس کے سوا کوئی راستہ نہ تھا کہ وہ چھاؤنی کال کرے۔ اسے معلوم تھا کہ کرنل چوپڑہ نے اپنے ساتھ ساتھ اس کی آواز بھی وہاں سپر کمپیوٹر میں فیڈ کرائی ہوئی تھی اس لئے اس کی کال رسیو ہو جائے گی۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں کیپٹن نریندر بول رہا ہوں واگرہ گاؤں کے ملٹری ہیڈ کوارٹر سے۔ کسی بڑے افسر سے بات کراؤ۔ انتہائی اہم بات کرنی

ہے"۔ .... کیپٹن نریندر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو، کرنل پرشاد بول رہا ہوں ڈیوٹی آفیسر۔ کیا مسئلہ ہے کیپٹن نریندر۔ کرنل چوپڑہ کہاں ہیں"....... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کہا گیا تو کیپٹن نریندر نے ساری تفصیل بتا دی۔

"کیا، کیا کہہ رہے ہو۔ کرنل سہوترا کی لاش بھی وہاں پڑی ہے لیکن کرنل سہوترا تو یہاں چیف شاگل کے ساتھ چھاؤنی کے بیرونی علاقوں کی چیکنگ کر رہے ہیں"....... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"وہ دشمن ایجنٹ ہیں جناب۔ کرنل سہوترا کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ ان کی لاش یہاں میرے سامنے کرسی پر رسیوں سے بندھی ہوئی پڑی ہے"........ کیپٹن نریندر نے کہا۔

"اوہ، اوہ ویری بیڈ۔ ٹھیک ہے۔ میں کرتا ہوں ان کا بندوبست"........ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کیپٹن نریندر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ لیکن پھر اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ابھی یہیں رہے گا کیونکہ کسی بھی وقت کسی کی طرف سے کال آ سکتی ہے اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کیپٹن نریندر نے رسیور اٹھا لیا۔

"کیپٹن نریندر بول رہا ہوں"۔ .... کیپٹن نریندر نے کہا۔

"جنرل گھوشی بول رہا ہوں۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو کہ کرنل سہوترا کی لاش وہاں موجود ہے"........ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر۔ میری آنکھوں کے سامنے موجود ہے سر"........ کیپٹن نریندر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن سپر کمپیوٹر نے ان کی آواز کو اوکے کیا ہے جبکہ چیف شاگل کی آواز کو بھی اوکے کیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی ان کی آواز کی نقل کرتا تو سپر کمپیوٹر تو اسے کسی صورت اوکے ہی نہ کرتا"۔ جنرل گھوشی نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجھے یہ سب کچھ نہیں معلوم جناب۔ بہرحال یہ بات طے ہے کہ کرنل چوپڑہ اور کرنل سہوترا کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور چیف شاگل کا تو مجھے علم نہیں ہے البتہ ان کے سات ساتھیوں کو ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں دیکھ کر آیا ہوں"........ کیپٹن نریندر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہیں رہو گے۔ میں کرنل پرشاد کو تمہارے پاس بھجوا رہا ہوں"۔ ..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کیپٹن نریندر سمجھ گیا کہ وہ اس پر اعتماد نہیں کر رہے اس لئے کرنل پرشاد خود چیکنگ کرنے آ رہا ہے۔ لیکن ظاہر ہے وہ اس کے سوا اور کیا کر سکتا تھا کہ ان کے احکامات کی تعمیل کرتا رہے۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے اڑتا ہوا چھاؤنی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ عمران پائلٹ سیٹ پر تھا جبکہ اس کے ساتھی عقبی سیٹ پر موجود تھے۔ ابھی ہیلی کاپٹر چھاؤنی کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ اس کے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو عمران نے ہیلی کاپٹر کو وہیں معلق کر کے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ اسے فوجی چھاؤنیوں کے اصولوں کا علم تھا کہ جب تک چیکنگ نہ ہو جائے وہ ہیلی کاپٹر کو آگے نہیں لے جا سکتا تھا۔

"ہیلو، ہیلو۔ کون ہے ہیلی کاپٹر میں۔ اوور"........ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل سہوترا بول رہا ہوں۔ اوور"........ عمران نے کرنل سہوترا کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کریں۔اوور"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے، اب بولیں کرنل صاحب۔ اوور"........ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا گیا۔

"کرنل سہوترا بول رہا ہوں۔ میرے ساتھ سیکرٹ سروس کے چیف شاگل صاحب بھی ہیں۔ چیف شاگل کو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ چھاؤنی کی مشرقی طرف چھپے ہوئے ہیں اس لئے ہم وہاں چیکنگ کے لئے جا رہے ہیں۔اوور"........ عمران نے کہا۔

"تو آپ ابھی چھاؤنی میں نہیں آ رہے۔اوور"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نہیں، ویسے بھی چیف شاگل ساتھ ہیں۔ انہوں نے واپس بھی جانا ہے۔اوور"........ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے آپ بے فکر ہو کر چیکنگ کریں۔آپ کے ہیلی کاپٹر کو کور نہیں کیا جائے گا۔اوور اینڈ آل"........ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھا کر وہ مشرقی سائیڈ میں لے گیا۔ چھاؤنی کی دیوار کے قریب وہ اسے اڑاتا ہوا آگے بڑھاتا چلا گیا۔ وہ دراصل اندازہ لگا رہا تھا کہ لیبارٹری کی سائیڈ کہاں ہو گی۔ قلعہ نما دیوار پر جگہ جگہ بلب جل رہے تھے اور سرچ لائٹس بھی روشن تھیں جس کی وجہ سے نیچے زمین پر کافی فاصلے تک ہر چیز جگ مگ کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے ہیلی کاپٹر کو دیوار کے قریب لے جا کر ایک جگہ اتار دیا۔

"شاگل کے ہاتھ عقب میں کر کے باندھ دیئے گئے ہیں یا

نہیں"........ عمران نے مڑ کر کہا۔

"ہاں، باندھ دیئے گئے ہیں"........ صفدر نے جواب دیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ اور وائرلیس فون پیس بھی بیگ میں سے نکال کر مجھے دے دو"........ عمران نے کہا۔

"کیا یہاں سے کال۔ کیا اس ہیلی کاپٹر کے اندر سے ہوگی"۔ جولیا نے کہا۔

"کچھ پتہ نہیں کہ باہر نکلتے ہی ہمیں چیک کر لیا جائے۔ کہیں باہر کی فلم بن رہی ہو یا ریز سے چیکنگ جاری ہو۔ اندر کی کارروائی کا علم نہ ہو سکے گا"........ عمران نے کہا تو سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ شاگل بے ہوشی کے عالم میں ہیلی کاپٹر کی عقبی طرف فرش پر پڑا ہوا تھا۔ عمران نے اسے ہیلی کاپٹر میں ڈالنے سے پہلے ایک بار پھر ضرب لگا کر بے ہوش کر دیا تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے شاگل کو اٹھایا اور اسے درمیانی سیٹ پر لٹا کر صفدر نے اس کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صفدر نے ہاتھ ہٹا لئے۔

"اب خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لو"........ عمران نے کہا تو صفدر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ تھوڑی دیر بعد شاگل نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ

اس کے عقب میں رسی سے بندھے ہوئے تھے اور عمران نے ایسی گانٹھ لگائی تھی کہ وہ کسی صورت اسے نہ کھول سکے۔ شاگل ہوش میں آتے ہی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے وہ اچانک کسی جادو نگری میں آگیا ہو۔

"چیف شاگل۔ میرا نام علی عمران ہے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاگل اس طرح اچھلا جیسے اسے لاکھوں وولٹیج کا کرنٹ لگ گیا ہو۔

"کیا، کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب۔ میں تو ملٹری ہیڈ کوارٹر گیا تھا کہ میرے سر پر ضرب لگائی گئی تھی۔ کیا ہوا۔ تم کون ہو اور یہ ہیلی کاپٹر۔ یہ کہاں ہے"........ شاگل نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ملٹری ہیڈ کوارٹر پر اس وقت ہمارا قبضہ تھا۔ اس لئے میں نے تمہیں بلا کر بے ہوش کر دیا اور تمہارے سات ساتھیوں کو اس کوٹھی میں جہاں وہ سب موجود تھے ہلاک کر دیا گیا اور یہ سب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں۔ یہ سب متفقہ طور پر بضد ہیں کہ تمہیں بھی گردن توڑ کر ہلاک کر دیا جائے"........ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں، نہیں۔ یہ غلط ہے میں چیف ہوں۔ مجھے مت مارو۔ نہیں، نہیں"........ شاگل نے یکلخت خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی معصوم ہرن شیروں کے گھیرے میں آجائے۔ اس

کے چہرے پر یکلخت انتہائی شدید خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" سنو شاگل، ہم اس وقت ہیلی کاپٹر میں واگرہ چھاؤنی کی مشرقی دیوار کے قریب موجود ہیں اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ تم ہیلی کاپٹر میں موجود ہو۔ ہم نے جو کرنا ہے بس کرنا ہے لیکن میں اب تک بڑی مشکل سے تمہاری زندگی بچائے جا رہا ہوں اور میرے ساتھی سختی سے اپنی بات پر مصر ہیں کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے لیکن میں نے ایک شرط رکھ دی ہے کہ اگر تم چاہو تو اپنی زندگی بچا سکو"۔ عمران نے اسی طرح خشک اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کیا، کیا شرط۔ بتاؤ کیا شرط ہے"...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

" معمولی سی شرط ہے کہ تم لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر وشنو کو وائرلیس فون پر کال کرو اور اسے کہو کہ وہ اپنی لیبارٹری کی مشرقی دیوار میں موجود خفیہ دروازہ کھول کر تمہیں ساتھ لے جائے اور تم وہاں سے ہمیں وہ پرزہ لا کر دے دو جو کافرستان ملٹری انٹیلی جنس نے پاکیشیا کی ایٹمی آبدوز سے حاصل کیا ہے۔ اس طرح تمہاری جان بچ جائے گی اور ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا، کیا مطلب۔ کیا یہاں دیوار میں کوئی راستہ ہے۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا"...... شاگل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" اس بات کو چھوڑو۔ بس اپنی زندگی بچانے کی کوشش کرو۔

ورنہ میرے ساتھی تمہیں دوسرا سانس لینے کا موقع بھی مہیا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے انہیں یقین دلایا ہے کہ چیف شاگل جو وعدہ کرتا ہے وہ ہر حالت میں پورا کرتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں وعدہ پورا کروں گا"...... شاگل نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک سی ابھر آئی تھی تو عمران نے صفدر کے ہاتھ سے وائرلیس فون پیس لیا۔

" لیکن ڈاکٹر وشنو کو ہمارے بارے میں معلوم نہ ہو۔ بس یہ راستہ کھلوانے اور اندر جانے کا کام تم نے کرنا ہے۔ بس تم نے اپنا وعدہ پورا کرنا ہے۔ کہ اندر سے وہ پاکیشیائی پرزہ لا کر ہمیں دے دو"...... عمران نے کہا۔

" تم میرے ہاتھ کھول دو۔ میں وعذہ کرتا ہوں کہ تمہیں وہ پرزہ مل جائے گا"...... شاگل نے کہا۔

" جب راستہ کھل جائے گا تو تمہارے ہاتھ بھی کھول دیئے جائیں گے۔ پہلے میں تمہیں نمبر ملا دیتا ہوں۔ تم بات کرو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کو آن کیا اور اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور فون پیس کو شاگل کے کان سے لگا دیا۔ اس کے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس"....... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس"۔ شاگل نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

" اوہ، اوہ آپ۔ میں ڈاکٹر وشنو بول رہا ہوں۔ آپ نے کیسے یہاں فون کیا ہے۔ آپ کو کیسے یہاں کا نمبر معلوم ہوا"....... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" ڈاکٹر وشنو، میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔ میرے لئے یہ معمولی باتیں ہیں"....... شاگل نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں، واقعی۔ بہرحال فرمائیں کیسے کال کیا ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ڈاکٹر وشنو، میں چھاؤنی کی مشرقی دیوار کے قریب موجود ہوں۔ آپ لیبارٹری کا مشرقی دروازہ کھول دیں تاکہ میں آپ کے پاس اندر آ سکوں۔ میں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے سلسلے میں آپ کو صدر مملکت کا خصوصی پیغام دینا ہے جو میں دوسروں کے سامنے نہیں دے سکتا"....... شاگل نے کہا۔

" اوہ، اوہ آپ یہاں ہیں۔ مگر، مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ آپ مین گیٹ سے آجائیں اور کرنل سہوترا یا جنرل گھوشی کے ذریعے مجھ سے بات کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ڈاکٹر وشنو، جب میں نے کہہ دیا ہے کہ میں نے صدر مملکت کا ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے سلسلے میں آپ کو خصوصی پیغام دینا ہے

اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ صدر صاحب کے حکم پر میں ایسا کر رہا ہوں ورنہ مجھے پاگل کتے نے نہیں کاٹا کہ میں اس انداز میں آپ کے پاس آؤں"....... شاگل نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اوہ، اوہ اچھا۔ آپ کی آواز چونکہ واقعی چیکنگ کمپیوٹر نے اوکے کر دی ہے اور پھر آپ سیکرٹ سروس کے چیف بھی ہیں۔ ٹھیک ہے میں دروازہ کھلواتا ہوں۔ آپ اندر آجائیں"....... ڈاکٹر وشنو نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں نے بھی صرف پیغام دے کر واپس جانا ہے"....... شاگل نے کہا تو عمران نے فون پیس ہٹایا اور پھر اسے آف کر دیا۔

" میں ڈاکٹر وشنو کو صدر مملکت کا خصوصی پیغام یہی دوں گا کہ وہ پرزہ میرے حوالے کر دے اور پھر میں واپس آکر یہ پرزہ تمہیں دے دوں گا"....... شاگل نے کہا۔

" ہاں، ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ تم واقعی بے حد عقلمند ہو"....... عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر سے کچھ فاصلے پر دیوار کی جڑ میں ہلکی سی گڑگڑاہٹ سے ایک چھوٹا سا خلا نمودار ہوا تو عمران نے بجلی کی سی تیزی سے شاگل کی کنپٹی پر مڑی ہوئی انگلی کا ہک مارا اور شاگل ہلکی سی چیخ مار کر وہیں ڈھیر ہو گیا۔

" آؤ اب ہم نے بجلی کی سی تیزی سے اندر جانا ہے"....... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

" آپ ہو آئیں۔ ہم باہر رہیں گے۔ کہیں کوئی آ نہ جائے"۔ صفدر

نے کہا۔

" نہیں، میں تمہیں یہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ کسی بھی لمحے یہ راز کھل سکتا ہے اور ہم اکٹھے زیادہ بہتر جدوجہد کر سکتے ہیں "....... عمران نے کہا۔

" اس کو تو گولی مار دیں "....... تنویر نے شاگل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" اس کی وجہ سے تو ہماری واپسی ہو گی۔ آؤ اسلحہ لے لو۔ ہم نے فوری کارروائی کرنی ہے "....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے ہیلی کاپٹر سے اترا اور دوڑتا ہوا دیوار میں موجود خلا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ اس خلا میں سے گزر کر آگے ایک اور کمرے میں پہنچ گئے۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی جس کی آنکھوں پر نظر والی عینک تھی اندر داخل ہوا تو بے اختیار اچھل پڑا۔

" تم ڈاکٹر وشنو ہو "....... عمران نے یکلخت تیزی سے اسے بازو سے پکڑ کر سینے سے لگاتے ہوئے غرا کر کہا۔

" ہاں، ہاں۔ مگر تم کون ہو "....... اس بوڑھے نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" یہ خلا کیسے بند ہو گا۔ کرو بند اسے پہلے "....... عمران نے کہا۔

" اس کی سائیڈ پر جڑ میں اینٹ ابھری ہوئی ہے اس پر پیر مارو تو یہ بند ہو جائے گا۔ مگر تم کون ہو "....... گردن پر بازو کا جھٹکا کھا کر ڈاکٹر

وشنو نے بے اختیار سے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ابھری ہوئی اینٹ کی طرف اشارہ کر دیا۔

عمران کے اشارے پر صفدر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ابھری ہوئی اینٹ پر پیر مارا تو خلا ہلکی سی گڑگڑاہٹ سے بند ہو گیا۔

" اب بتاؤ لیبارٹری میں کتنے آدمی ہیں "....... عمران نے کہا۔

" آٹھ۔ آٹھ۔ مگر تم کون ہو۔ وہ، وہ سیکرٹ سروس کا چیف شاگل کہاں ہے "....... ڈاکٹر وشنو کی حالت خراب تھی۔

" صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل تینوں جا کر ان آٹھوں کو آف کر دو۔ جلدی کرو۔ میں اس دوران اس سے مزید پوچھ گچھ کرتا ہوں "....... عمران نے کہا تو وہ تینوں سر ہلاتے ہوئے دروازہ کھول کر دوسری طرف غائب ہو گئے۔

" وہ ایس تھری کہاں ہے جو پاکیشیا سے لایا گیا ہے "....... عمران نے کہا۔

" اوہ، اوہ۔ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ مم، مم۔ مگر .... " ڈاکٹر وشنو نے رک رک کر کہا لیکن جیسے ہی عمران نے اس کی گردن کے گرد بازو کو جھٹکا دیا تو اس کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکل گئی۔

" سنو ڈاکٹر وشنو۔ میں سائنسدانوں کو زندہ چھوڑ دینے کا قائل ہوں اس لئے اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو وہ پرزہ ہمارے حوالے کر دو "....... عمران نے کہا۔

" نہیں، نہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ نہیں، نہیں .... " ڈاکٹر

وشنو نے کہا تو عمران نے یکلخت بازو اس کی گردن سے ہٹا کر اسے زور سے دھکا دیا تو ڈاکٹر وشنو اچھل کر چیختا ہوا منہ کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ڈاکٹر وشنو کی کنپٹی پر پڑنے والی ایک ہی ضرب نے اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور تنویر اور صفدر واپس آ گئے۔

"اندر آٹھ افراد تھے۔ سب کو ہلاک کر دیا گیا ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"صفدر اسے اٹھاؤ اور چلو"...... عمران نے کہا تو صفدر نے آگے بڑھ کر فرش پر جھک کر بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر وشنو کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر تنویر کی رہنمائی میں عمران اس دروازے سے گزر کر ایک راہداری سے ہوتا ہوا ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ ہال واقعی انتہائی قیمتی مشینری سے پر تھا۔ یہ لیبارٹری تھی۔ فرش پر آٹھ افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جنہوں نے سفید اوورآل پہن رکھے تھے اور وہ سب شکل و صورت سے سائنسدان ہی دکھائی دے رہے تھے۔ ان میں زیادہ تعداد بوڑھوں کی ہی تھی۔

"کیا دشمنی ہے تمہیں سائنسدانوں سے"...... عمران نے کہا اور ایک سائیڈ پر بنے ہوئے شیشے کے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

"سائنسدان ہی تو پوری دنیا کو تباہ کرنے پر تلے رہتے ہیں" تنویر نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ عمران اس کیبن میں داخل ہوا تو وہاں ایک کنٹرولنگ مشین کے ساتھ ساتھ ایک

قدآدم مشین بھی ایک سائیڈ پر موجود تھی۔ عمران اس مشین کو دیکھتے ہی چونک پڑا اور تیزی سے اس کی طرف بڑھ گیا۔ وہ کچھ دیر تک غور سے اس مشین کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی اور اس پر موجود سینکڑوں کی تعداد میں چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ پھر ایک سرخ رنگ کا بڑا بلب جلا اور بجھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی مشین کے تمام بلب بھی بجھ گئے اور مشین دوبارہ بے جان ہو گئی۔

"میں نے لیبارٹری کو سیلڈ کر دیا ہے۔ اب اس پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کر سکے گا اور نہ ہی اسے باہر سے کسی صورت کھولا جا سکے گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ہم نے بھی باہر جانا ہے۔ تم اس شاگل کو بھی ساتھ لے آتے۔ اسے ہوش بھی آ سکتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"شاگل کو میں جان بوجھ کر ساتھ نہیں لایا کیونکہ ہمارے نکلنے میں کوئی مشکل پیش آئی تو شاگل ہی ہمارے کام آئے گا"۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب، وہ تو الٹا ہمارے لئے مصیبت بن جائے گا"۔ صفدر نے کہا۔

"یہ فوجی چھاؤنی ہے۔ یہاں تمام کنٹرول فوجیوں کا ہے اور فوجیوں کو وہ بات سمجھ میں نہیں آ سکتی جسے سیکرٹ سروس والے فوراً سمجھ جاتے ہیں۔ بہرحال یہ بعد کی بات ہے۔ وہ کہاں ہے ڈاکٹر

وشنو"...... عمران نے کہا۔

"باہر ہال میں پڑا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم لوگ پوری لیبارٹری کو چیک کرو۔ سائنسدانوں کی رہائش گاہوں کو بھی چیک کرو۔ میں اس ڈاکٹر وشنو سے معلوم کرتا ہوں کہ ایس تھری کہاں ہے"...... عمران نے کہا اور اس کیبن سے باہر آگیا۔

"اس مشین کو تو تباہ کر دیا جائے"...... تنویر نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ اس ڈاکٹر وشنو کو اس کی تباہی کی دھمکی تیر کی طرح سیدھا کر دے گی"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے ہال میں آکر فرش پر پڑے ہوئے ڈاکٹر وشنو کا جھک کر ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا جبکہ سوائے جولیا کے اس کے باقی ساتھی ہال سے باہر چلے گئے تھے۔ چند لمحوں بعد جب ڈاکٹر وشنو کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور سیدھا کھڑا ہو کر اس نے بوٹ کی سائیڈ اس کی گردن پر رکھ دی۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر وشنو نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم اٹھنے کے لئے تیزی سے سمٹنے لگا تو عمران نے پیر کو دبا کر آگے کی طرف موڑ دیا اور ڈاکٹر وشنو کا اٹھنے کے لئے سمٹتا ہوا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس کی آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں اور منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو

عمران نے پیر کو واپس موڑ کر دباؤ کم کر دیا۔

"کہاں ہے وہ پاکیشیائی ایس تھری۔ بولو کہاں ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"سس، سپیشل سیف میں۔ سپیشل سیف میں"...... ڈاکٹر وشنو نے اس طرح رک رک کر کہنا شروع کیا جیسے الفاظ لاشعوری طور پر اس کے منہ سے نکل رہے ہوں۔

"کہاں ہے سپیشل سیف۔ تفصیل بتاؤ"...... عمران نے پیر کو تھوڑا سا آگے کی طرف موڑ کر پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"یہ، یہ عذاب ختم کرو۔ میں بتاتا ہوں۔ یہ عذاب ختم کرو"۔ ڈاکٹر وشنو نے رک رک کر کہا تو عمران نے فوراً پیر ہٹا لیا اور ڈاکٹر وشنو نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ وہ بوڑھا آدمی تھا اس لئے عمران نے اس کی جو کیفیت دیکھی تھی اس پر مزید دباؤ ڈالنا فوراً بند کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کرسی پر بٹھا دیا۔

"بولو، ورنہ"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"سپیشل سیف مشین ہال میں ہے۔ یہاں اس مشین ہال میں۔ وہ سامنے اس دیوار میں"...... ڈاکٹر وشنو نے رک رک کر کہا اور ساتھ ہی ساتھ وہ دونوں ہاتھوں سے مسلسل اپنی گردن بھی مسل رہا تھا۔

"اٹھو اور اسے کھولو"۔ عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر انتہائی بے

دردی سے جھٹکا دے کر کھڑا کرتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر وشنو کے حلق سے چیخ نکل گئی اور وہ ایک لمحے کے لئے لڑکھڑایا پھر وہ سنبھل گیا۔

"سنو، تمہارے سب ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں ڈاکٹر وشنو۔ کیونکہ انہیں نے ہماری بات نہیں مانی تھی ورنہ ہم سائنسدانوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے۔ لیکن اگر تم نے بھی تعاون نہ کیا تو پھر تم بھی دوسرا سانس نہ لے سکو گے"........ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مم، مم، مجھے مت مارو۔ میں بے گناہ ہوں۔ میں تو سائنسدان ہوں۔ میں مجرم نہیں ہوں"........ ڈاکٹر وشنو نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر تعاون کرو۔ چلو نکالو ایس تھری اور یہ سن لو کہ کوئی گیم کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ میں خود ڈی ایس سی ہوں۔ اس لئے میں پاکیشیائی ایس تھری کو بہت اچھی طرح پہچانتا ہوں"........ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر وشنو کو بازو سے پکڑا اور ایک لحاظ سے گھسیٹتا ہوا دیوار کی طرف لے گیا۔ ڈاکٹر وشنو نے دیوار پر اپنا دایاں ہاتھ رکھا اور پھر اسے ہٹا کر بایاں ہاتھ رکھا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں ہو گئی۔ اب وہاں ایک بڑا سا سیف نظر آ رہا تھا۔ لیکن یہ سیف انتہائی جدید ترین تھا۔ اس پر نہ کوئی نمبر تھا اور نہ چابی وغیرہ کا سوراخ۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ فولادی چادر ہو۔

"اسے کھولو"........ عمران نے کہا تو ڈاکٹر وشنو نے فوراً ایکس

ایکس زیرو ون فور کے الفاظ کہے تو سیف درمیان سے پھٹ کر اس طرح کھلتا چلا گیا جیسے اسے اندر سے کسی نے کھولا ہو۔ اس میں فائلیں پڑی ہوئی تھیں البتہ سب سے نچلے خانے میں ایک ڈبہ پڑا ہوا تھا جس کے گرد پیراشوٹ کپڑا لپٹا ہوا تھا۔

"اس کپڑے میں ایس تھری ہے"........ ڈاکٹر وشنو نے کہا۔

"اٹھاؤ اسے"........ عمران نے کہا تو ڈاکٹر وشنو نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا اور عمران کی طرف بڑھ آیا۔ اسی لمحے عمران کے ساتھی بھی ہال میں داخل ہوئے۔ عمران نے کپڑا ہٹایا اور خصوصی پیکنگ میں لپٹے ہوئے اس پرزے کو باہر نکال کر اس نے اسے چاروں طرف سے گھما کر غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ کوئی بہت بڑا پرزہ نہیں تھا اور نہ ہی زیادہ چوڑا تھا۔ صرف چند انچوں پر محیط تھا۔ پھر اس نے اسے روشنی کی طرف کر کے غور سے دیکھنا شروع کر دیا اور جب اسے پاکیشیا اور شوگران کے الفاظ نظر آ گئے تو اس نے اطمینان بھرے انداز میں اسے واپس ڈبے میں ڈالا اور ڈبہ کوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔

"کیا رہا"........ عمران نے مڑ کر صفدر سے کہا۔

"کچھ نہیں۔ یہ واقعی ایک لیبارٹری ہے۔ ان آٹھ افراد کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں ہے۔ رہائش گاہیں بھی خالی پڑی ہوئی ہیں"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"کہیں، کوئی اسلحہ بھی ہے یا نہیں"........ عمران نے اس بار مخصوص کوڈ میں پوچھا۔

"نہیں، کہیں کوئی اسلحہ نظر نہیں آیا"........ صفدر نے بھی کوڈ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس ٹی ایف تو موجود ہے۔ اسے آپریٹ کر کے ایسی جگہ پر رکھ دو کہ پوری لیبارٹری اڑ سکے۔ لیبارٹری میں نہ سہی چھاؤنی میں اسلحے کے ڈپو موجود ہوں گے"۔ عمران نے اسی طرح کوڈ میں جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"آؤ میرے ساتھ ڈاکٹر وشنو۔ تم نے چونکہ تعاون کیا ہے اس لئے اب تم زندہ رہو گے"........ عمران نے اس بار ڈاکٹر وشنو سے کہا اور ڈاکٹر وشنو کے چہرے پر یکلخت زندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن ابھی وہ ہال کے درمیان میں ہی پہنچے تھے کہ کیبن میں سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"اس کے منہ پر ہاتھ رکھو"........ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود وہ تیزی سے دوڑتا ہوا کیبن میں داخل ہو گیا۔ فون میز پر موجود تھا اور عمران اسے پہلے ہی دیکھ چکا تھا اور اس نے اس کے ساتھ منسلک وائس چیکر کمپیوٹر بھی دیکھ لیا تھا لیکن اس وقت چونکہ وہ خود فون اٹنڈ کر رہا تھا اس لئے اسے وائس چیکر کی پرواہ نہ تھی۔

"یس، ڈاکٹر وشنو بول رہا ہوں"........ عمران نے ڈاکٹر وشنو کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر وشنو، میں جنرل گھوشی بول رہا ہوں۔ پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری میں موجود ہیں"........ دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے

میں کہا گیا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ اور لیبارٹری میں۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہاں وہ کیسے آ سکتے ہیں"..... عمران نے ڈاکٹر وشنو کی آواز اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس شاگل نے مجھے بتایا ہے کہ انہوں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو چھاؤنی کی مشرقی دیوار میں موجود راستے سے اندر جاتے ہوئے دیکھا ہے"........ جنرل گھوشی نے کہا۔

"مشرقی دیوار میں راستہ، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ راستہ تو پہلے ہی سیلڈ کیا جا چکا ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں داخل ہو سکیں"........ عمران نے کہا۔

"چیف شاگل سے بات کریں"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو، شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس"........ چند لمحوں شاگل کی تیز آواز سنائی دی۔

"جی فرمایئے"........ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ ہم سے چھپا رہے ہیں یا پھر آپ ڈاکٹر وشنو نہیں بول رہے بلکہ آپ کی جگہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران بول رہا ہے۔ میں نے انہیں خود اندر جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں اس وقت ہیلی کاپٹر میں نیم بے ہوشی کے عالم میں تھا"۔ دوسری طرف سے شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"پھر آپ انہیں روک لیتے۔ آپ تو سیکرٹ سروس کے چیف ہیں۔ بہر حال وہ یہاں موجود نہیں ہیں"........ عمران نے کہا۔

"آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ آپ فوراً لیبارٹری کا مین گیٹ اوپن کریں۔ ہم اندر آکر خود چیکنگ کریں گے"...... دوسری طرف سے شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں ڈاکٹر وشنو ہوں۔ سمجھے۔ آئندہ مجھے شاؤٹ کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ یہاں ایجنٹ نہیں ہیں تو پھر نہیں ہیں اور مین گیٹ سیلڈ ہے اور اب جب تک کام مکمل نہ ہو جائے مین گیٹ نہیں کھل سکتا"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"میں نے کہا تھا تمہیں کہ شاگل کو ساتھ لے آتے یا اسے گولی مار دیتے۔ اب بھگتو"...... کیبن کے دروازے پر موجود تنویر نے کہا۔

"اس ڈاکٹر وشنو کو آف کر دو"...... عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب دینے کی بجائے کہا تو تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ہال ڈاکٹر وشنو کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ زمین پر گر کر چند لمحے تڑپتا رہا۔ پھر ساکت ہو گیا۔

"اب یہاں سے باہر کیسے جائیں گے اور باہر تو پوری فوج ہو گی"...... جولیا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"شاگل ہمیں نکلنے کا راستہ دے گا۔ پہلے انہیں لیبارٹری کا مین گیٹ اوپن کرنے کی کوشش کر لینے دو۔ جسے میں نے سب سے پہلے سیلڈ کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کس طرح"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"کیبن میں جو مشین موجود ہے اس سے"...... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے صفدر واپس آ گیا۔

"عمران صاحب۔ یہاں ایک سٹور میں نے تلاش کر لیا ہے جو لیبارٹری کے انتہائی مغربی کونے میں ہے۔ ظاہر ہے اگر مشرقی کونا دیوار کے ساتھ ہے تو یہ مغربی کونا چھاؤنی کی تقریباً سائیڈ پر ہو گا اور میں نے وہاں ٹی ایف لگا دیا ہے"...... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"یس"...... عمران نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"میں جنرل گھوشی بول رہا ہوں۔ میں آپ کی بات صدر مملکت سے کرواتا ہوں ڈاکٹر وشنو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کون ڈاکٹر وشنو، جنرل گھوشی۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر وشنو اور اس کے ساتھی سائنسدان سب یہاں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"کیا، کیا۔ کون ہو تم۔ کیا مطلب، کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو"...... دوسری طرف سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا گیا۔

"ہاں، مجھے فخر ہے اپنے پاکیشیائی ہونے پر اور یہ بھی سن لو کہ ہم نے اس پوری لیبارٹری اور چھاؤنی کو بلاسٹ کرنے کا بھی انتظام کر لیا ہے۔ اگر تم ایسا نہیں چاہتے تو شاگل سے میری بات کراؤ"۔ عمران

نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" شاگل بول رہا ہوں۔ کیا تم عمران بول رہے ہو"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے شاگل کی متوحش سی آواز سنائی دی۔

" شاگل میری بات غور سے سن لو۔ میں اگر چاہتا تو وہیں ملٹری ہیڈ کوارٹر میں ہی تمہیں کرنل سہوترا اور کرنل چوپڑہ کے ساتھ ہی گولی مار کر ہلاک کر دیتا اور اگر چاہتا تو تمہیں اپنے ساتھ لیبارٹری میں لے آتا۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم ان فوجیوں سے زیادہ سمجھدار ہو۔ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ یہ انتہائی قیمتی لیبارٹری اور چھاؤنی اور اس میں موجود ہزاروں فوجی زندہ بچ جائیں تو ہمیں یہاں سے نکلنے کا راستہ مہیا کر دو۔ اس کے بعد جو تم سے ہو سکے کر لینا۔ ہم تمہارا ہاتھ نہیں روکیں گے"...... عمران نے کہا۔

" تم بچ کر تو نہیں جا سکتے اور نہ ہی لیبارٹری میں کوئی ایسا اسلحہ موجود ہے جسے تم بلاسٹ کر سکو"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

" اسے چھوڑو۔ یہ ہمارا کام ہے۔ مومن تو بے تیغ بھی لڑتا ہے۔ تم اپنی بات کرو۔ ہاں یا نہ میں جواب دو"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں بات کرکے تمہیں دوبارہ فون کرتا ہوں"...... شاگل نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" عمران صاحب۔ وہ لیبارٹری اور چھاؤنی کی تباہی قبول کر لیں گے لیکن ہمیں نہیں چھوڑیں گے"...... صفدر نے کہا۔

" مشن اور ملک کے لئے قربانیاں تو دینی ہی پڑتی ہیں۔ اگر ہم بھی قربانی دے دیں گے تو کونسی نئی بات ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" شاگل بول رہا ہوں۔ صدر صاحب نے میری کوشش کے باوجود تمہیں زندہ باہر آنے کی اجازت نہیں دی۔ اس لئے اب تم جو چاہو کر لو۔ تم کسی صورت زندہ نہیں بچ سکتے۔ البتہ میں اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو بچا سکتا ہوں۔ اگر تم اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو"۔ شاگل نے کہا۔

" اگر تم واقعی بے بس ہو چکے ہو تو پھر چھاؤنی سے نکل جاؤ۔ میں تمہیں انتہائی خلوص سے یہی مشورہ دے سکتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" اب کیا ہو گا"...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" گھبرا کیوں رہے ہو۔ تم سپر ایجنٹ ہو۔ سپر ایجنٹ تو گھبرایا نہیں کرتے۔ ہم نے ہر صورت میں راستہ بنانا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس مشین کی طرف بڑھ گیا جس نے اس

راستے کو سیلڈ کیا تھا۔ اس نے جا کر اس مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے مشین کو آف کیا اور واپس آ گیا۔

" وہ ڈی چارجر مجھے دو ٹی ایف کا"....... عمران نے کہا تو صفدر نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے وہ آلہ لے کر اسے ایک بار دیکھا اور پھر جیب میں ڈال لیا۔

" میں نے مشرقی دیوار والا وہ راستہ اوپن کر دیا ہے جہاں سے ہم اندر داخل ہوئے تھے ۔اب ہم نے وہاں سے باہر نکلنا ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" لیکن عمران صاحب۔ باہر تو پوری فوج میدان میں موجود ہو گی اور اوپر ہیلی کاپٹر موجود ہوں گے۔ ہم تو گھیرے میں آئے ہوئے ہرنوں کی طرح مارے جائیں گے"....... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" میں باہر نکلتے ہی ٹی ایف فائر کر دوں گا۔ اگر تو اسلحہ کا کوئی ڈپو ساتھ پھٹ گیا تو یہاں قیامت خیز تباہی شروع ہو جائے گی اور ایسی صورت میں ہر کوئی اپنی جان بچانے کی کوشش کرے گا اور اس طرح ہمیں نکل جانے کا چانس مل سکتا ہے"....... عمران نے کہا۔

" عمران اگر ہم فوج کو اپنی گرفتاری دے دیں تو یہ ہمیں فوراً گولی نہیں ماریں گے "....... جولیا نے کہا۔

" نہیں، یہ ممکن نہیں ۔ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم لڑتے ہوئے تو مر سکتے ہیں لیکن دشمن فوج کے سامنے ہتھیار نہیں ڈال سکتے"۔ یکلخت

تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

" اصل مسئلہ اس ایس تھری کا ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے تلاشی لے کر اسے نکال لینا ہے اور اس کے بعد اس کا ملنا محال ہو جائے گا"....... عمران نے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"....... عمران نے ان حالات میں بھی اپنے مخصوص شگفتہ اور مطمئن لہجے میں کہا۔

" شاگل بول رہا ہوں۔ سنو، میں نے بڑی مشکل سے صدر مملکت اور جنرل گھوشی کو رضامند کیا ہے۔ اس لئے تم لیبارٹری کا مین گیٹ کھول کر باہر آ جاؤ۔ میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا"....... شاگل نے کہا۔

" مجھے نہ تمہارے ملک کے صدر پر اعتماد ہے اور نہ ہی تمہارے اس جنرل گھوشی پر۔ اگر مجھے اعتماد ہے تو صرف تم پر۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ ایک گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر چھاؤنی کی مشرقی دیوار کے ساتھ وہاں اکیلے پہنچ جاؤ جہاں سے راستہ نمودار ہوا تھا۔ اس کے بعد تم ہیلی کاپٹر سے اتر کر دیوار کے قریب پہنچ جانا۔ یہاں ایسی مشینری موجود ہے جس سے ہم تمہیں اور ہیلی کاپٹر کو چیک کر لیں گے۔ اگر ہیلی کاپٹر خالی ہوا اور ادھر ادھر چھپے ہوئے فوجی نظر نہ آئے تو ہم راستہ کھول کر باہر آ کر ہیلی کاپٹر میں بیٹھ جائیں گے۔ اس کے بعد ہمارے

ساتھ جو ہو گا دیکھا جائے "........ عمران نے کہا۔

" کیا تم نے وہ پرزہ حاصل کر لیا ہے جو تم لینے آئے تھے "۔ شاگل نے کہا۔

" یہی تو اصل مسئلہ ہے۔ ڈاکٹر وشنو نے بتایا ہے کہ صرف یہ مشہور کیا گیا ہے کہ پرزہ یہاں لیبارٹری میں بھیجا گیا ہے ورنہ وہ یہاں نہیں بھیجا گیا اور چونکہ میں بولنے والے کے سچ جھوٹ کو فوراً پہچان لیتا ہوں اس لئے مجھے اس پر یقین آگیا کیونکہ وہ واقعی سچ بول رہا تھا "...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو گے ویسے ہی کریں گے لیکن تمہیں بہر حال گرفتاری دینا ہو گی "........ شاگل نے کہا۔

" ایک شرط پر گرفتاری دے سکتا ہوں کہ یہ گرفتاری تم کرو اور ہمیں فوج کے حوالے نہ کیا جائے "........ عمران نے کہا۔

" ایسا ہی ہو گا اور یہ سن لو کہ میرا وعدہ کہ میں تمہیں بچا لوں گا چاہے مجھے صدر صاحب کے پیر ہی کیوں نہ پکڑنے پڑیں "....... شاگل نے بے حد خلوص بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" دوستی میں بھروسہ اسی کا نام ہے۔ تم ہیلی کاپٹر لے کر وہاں پہنچو۔ ہم سکرین پر تمہیں چیک کر رہے ہیں "........ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" دیکھا کتنا ہمدرد ہے ہمارا چیف شاگل "... .... عمران نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ پوری فوج کو چڑھا لائے گا اور پھر ہیلی کاپٹر کو بھی میزائلوں سے اڑایا جا سکتا ہے "........ صفدر نے کہا۔

" تم نے اسے بتا دینا تھا کہ ہم یہ پرزہ حاصل کر چکے ہیں۔ پھر وہ ہمیں اس انداز میں ہلاک نہ کرتا۔ جس طرح اب کرے گا "۔ جولیا نے کہا۔

" پھر تو معاملات بے حد بگڑ جاتے۔ اب بھی تم فکر نہ کرو۔ شاگل ہمارے ساتھ ہو گا اور جبکہ ہم یہ پرزہ بھی حاصل نہیں کر سکے تو شاگل کی وجہ سے ہمارا ہیلی کاپٹر فضا میں تباہ نہیں کیا جائے گا "........ عمران نے کہا اور ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں سے وہ راستہ باہر جاتا تھا۔ عمران نے دیوار کی جڑ میں ابھری ہوئی اینٹ پر پیر مارا تو راستہ کھل گیا اور عمران نے اوپر چڑھ کر سر باہر نکالا اور ادھر ادھر دیکھا۔ میدان ویران تھا اور دیوار کے اوپر کیا تھا یہ انہیں یہاں سے نظر نہ آ رہا۔

" ہم باہر نکل کر دیوار کی جڑ میں نہ لیٹ جائیں "....... صفدر نے کہا۔

" تاکہ گن شپ ہیلی کاپٹر کی فائرنگ سے وہ اطمینان سے ہمیں بھون ڈالیں "........ عمران نے کہا تو صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

کمرے میں جنرل گھوشی، کرنل پرشاد اور چیف شاگل تینوں موجود تھے۔

"آپ مت جائیں چیف شاگل۔ ہم کسی فوجی کو آپ کے روپ میں وہاں بھیج دیتے ہیں ورنہ انہیں ہلاک کرنا ناممکن ہو جائے گا"........ جنرل گھوشی نے کہا۔

"اسے دھوکہ دینا ناممکن ہے جنرل گھوشی۔ وہ انتہائی کایاں آدمی ہے۔ میں نے پلان بنایا ہے کہ میں اپنے لباس کے نیچے زیرو پیراشوٹ باندھ لیتا ہے اور جیسے ہی ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گا میں اچانک نیچے چھلانگ لگا دوں گا اور آپ اسے اطمینان سے فضا میں ہی ہٹ کر دیں۔ اس طرح لیبارٹری بھی بچ جائے گی اور چھاؤنی بھی اور میں بھی۔ اور یہ شیطان لوگ بھی ہلاک ہو جائیں گے"........ شاگل نے کہا۔ اسے کرنل پرشاد نے آکر ہیلی کاپٹر میں ٹریس کیا تھا۔ کرنل پرشاد

واگرہ گاؤں سے ملٹری ہیڈ کوارٹر آگیا تھا اور وہاں جب اس نے کرنل چوپڑہ اور کرنل سہوترا کی لاشیں دیکھیں اور پھر دوسری عمارت میں شاگل کے ساتھیوں کی لاشیں بھی دیکھیں تو وہ ہیلی کاپٹر پر واپس آیا اور اس نے چیکنگ کے دوران مشرقی دیوار کے پاس کھڑے ہوئے ہیلی کاپٹر کو چیک کر لیا تھا۔ پھر جب وہ اس ہیلی کاپٹر میں داخل ہوا تو وہاں چیف شاگل بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ چونکہ وہ چیف شاگل سے دارالحکومت میں ملا ہوا تھا اس لئے وہ اسے فوری پہچان گیا تھا اور پھر وہ اسے وہاں سے اٹھوا کر اور وہاں موجود ہیلی کاپٹر کو لے کر چھاؤنی پہنچ گیا جہاں شاگل کو جب ہوش دلایا گیا تو شاگل نے انہیں بتایا کہ وہ ملٹری ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا تھا کہ اس کے سر پر ضرب لگائی گئی تھی اور پھر اسے اس وقت معمولی سا ہوش آیا جب وہ چھاؤنی کی دیوار کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں پڑا ہوا تھا۔ اس نے اس نیم بے ہوشی میں دیکھا تھا کہ وہاں ایک سوراخ تھا جس میں چند لوگ اندر جا رہے تھے اور پھر اسے دوبارہ بے ہوش کر دیا گیا اور اب اسے ہوش آیا ہے۔ اس سے یہ بات سمجھ لی گئی کہ پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری میں داخل ہو گئے ہیں۔ پھر ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے فون پر بات ہوئی۔ پہلے تو انہوں نے ڈاکٹر وشنو کے لہجے میں بات کی لیکن پھر وہ لوگ کھل گئے اور اس کے بعد متعدد تجاویز کے تحت انہیں ٹریپ کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان کا مقصد صرف اتنا تھا کہ کسی طرح وہ باہر آجائیں کیونکہ لیبارٹری کو واقعی اندر سے سیلڈ کر دیا گیا تھا اور اب باہر سے ان کی مرضی کے بغیر

کوئی اندر نہ جا سکتا تھا۔ آخر کار یہ طے ہو گیا کہ چیف شاگل گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر مشرقی دیوار کے پاس اس جگہ پہنچے جہاں پہلے اس کا ہیلی کاپٹر رہا تھا اور ہیلی کاپٹر سے اتر کر وہ دیوار کے قریب جا کر رک جائے۔ پاکیشیائی ایجنٹ اندر سے چیکنگ کریں گے جب وہ مطمئن ہوں گے تو باہر آ جائیں گے لیکن اصل مسئلہ یہ تھا کہ چیف شاگل ان کے ساتھ تھا اس لئے ہیلی کاپٹر کو فضا میں میزائلوں سے یا جنگی جہازوں سے ہٹ نہیں کیا جا سکتا تھا جس کے لئے شاگل نے زیرو پیراشوٹ کی تجویز پیش کی تھی اور یہ تجویز سب کو بے حد پسند آئی۔

"اوہ، ویری گڈ چیف شاگل۔ آپ واقعی بے حد ذہین ہیں۔ یہ واقعی فول پروف تجویز ہے۔ ویری گڈ۔ کرنل پرشاد جلدی سے زیرو پیراشوٹ منگواؤ اور ایک گن شپ ہیلی کاپٹر تیار کراؤ اور سنو یہاں چھاؤنی میں الرٹ کر دو۔ تمام چیکنگ ٹاورز کو ہدایات دے دو کہ جیسے ہی چیف شاگل ہیلی کاپٹر سے نیچے کودیں اس ہیلی کاپٹر پر چاروں طرف سے میزائل فائر کئے جائیں۔ اسے کسی صورت بھی بچ کر نہیں جانا چاہئے"...... جنرل گھوشی نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ پہلے سے یہ تمام انتظامات کر لئے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ نزدیکی ایئر فورس کے اڈے پر بھی ہدایات بھجوا دی گئی ہیں۔ وہاں فائٹر طیاروں کا ایک پورا اسکوارڈن بھی ہمارے احکامات کی تعمیل کے لئے تیار رہے گا"...... کرنل پرشاد نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں

ایک چھوٹا سا بنڈل تھا۔ شاگل نے اس کے ہاتھ سے بنڈل لیا اور اٹھ کر علیحدہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"اہم بات یہ ہے کہ لیبارٹری میں کوئی اسلحہ نہیں ہے ورنہ شاید وہ لیبارٹری ہی تباہ کر دیتے"...... جنرل گھوشی نے کہا۔

"جناب مجھے ان لوگوں کی دلیری اور حوصلے پر حیرت ہے کہ وہ کس طرح تمام رکاوٹیں ہٹا کر لیبارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں"...... کرنل پرشاد نے کہا۔

"ہاں، واقعی یہ لوگ انتہائی دلیر اور حوصلہ مند ہیں لیکن چونکہ یہ ہمارے دشمن ہیں اس لئے مجھے ان کی موت پر کوئی افسوس نہیں ہو گا"...... جنرل گھوشی نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد شاگل واپس آیا تو اس نے لباس کے نیچے مخصوص زیرو پیراشوٹ باندھ لیا تھا جو باہر سے کسی صورت بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

"گن شپ ہیلی کاپٹر تیار ہے"...... شاگل نے جنرل گھوشی سے کہا۔

"جی ہاں۔ آیئے"...... جنرل گھوشی نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی کرنل پرشاد بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک طرف بنے ہوئے مخصوص ہیلی پیڈ پر پہنچ گئے جہاں چار گن شپ ہیلی کاپٹر موجود تھے۔

"آپ اسے خود پائلٹ کریں گے"...... جنرل گھوشی نے کہا۔

"ہاں، کیونکہ عمران نے شرط لگائی ہے کہ میں ہیلی کاپٹر میں اکیلا

آؤں ۔ وہ صرف میری ذات پر اعتماد کرتا ہے"........ شاگل نے کہا۔

" لیکن اگر انہوں نے آپ کو ہی پائلٹ رہنے پر مجبور کر دیا تو پھر تو آپ چھلانگ نہ لگا سکیں گے"........ جنرل گھوشی نے کہا۔

" پھر تو میں زیادہ آسانی سے چھلانگ لگا لوں گا۔ اس کے بعد ہیلی کاپٹر ویسے ہی نیچے گر کر تباہ ہو جائے گا اور اسے بلاسٹ بھی نہ کرنا پڑے گا"........ شاگل نے کہا۔

" اور اگر انہوں نے آپ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیں جیسے انہوں نے پہلے کیا تھا تو پھر........" جنرل گھوشی نے کہا۔

" ہتھکڑیاں کھولنا ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہوتا جنرل صاحب۔ ہم نے ایسی بے شمار تربیتیں لے رکھی ہیں"........ شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ بہرحال یہ بات طے سمجھ لیں کہ ہم ایک حد تک آپ کی ہیلی کاپٹر میں موجودگی برداشت کریں گے اس کے بعد نہیں۔ اس لئے آپ جس قدر جلد ممکن ہو سکے چھلانگ لگا دیں"........ جنرل گھوشی نے کہا۔

" کیا مطلب، کیا واقعی چھاؤنی سرحد پر ہے"........ شاگل نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" سرحد پر۔ نہیں، کیا مطلب"........ جنرل گھوشی نے حیران ہو کر کہا۔

" تو پھر کسی حد کی بات آپ نے کیسے کر دی ہے جنرل گھوشی

صاحب۔ آپ محض ایک جنرل ہیں جبکہ میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہوں اور میرا عہدہ صدر اور پرائم منسٹر کے بعد ملک کا تیسرا بڑا عہدہ ہے۔ میں چاہوں تو آپ کو اپنے حکم سے معطل کر سکتا ہوں۔ اس لئے آئندہ ایسے الفاظ منہ سے نہ نکالا کریں"........ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اس کے سامنے جنرل کی بجائے کوئی چھوٹا ملازم موجود ہو۔

" ہمیں آپس میں لڑنے کی بجائے دشمن کے خاتمہ کے لئے مل کر کام کرنا چاہئے"........ کرنل پرشاد نے صورتحال کو بگڑتے دیکھ کر مداخلت کر دی۔

" سوری میرا مطلب آپ کی توہین نہ تھا"........ جنرل گھوشی نے کہا۔

" آئندہ محتاط رہنا۔ میں ایسے فقرے سننے کا عادی نہیں ہوں"........ شاگل کا غصہ بدستور موجود تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ کر ایک سائیڈ پر علیحدہ کھڑے ہوئے گن شپ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔

" ہونہہ، ایک معمولی سا جنرل ہو کر مجھ پر رعب ڈال رہا تھا نانسنس"........ شاگل نے ہیلی کاپٹر میں داخل ہو کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کے انجن کی چیکنگ شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد اس نے انجن سٹارٹ کیا اور تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوا اور پھر کافی بلندی پر پہنچ کر اس نے

تیزی سے رخ موڑا اور پہلے وہ چھاؤنی کے مین گیٹ کی طرف سے آگے کھلے میدان میں گیا اور پھر چکر کاٹ کر وہ مشرقی دیوار کی طرف آ گیا۔ چند لمحوں بعد اسے دیوار میں بنا ہوا ایک سوراخ نظر آ گیا۔ اس نے صرف اندازے کی بنا پر جنرل گھوشی کو بتایا تھا کہ اس نے نیم بے ہوشی کے عالم میں سوراخ میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو جاتے ہوئے دیکھا تھا حالانکہ اسے اس سوراخ کے نمودار ہونے سے پہلے ہی بے ہوش کر دیا گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انہیں یہ بھی نہ بتایا تھا کہ اس نے خود کال کر کے ڈاکٹر وشنو کو راستہ کھولنے پر آمادہ کیا تھا کیونکہ اس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کے لیبارٹری میں پہنچنے کا سارا الزام اس کے سر پر آ جاتا۔ اس نے اس سوراخ کے قریب جا کر ہیلی کاپٹر زمین پر اتارا اور پھر سر سے کنٹوپ ہٹا کر وہ نیچے اترا اور اس سوراخ کی طرف چل پڑا۔

"اندر آ جاؤ چیف شاگل "...... اندر سے عمران کی آواز سنائی دی۔

" تم باہر آ جاؤ۔ میں کیوں اندر آؤں "...... شاگل نے ٹھٹھک کر کہا۔

" میں نے چیکنگ کرنی ہے کہ تم اکیلے آئے ہو یا نہیں اور جب تک تم اندر نہیں آؤ گے ہم چیکنگ نہیں کر سکتے ورنہ تمہارے ساتھ آئے ہوئے آدمی ہم پر فائر کھول دیں گے "...... عمران نے جواب دیا۔

" میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں اکیلا آیا ہوں "...... شاگل نے کہا۔

" پھر تمہیں اندر آنے میں کیا جھجک ہے "...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں آ جاتا ہوں "...... شاگل نے کہا اور آگے بڑھ گیا اور تیزی سے سوراخ میں داخل ہو گیا لیکن جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا۔ اچانک اس کے سر پر دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت بیرونی سوراخ کی سائیڈ میں موجود تھا۔ اس نے ایک گن شپ ہیلی کاپٹر کو اس سوراخ کی طرف آتے دیکھ لیا تھا۔

"سب ہوشیار ہو جاؤ۔ اب ہم حقیقتاً آگ کے سمندر میں کودیں گے"....... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد گن شپ ہیلی کاپٹر سوراخ کے قریب آکر رک گیا۔ عمران نے سامنے سے چیک کر لیا کہ ہیلی کاپٹر میں شاگل اکیلا ہے لیکن جب شاگل سوراخ کے قریب آیا تو اس نے اسے اندر آنے کا کہا۔ پہلے تو شاگل نے اندر آنے سے انکار کر دیا لیکن پھر وہ عمران کی بات مان کر اندر آنے پر آمادہ ہو گیا۔ عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور پھر جیسے ہی شاگل اندر داخل ہوا۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور شاگل کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی اور وہ

ایک بھرپور ضرب سے ہی ڈھیر ہو گیا تھا۔

"اسے اٹھا کر کاندھے پر لاد دو اور چلو"....... عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ صفدر نے شاگل کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر ایک ایک کر کے وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے اس سوراخ سے باہر نکلے۔

"ہیلی کاپٹر پر سوار ہو جاؤ اور اسے عقب میں ڈال دو۔ میں یہ راستہ بند کر کے آرہا ہوں۔ ہیلی کاپٹر میں خود پائلٹ کروں گا"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس اندر داخل ہوا۔ اس نے اس ابھری ہوئی اینٹ پر پیر مارا اور اس کے ساتھ ہی اس کے عقب میں چھلانگ لگا دی اور تیزی سے بند ہوتے ہوئے سوراخ سے باہر آگیا۔ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ یقیناً اس میں پھنس کر کچلا جا سکتا تھا لیکن چونکہ اسے پہلے سے احساس تھا کہ اسے ایسا کرنا پڑے گا اس لیئے وہ ذہنی اور جسمانی طور پر اس کے لئے تیار تھا۔ یہ راستہ یا تو مشین سے کھولا جا سکتا تھا یا اندر سے اس اینٹ کی مدد سے۔ باہر سے اسے کھولنے یا بند کرنے کا کوئی سسٹم موجود نہ تھا اور وہ اس راستے کو کھلا نہ رہنے دینا چاہتا تھا تاکہ اندر موجود ٹی ایف بم کو چیک نہ کر لیا جائے۔ باہر نکل کر وہ دوڑتا ہوا اس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی سیٹوں پر بیٹھ چکے تھے جبکہ شاگل عقبی سیٹ کے پیچھے خالی جگہ پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

"عمران صاحب۔ شاگل نے اپنے لباس کے نیچے زیرو پیراشوٹ پہنا

ہوا ہے"...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ، اوہ اس کا مطلب ہے کہ وہ نیچے چھلانگ لگانے کا پروگرام بنائے ہوئے تھا۔ اس کا پیراشوٹ کھول لو"...... عمران نے کہا تو صفدر اٹھ کر پیچھے پڑے ہوئے شاگل کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ زیرو پیراشوٹ کھول چکا تھا۔

"یہ جولیا کو دے دو تاکہ یہ اسے اپنے لباس کے اوپر ہی پہن لے اور اگر کسی بھی وقت کوئی مسئلہ ہو تو کم از کم جولیا تو بچ جائے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں، میرا مرنا جینا آپ سب کے ساتھ ہے"...... جولیا نے پیراشوٹ لینے سے صاف انکار کرتے ہوئے کہا۔

"کاش تم "سب" کا الفاظ استعمال نہ کرتی"...... عمران نے بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا تو سب اس کی بات سن کر بے اختیار مسکرا دیئے اور اس کے ساتھ ہی ان سب کے تنے ہوئے اعصاب بھی ڈھیلے پڑ گئے۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کرنے سے پہلے جیب سے ٹی ایف کا ڈی چارجر نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

"جیسے ہی میں کہوں تم نے اسے آپریٹ کر دینا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران نے انجن سٹارٹ کیا اور چند لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوا لیکن عمران اسے دیوار سے اوپر لے جانے کی بجائے تھوڑا سا اوپر لے جا کر اس نے مغرب کی طرف اسے تیزی سے

آگے بڑھانا شروع کر دیا۔ ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گیا تھا کہ اچانک اس نے گن شپ ہیلی کاپٹر کو بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ پر کیا اور خوفناک سیٹی کی آواز پیدا کرتا ہوا میزائل ہیلی کاپٹر کے قریب سے نکل کر آگے زمین سے ٹکرایا اور پھٹ گیا۔

"ڈی چارجر آن کر دو"...... عمران نے اب گن شپ ہیلی کاپٹر کو تیزی سے دائیں بائیں کاٹتے اور اوپر سے نیچے لے جاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر ایک اور میزائل کی زد میں آتے آتے بچا۔

"جلدی کرو"...... عمران نے چیخ کر کہا تو جولیا نے بٹن پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی انہیں عقب میں ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی لیکن یہ دھماکہ ایسا نہ تھا جس سے احساس ہوتا کہ چھاؤنی کا اسلحہ بھی پھٹ گیا ہے۔ یہ صرف ٹی ایف کا اپنا دھماکہ تھا۔

"اوہ، اوہ ویری بیڈ۔ یہ تو شاگل کو بھی ہلاک کر دینا چاہتے ہیں"...... عمران نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔ وہ ہیلی کاپٹر کو مسلسل دائیں بائیں کرتا ہوا آگے بڑھائے لئے جا رہا تھا کہ اچانک ایک اور میزائل کی مخصوص آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کو اس قدر زور دار جھٹکا لگا کہ وہ فضا میں ہی گھوم گیا۔

"ہیلی کاپٹر سے نکلنے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو اس انداز میں زمین کی طرف کر دیا کہ سب کے سانس رک سے گئے کیونکہ یوں لگتا تھا کہ دوسرے ہی لمحے ہیلی کاپٹر پوری قوت سے سیدھا زمین سے ٹکرا جائے گا۔ اس کی

دم اڑ گئی تھی اور ہیلی کاپٹر کا توازن ختم ہو گیا تھا۔ زمین کے قریب پہنچ کر اس نے ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھایا اور پھر ہیلی کاپٹر زمین پر گھسٹتا ہوا کافی دور تک آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر رکا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے چھلانگیں لگا دیں۔

" دوڑو۔ ابھی گن شپ ہیلی کاپٹر یا جیپیں پہنچ جائیں گی "۔ عمران نے آگے کی طرف دوڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ دور دور تک خالی میدان تھا اور اس وقت وہ جس پوزیشن میں تھے ان کے بچ نکلنے کا کوئی چانس باقی نہ رہا تھا کہ اچانک انہیں عقب میں گڑگڑاہٹ کی تیز آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی خوفناک دھماکوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا اور انہوں نے جب مڑ کر دیکھا تو واگرہ چھاؤنی پر گرد اور دھوئیں کے گہرے بادل چھاتے چلے جا رہے تھے اور چھاؤنی کی فصیل نما اونچی دیوار کے پرخچے اڑ گئے تھے۔

" اوہ، اوہ چھاؤنی کا اسلحہ ڈپو تباہ ہو رہا ہے۔ نکلو یہاں سے جلدی۔ قدرت ہمارے حق میں جا رہی ہے "...... عمران نے کہا اور تیزی سے ایک بار پھر آگے کی طرف دوڑنے لگے۔ اچانک انہیں اس دھوئیں اور گرد میں سے گن شپ ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی جو تیزی سے ان کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔

" اوہ، اوہ زگ زیگ انداز میں دوڑو "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا پسٹل نکالا اور اس کا رخ

کافی بلندی پر آنے والے گن شپ ہیلی کاپٹر کی طرف کر دیا۔ وہ رک گیا تھا جبکہ اس کے ساتھی مسلسل دوڑتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے لیکن ہیلی کاپٹر چند لمحوں میں تقریباً عمران کے سر پر پہنچ گیا کہ عمران نے یکلخت غوطہ لگایا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کی گن سے نکلنے والی گولیوں کی باڑ سے وہ بال بال بچا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے پسٹل کا ٹریگر دبا دیا تھا اور پسٹل سے سرخ رنگ کی شعاع سی نکلی اور پلک جھپکنے میں فضا میں حرکت کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے جا ٹکرائی اور دوسرے لمحے پورا ہیلی کاپٹر کسی سرخ شعلے میں تبدیل ہو کر نیچے گرنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے کی طرف دوڑ پڑا۔ چند لمحوں بعد ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور گن شپ ہیلی کاپٹر زمین سے ٹکرا کر پرزوں میں بکھر گیا۔

" دوڑو، فائرنگ کی وجہ سے میگنٹ ریز نے ہیلی کاپٹر کو ٹارگٹ بنا لیا ہے "...... عمران نے اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچتے ہوئے کہا جو کافی آگے جا کر رک گئے تھے۔ انہیں احساس ہو گیا تھا کہ عمران پیچھے رک گیا ہے اور پھر وہ مسلسل دوڑتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک انہیں جنوب کی جانب سے دو جیپیں تیزی سے اپنی طرف بڑھتی ہوئی دکھائی دینے لگیں۔ یہ دونوں جیپیں فوجی تھیں۔

" میں ایک جیپ کو نشانہ بناتا ہوں۔ دوسری کو صحیح سلامت پکڑنا پڑے گا "...... عمران نے دوڑتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس نے جیب سے وہی چھوٹا سا میگنٹ ریز پسٹل نکال لیا۔ جیپیں اب کافی

قریب آچکی تھیں۔ ان کی رفتار خاصی تیز تھی کہ عمران نے رک کر آگے آنے والی جیپ کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا۔ اس بار پھر پلک جھپکنے میں سرخ رنگ کی شعاع پسٹل کی نال سے نکل کر جیپ سے ٹکرائی اور ایک لمحے کے لئے پوری جیپ سرخ شعلے میں تبدیل ہو گئی اور دوسرے لمحے اس کے پرزے فضا میں بکھرتے چلے گئے۔ اس کے پیچھے آنے والی جیپ نے سائیڈ کاٹی اور تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی کہ عمران کے ساتھیوں نے اس پر فائرنگ شروع کر دی لیکن جیپ مسلسل آگے بڑھی چلی آ رہی تھی۔ مشین پسٹل گولیوں کا شاید اس پر اثر ہی نہ ہو رہا تھا کہ عمران نے ایک بار پھر میگنٹ ریز پسٹل استعمال کر دیا اور پھر اس جیپ کا وہی حشر ہوا جو پہلی جیپ کا ہوا تھا۔

" مجبوری تھی۔ یہ ہمیں ہلاک کر دیتے۔ ادھر دوڑو جہاں سے یہ جیپیں آ رہی تھیں۔ ادھر شاید فوجی چیک پوسٹ ہے"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رخ موڑا اور تیزی سے دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ اب چھاؤنی سے کافی دور نکل آئے تھے لیکن چھاؤنی میں ہونے والے دھماکوں کی آوازیں ابھی تک مسلسل سنائی دے رہی تھیں اور چھاؤنی کا پورا علاقہ گرد اور دھوئیں میں مکمل طور پر چھپ گیا تھا۔ پھر مسلسل دوڑتے دوڑتے انہیں دور سے ایک عمارت نظر آنی شروع ہو گئی جس پر کافرستان کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔

" بس رک جاؤ۔ اب میں مزید نہیں دوڑ سکتی"۔۔۔۔۔۔۔ اچانک جولیا نے ہانپتے ہوئے کہا۔

" صفدر اسے اٹھا لو۔ عمران نے دوڑتے ہوئے کہا اور پھر جولیا چیختی چلاتی رہ گئی لیکن صفدر نے دوڑتے ہوئے اسے اس طرح جھپٹ کر کاندھے پر لاد لیا جیسے جولیا کپڑے سے بنی ہوئی ہلکی پھلکی گڑیا ہو۔ حالانکہ مسلسل دوڑنے کی وجہ سے صفدر کا چہرہ قندھاری انار کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور وہ آہستہ آہستہ ہانپ بھی رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ جولیا کو کاندھے پر لادے اسی رفتار سے ہی دوڑتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر وہ اس چیک پوسٹ کی عمارت کے قریب پہنچ گیا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا اور نہ ہی کوئی جیپ تھی۔ دو کمروں کی یہ عمارت یکسر خالی پڑی ہوئی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی وہاں رک گئے۔ صفدر نے جولیا کو بھی کاندھے سے نیچے اتار دیا تھا۔

" اوہ، ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ چیک پوسٹ کے لوگ تھے جو چھاؤنی کی تباہی کی وجہ سے وہاں جا رہے تھے اور یقیناً انہیں معلوم ہی نہ ہو گا کہ ہم ان کے دشمن ہیں"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ اگر یہ ہمیں دشمن سمجھتے تو لازماً مشین گن استعمال کرتے۔ بہرحال اب تو ختم ہو چکے ہیں اور ہم بھی شاید اب تک اس لئے زندہ ہیں کہ چھاؤنی تباہ ہو گئی ہے اور آپ کے پاس میگنٹ ریز پسٹل موجود تھا"۔۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" یہ پسٹل میں نے ایسے ہی حالات کے لئے خصوصی طور پر خریدا تھا۔ بہرحال اب مزید پیدل آگے بڑھنا پڑے گا"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ یہاں اس کمرے کے نیچے کوئی تہہ خانہ بھی

ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے ایک کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"تہہ خانہ۔ کیسے معلوم ہوا"...... عمران نے چونک کر کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔

"یہ دیکھیں۔اس دیوار کی پوزیشن بتا رہی ہے کہ نیچے تہہ خانہ ہے"...... کیپٹن شکیل نے ایک ابھار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس دیوار کی جڑ کو جھک کر غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"کوئی اسلحہ وغیرہ ہوگا تہہ خانے میں، سٹور ہوگا۔ ہمیں یہاں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہم خطرے کی صورت میں اس تہہ خانے میں چھپ بھی سکتے ہیں"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔اس دوران عمران نے ایک جگہ دیوار کی جڑ میں زور سے پیر مارا تو فرش کا ایک حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھ گیا اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دینے لگیں۔ عمران چند لمحے خاموش کھڑا رہا اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے بنے ہوئے ایک کافی وسیع تہہ خانے میں پہنچتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑے۔ کیونکہ تہہ خانے میں اسلحہ کی پیٹیوں کے ساتھ ساتھ دو فوجی موٹر سائیکل بھی موجود تھے۔لیکن ان کی حالت دیکھ کر فوراً اندازہ ہو جاتا تھا کہ یہ ناکارہ ہو جانے پر یہاں رکھے گئے

ہیں۔

"یہ موٹر سائیکل اور یہاں"...... عقب سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"یہ ناکارہ ہو گئے ہوں گے۔ان کے ٹائر ٹیوب بھی ختم ہو گئے ہیں"...... عمران نے قریب جا کر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"دو فوجی ہیلی کاپٹر ادھر آ رہے ہیں"...... اچانک باہر سے تنویر نے چیخ کر کہا تو عمران اور صفدر تیزی سے مڑے اور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گئے۔ سارے ساتھی کمرے میں موجود تھے۔ عمران نے آگے بڑھ کر سر باہر نکالا تو اسے دو ہیلی کاپٹر اس چیک پوسٹ کی طرف آتے دکھائی دیئے۔ وہ اس وقت وہاں پہنچ چکے تھے جہاں دونوں جیپوں کا تباہ شدہ ملبہ پڑا ہوا تھا اور پھر ایک ہیلی کاپٹر وہیں اتر گیا جبکہ دوسرا تیزی سے چیک پوسٹ کی طرف بڑھتا ہوا چلا آیا۔

"یہ ہمارے لئے اترا ہے۔سائیڈ پر ہو جاؤ"...... عمران نے کہا اور خود بھی ایک سائیڈ پر ہو گیا۔ہیلی کاپٹر نے ایک راؤنڈ لگایا اور پھر نیچے اترنے کی بجائے وہ واپس اس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا جو زمین پر اتر چکا تھا اور اس سے تین افراد نکل کر جیپوں کے ملبے اور اس میں موجود فوجیوں کی جلی ہوئی لاشوں کو دیکھ رہے تھے۔اور پھر دوسرا ہیلی کاپٹر بھی پہلے ہیلی کاپٹر کے ساتھ زمین پر اتر گیا۔

"یہ تو کام غلط ہو گیا۔اب کیا کریں"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے یہ لوگ پسٹل کی رینج میں بھی نہیں ہیں البتہ میگنٹ ریز پسٹل استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ دونوں ہیلی کاپٹر بھی جل کر راکھ ہو جائیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ، اوہ تہہ خانے میں اسلحے کی پیٹیاں موجود ہیں۔ شاید ان پیٹیوں میں گنیں موجود ہوں جو لانگ رینج کی ہوں۔ عام طور پر چیک پوسٹوں کو ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے ایسی گنیں بھی سٹور کی جاتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں دیکھتا ہوں"...... صفدر نے کہا اور تیزی سے تہہ خانے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن شکیل اور تنویر بھی اس کے پیچھے تھے۔ دونوں ہیلی کاپٹروں سے مسلح فوجی باہر نکل کر کھڑے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کے ساتھی تہہ خانے سے باہر آتے۔ وہ سب ہیلی کاپٹروں میں سوار ہو گئے۔

"عمران صاحب۔ گنیں تو ہیں لیکن ان کے میگزین نہیں ہیں"...... اسی لمحے صفدر کی تہہ خانے میں سے آواز سنائی دی۔

"تو پھر آ جاؤ۔ ویسے بھی وہ لوگ جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔ دونوں ہیلی کاپٹر اس دوران فضا میں بلند ہو چکے تھے لیکن ان کا رخ ایک بار پھر چیک پوسٹ کی طرف ہی تھا۔ عمران سائیڈ پر کھڑا آنے والے ان ہیلی کاپٹروں کو دیکھ رہا تھا لیکن وہ چیک پوسٹ کے قریب اترنے کی بجائے اوپر سے ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہ یقیناً ان کی

تلاش میں گئے ہوں گے جب ان کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی تو عمران کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے باہر آ گئے کیونکہ وہ سب تہہ خانے سے واپس آ گئے تھے۔

"یہ لمبا راؤنڈ لگا کر واپس آئیں گے۔ اس وقت شاید انہیں خیال آ جائے کہ ہم اس چیک پوسٹ میں چھپ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اگر انہیں یہ خیال آ گیا تو وہ نیچے اترنے کی بجائے ان کمروں پر بمباری کرنا زیادہ بہتر سمجھیں گے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آگے بھی وسیع میدان ہے اور اس میدان میں آبادی بھی نہیں ہے۔ اس لئے اب کیا کیا جائے۔ ہم واقعی بری طرح پھنس گئے ہیں۔ ابھی تو یہ دو ہی ہیلی کاپٹر آئے ہیں۔ کسی بھی وقت پوری فوج بھی یہاں پہنچ سکتی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اگر ہمیں فوجی یونیفارم مل جائیں تو شاید کام بن جاتا۔ لیکن اب کیا کیا جائے"...... عمران نے کہا۔ وہ خود اس وقت انتہائی الجھن کا شکار ہو رہا تھا کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے ان کے لئے خطرات بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ چھاؤنی کی تباہی کی ہنگامی حالت سے نکلتے ہی وسیع پیمانے پر ان کی تلاش شروع ہو جائے گی اور یہاں چھپتا تو ایک طرف اوٹ لینے کی بھی کوئی جگہ نہ تھی۔

"عمران صاحب، ہیلی کاپٹر واپس آ رہے ہیں"...... اسی لمحے

کیپٹن شکیل نے کمرے کی سائیڈ سے نکل کر آتے ہوئے کہا۔ وہ شاید عقبی طرف چیکنگ کے لئے گیا تھا۔

" اب امکان ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں بمباری کرنے کی بجائے ہیلی کاپٹر اتار کر چیکنگ کریں اور کیا کہا جا سکتا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ ہم دیوار کی اوٹ لے کر دیواروں کے ساتھ چپک کر کھڑے ہو جائیں تو یہ ہمیں مارک نہ کر سکیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اندر موجود رہنے سے ہم بمباری سے نہ بچ سکیں گے جبکہ باہر ہماری بچت ہو سکتی ہے۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب کمروں کی سائیڈوں کی دیواروں کے ساتھ چمٹ کر بے حس و حرکت کھڑے ہوگئے۔ اسی لمحے دونوں ہیلی کاپٹروں کی آوازیں انہیں اپنے سروں پر سنائی دینے لگی اور پھر ہیلی کاپٹر کچھ آگے جا کر واپس پلٹے اور چیک پوسٹ سے کچھ فاصلے پر ایک ہیلی کاپٹر نیچے اتر گیا جبکہ دوسرا فضا میں ہی معلق ہو گیا تھا۔

" جیسے ہی یہ قریب آئیں مشین پسٹل کا نشانہ بنا دینا۔ میں فضا میں موجود اس ہیلی کاپٹر کو میگنٹ ریز سے تباہ کرتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے میگنٹ ریز پسٹل نکالا۔ اس کے ساتھی بھی تیزی سے محتاط اور چوکنا دکھائی دے رہے تھے۔ عمران ہاتھ میں میگنٹ ریز پسٹل پکڑے دیوار سے چمٹا خاموش کھڑا تھا کہ

اچانک تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیخیں سنائی دیں تو عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس کے میگنٹ ریز پسٹل سے سرخ رنگ کی شعاع نکل کر پلک جھپکنے میں فضا میں معلق ہیلی کاپٹر سے ٹکرائی اور ہیلی کاپٹر ایک لمحے کے لئے سرخ شعلہ نظر آیا اور دوسرے لمحے اس کے پرزے فضا میں ہی بکھر کر نیچے گرنے لگے جبکہ تینوں فوجی زمین پر پڑے ابھی تڑپ رہے تھے کہ اچانک دوسرے ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی تو عمران بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف دوڑ پڑا لیکن ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھ گیا تھا۔ عمران نے جمپ لگا کر اس کے راڈز پکڑنے کی کوشش کی لیکن اس کی یہ اونچی چھلانگ رائیگاں چلی گئی۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر اس کے اندازے سے زیادہ بلندی پر پہنچ چکا تھا۔ ہیلی کاپٹر اوپر اٹھ کر تیزی سے گھوما اور پھر وہ اس طرف کو بڑھتا چلا گیا جدھر سے آیا تھا جبکہ عمران اب بے بس سے انداز میں نیچے کھڑا تھا۔ اس کے ساتھی بھی دوڑتے ہوئے اس کے قریب پہنچ گئے۔

" یہ تو حالات سراسر ہمارے خلاف جا رہے ہیں۔ کوئی اقدام بھی درست نہیں ہو رہا"...... صفدر نے کہا۔

" خوش قسمتی ہر بار ساتھ نہیں دیا کرتی مسلسل جدوجہد بہرحال ضروری ہے۔ اب ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔ اس بار گن شپ ہیلی کاپٹر آئیں گے"...... عمران نے کہا۔

" لیکن ہم جائیں گے کہاں"...... جولیا نے کہا۔

"ہمت کرو۔ اللہ تعالیٰ ضرور ہماری مدد کرے گا۔ ایک بار پھر دوڑنا ہوگا ہمیں"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے ان فوجیوں کے ہاتھوں سے نکل کر ایک طرف گری ہوئی مشین گنیں اٹھائیں اور ایک بار پھر انہوں نے چیک پوسٹ کی عقبی طرف میدان میں دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ صرف اتنا خیال رکھ رہے تھے کہ چیک پوسٹ کے بالکل عقب میں دوڑ رہے تھے لیکن ظاہر ہے یہ احتیاط ہیلی کاپٹروں کی حد تک فضول تھی۔ ابھی انہیں دوڑتے ہوئے بہت تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک عمران ٹھٹھک کر رک گیا۔

"کیا ہوا"....... سب ساتھیوں نے بھی رکتے ہوئے۔

"دائیں طرف دیکھو۔ میرا خیال ہے کہ کوئی جیپ موجود ہے"....... عمران نے کہا تو سب نے اس طرف کو دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ ایک نقطہ سا نظر آ رہی تھی۔

"ہاں، یہ جیپ ہی ہے اور ساتھ ایک خیمہ بھی ہے"....... صفدر نے کہا۔

"چلو ادھر۔ جلدی کرو"....... عمران نے کہا اور ان سب نے رخ موڑا اور تیزی سے اس طرف کو دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ دوڑتے ہوئے بار بار مڑ کر بھی دیکھ رہے تھے کہ کوئی ہیلی کاپٹر تو نہیں آ رہا لیکن آسمان ابھی تک صاف تھا۔ اب واقعی جیپ اور چھوٹا سا خاکی خیمہ واضح طور پر نظر آنے لگ گیا تھا لیکن وہاں کسی قسم کی کوئی نقل و حرکت نظر نہ آ رہی تھی اور پھر وہ سب دوڑتے ہوئے جیپ کے قریب

پہنچ گئے۔ انہوں نے پھیل کر اس خیمے کا محاصرہ کر لیا لیکن نہ خیمے سے باہر کوئی آدمی تھا اور نہ ہی جیپ کے گرد۔ خیمے کا پردہ اندر سے بندھا ہوا تھا۔ عمران نے سائیڈ کو جھٹکا دے کر اس کا بند توڑا اور اندر داخل ہو گیا تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ خیمے کے اندر ایک لاش پڑی ہوئی تھی جس کا رنگ گہرا نیلا ہو رہا تھا۔ اس کے جسم پر شکاریوں جیسا لباس تھا۔ خیمے کے اندر شکار کا مخصوص اسلحہ، پانی کے دو کنٹینیز بھی موجود تھے اور خشک خوراک کے ڈبے بھی۔

"یہ کیا ہوا ہے"....... جولیا نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"یہ کوئی شکاری تھا اور رات کو سانپ نے اسے کاٹ لیا ہے"....... عمران نے کہا اور جولیا نے اور دوسرے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"سانپ اس قدر زہریلا تھا کہ یہ حرکت بھی نہ کر سکا۔ ورنہ اس کے پاس سانپ کے زہر سے بچنے کی دوا تو لازماً ہوگی"....... صفدر نے کہا۔

"ہاں، ادھر ایمرجنسی میڈیکل باکس بھی موجود ہے۔ بہرحال اس نے قربانی دے کر ہمارا راستہ صاف کر دیا ہے۔ آؤ اب ہم نے فوراً نکلنا ہے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر لاش کی جیبوں کی تلاشی لی تو اسے جیپ کی چابیاں مل گئیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب جیپ میں سوار ہوئے اور جیپ کو دوڑاتے ہوئے آگے

بڑھتے چلے گئے۔ پانی کا ایک کنٹینر وہ اٹھا لائے تھے۔ کیونکہ مسلسل اور تیز دوڑنے کی وجہ سے ان سب کو شدید پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران موجود تھا۔

"باہر چیکنگ کرتے رہنا۔ کسی بھی لمحے ہمیں گھیرا جا سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہم چیک کر رہے ہیں"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"فیول بھی ہے اس میں یا اسے بھی چھوڑنا پڑے گا"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"فیول فل ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس میدان کو کراس کر گئے اور انہیں ایک آبادی نظر آنے لگ گئی تھی اس سے پہلے ایک بڑی سڑک بھی تھی اور پھر عمران نے جیپ کے سڑک پر پہنچتے ہی اس کا رخ بائیں طرف کو موڑ دیا۔

"اس آبادی میں شاید کوئی اور بہتر ذریعہ مل جاتا"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"نہیں، عام سا گاؤں ہے وہاں کیا ہو گا۔ میں جلد از جلد کسی بڑے قصبے یا شہر تک پہنچنا چاہتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سڑک پر تھوڑی سی ٹریفک بھی کسی وقت نظر آ رہی تھی۔

"عمران صاحب، ایک مسافر بس آ رہی ہے۔ ہمیں جیپ چھوڑ کر بس میں سوار ہو جانا چاہئے"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں، یہ بس جگہ جگہ رک کر وقت ضائع کرے گی۔ جہاں تک یہ جیپ ساتھ دیتی ہے وہاں تک اسی پر چلیں گے بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ گن شپ ہیلی کاپٹروں کا پورا دستہ آ رہا ہے میدان کی طرف سے"۔۔۔۔۔۔ اچانک دوسری سائیڈ پر بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں، میں نے چیک کر لیا ہے۔ اب اللہ مالک ہے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ مجھے امید ہے یہ لوگ اسے عام سی جیپ سمجھ کر آگے نکل جائیں گے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر واقعی گن شپ ہیلی کاپٹر شور مچاتے ان کے اوپر سے گزر کر سڑک کراس کر کے اس آبادی کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں جولیا نے جانے کے لئے کہا تھا۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے بے اختیار ہو کر کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایک کافی بڑے قصبے نما شہر کے آثار شروع ہو گئے تو سب نے اطمینان بھرا سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بوڑھے سے انہیں معلوم ہوا کہ وہ ایک شہر کاؤلی میں پہنچے ہیں۔ عمران نے جیپ کی رفتار کم کر دی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے جیپ کا رخ ایک ہوٹل کی طرف موڑ دیا۔

"ہم نے یہاں جیپ چھوڑنی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر

ہوٹل کی سائیڈ میں جیپ روک کر وہ سب نیچے اتر آئے۔ بڑا اسلحہ انہوں نے جیپ میں ہی چھوڑ دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ علیحدہ علیحدہ ہو کر چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ عمران ایک جنرل سٹور میں داخل ہو گیا جبکہ اس کے ساتھی آگے بڑھ گئے تھے۔

" فرمایئے جناب"....... دکاندار نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ اس کا بیاس واقعی اس انداز میں مسلا ہوا تھا کہ عجیب سا لگ رہا تھا۔

" میں سیاح ہوں۔ یہاں سے قریب بڑا شہر کونسا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جناب یہاں سے قریب بڑا شہر چرالہ ہے جو یہاں سے چالیس میل کے فاصلے پر ہے۔ وہاں سیاحوں کے لئے بہت اچھے مقامات ہیں"....... دکاندار نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سیاح ایسے ہی حالات میں رہتے ہیں کہ انہیں کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی۔

"چرالہ تو شاید بندرگاہ ہے"....... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ایک چھوٹی سی بندرگاہ ہے"....... دکاندار نے جواب دیا۔

"یہاں سے ہم کسی ایسے شہر جا سکتے ہیں جہاں سے فلائٹس مل سکیں"...... عمران نے کہا۔

"آپ نے جانا کہاں ہے"....... دکاندار نے پوچھا۔

" میں نے جانا تو چتراگ ہے۔ وہاں میرے ساتھی ہیں۔ میں ویسے بھی ادھر کی سیر کرنے اکیلا آگیا تھا"....... عمران نے جواب دیا۔

" چتراگ تو یہاں سے بہت دور ہے۔ آپ اگر رقم خرچ کر سکیں تو یہاں سے آپ کو ایک بڑی لانچ مل سکتی ہے جو آپ کو چتراگ کے قریب بندرگاہ کالنگ پہنچا سکتی ہے۔ اس طرح شارٹ کٹ ہو جائے گا اور پھر کالنگ سے چتراگ صرف ڈیڑھ سو کلو میٹر کے قریب ہوگا جبکہ یہاں سے تو چھ سات سو کلو میٹر سے بھی زیادہ فاصلہ ہوگا"۔ دکاندار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ، بے حد شکریہ"....... عمران نے کہا اور باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ساتھیوں سمیت گھاٹ پر پہنچ چکا تھا اور انہیں وہاں سے کالنگ کے لئے لانچ بڑی آسانی سے مل گئی۔ لانچ نے انہیں دو گھنٹے کے سمندری سفر کے بعد کالنگ پہنچا دیا جہاں سے وہ ٹیکسیوں کے ذریعے چتراگ باآسانی پہنچ گئے۔ چتراگ واقعی بڑا شہر تھا۔ یہاں سے فلائٹس بھی ہر طرف آتی جاتی رہتی تھیں لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں نے کسی ہوٹل میں رہنے کی بجائے سیاحوں کے لئے بنے ہوئے ایک گیسٹ ہاؤس کا انتخاب کر لیا جو خالی پڑا ہوا تھا۔ اس کے لئے اس کے چوکیدار کو ایک بڑا نوٹ دیا گیا تو اس نے کسی قسم کی تفصیلی پوچھ گچھ کرنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی۔ اب عمران کو اطمینان تھا کہ اگر شاگل زندہ بچ گیا ہو گا یا فوج یا ملٹری انٹیلی جنس ان کو آسانی سے تلاش نہ کر سکے گی۔

" وہ ایس تھری تو موجود ہے ناں"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں، اسے چھوڑا جا سکتا تھا"........ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کا جواب سن کر سب کے چہروں پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" عمران صاحب۔ اس مشن میں جتنا دوڑنا پڑا ہے شاید اتنا ہم پاکیشیا میں بھی نہیں دوڑے"........ صفدر نے کہا۔

" اس بار حقیقتاً قسمت نے ہمارا ساتھ دیا ہے ورنہ ہم واقعی بری طرح پھنس گئے تھے"........ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹی وی آن کر دیا۔ ٹی وی پر خبروں کا بلیٹن پیش کیا جا رہا تھا اور سب سے مین خبر واگرہ چھاؤنی کی تباہی کی ہی تھی جس کی تفصیلات بتائی جا رہی تھیں۔

" اصل مشن ٹی ایف نے مکمل کیا ہے۔ ہم تو خواہ مخواہ دوڑتے رہے ہیں"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں۔ اگر ٹی ایف کا دھماکہ اسلحہ کے ڈپو کو متاثر نہ کرتا تو ہم واقعی چوہوں کی طرح شکار کر لئے جاتے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کسی طرح شاگل سے رابطہ ہو جاتا تو لطف آ جاتا"........ اچانک عمران نے کہا۔

" تم نے جان بوجھ کر اسے ہر موقع پر زندہ بچایا ہے ورنہ اس بار اسے انتہائی آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا تھا"........ جولیا نے کہا۔

" وہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ دشمن کے مرنے کی دعا نہ کیا کرو۔ اگر دشمن مر جائیں تو تمہاری زندگی کی دعا کون مانگے گا"........ عمران نے کہا۔

" کیا مطلب، میں سمجھی نہیں"........ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" دشمن اس لئے اپنے دشمن کی زندگی کی دعا مانگتا ہے تاکہ وہ زندہ رہے اور وہ اس سے انتقام لے سکے"........ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" عجیب قول ہے"........ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس کے خصوصی میٹنگ ہال میں اس وقت شاگل کے ساتھ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف اور قومی سلامتی کے مشیر کے ساتھ ساتھ واگرہ چھاؤنی کا جنرل گھوشی بھی موجود تھا۔ ان سب کے چہرے لٹکے ہوئے تھے۔ خاص طور پر چیف شاگل کی حالت انتہائی مایوسانہ تھی۔ تھوڑی دیر بعد میٹنگ ہال کا دروازہ کھلا اور صدر صاحب اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے پرائم منسٹر تھے۔ ان کے چہروں پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی شاگل سمیت سب افراد اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر فوجیوں نے تو باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا جبکہ شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں سلام کیا۔

"تشریف رکھیں"...... صدر نے انتہائی خشک اور سرد لہجے میں کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کے بعد پرائم منسٹر

اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھے جبکہ ان دونوں کے بیٹھنے کے بعد شاگل اور دوسرے ساتھی بھی بیٹھ گئے۔

"جنرل گھوشی"...... صدر نے جنرل گھوشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... جنرل گھوشی نے سیٹ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیں اور بیٹھ کر بات کریں"...... صدر نے خشک لہجے میں کہا اور جنرل گھوشی واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ نے واگرہ چھاؤنی اور لیبارٹری کی مکمل تباہی کی جو رپورٹ دی ہے اس میں خصوصی طور پر یہ درج کیا ہے کہ ایسا سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کی نااہلی کی وجہ سے ہوا ہے۔ کیا آپ اس کی تفصیل بتائیں گے"...... صدر نے خشک لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... جنرل گھوشی نے کہا اور پھر اس نے شاگل کے مشرقی دیوار کے قریب موجود ہیلی کاپٹر میں اکیلے بے ہوش ہونے اور پھر پاکیشیائی ایجنٹوں سے اس کی سودے بازی اور آخر میں زیرا پیراشوٹ باندھ کر اکیلے جانے کی تفصیل بتا دی۔

"جناب، چیف شاگل کی وجہ سے ہم اس ہیلی کاپٹر پر بھی حملہ نہ کر سکے البتہ جب وہ لوگ واقعی نکلتے نظر آئے تو ہم نے ہیلی کاپٹر کو اتنا نقصان پہنچانے کی اجازت دے دی کہ جس سے وہ نیچے اترنے پر مجبور ہو جائیں اور انہیں پکڑا جا سکے لیکن اس دوران لیبارٹری تباہ ہو گئی اور پھر اس کے اثرات قریبی اسلحہ سٹور پر پڑے اور پھر پوری واگرہ چھاؤنی تباہ ہو گئی۔ اس نقصان زدہ ہیلی کاپٹر میں چیف شاگل ایک بار پھر

بے ہوش پڑے ہوئے ملے ۔ان کا زیرو پیرا شوٹ بھی اتار لیا گیا تھا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے دو جیپیں اور ایک فوجی ہیلی کاپٹر بھی تباہ کر دیا۔اس کے باوجود انہیں انتہائی دور دور تک تلاش کیا گیا لیکن وہ نہ مل سکے ۔اگر چیف شاگل صاحب اس طرح اکیلے ان کے ساتھ نہ جاتے تو وہ لیبارٹری میں پھنس گئے تھے اور کسی صورت بھی زندہ سلامت باہر نہ نکل سکتے تھے اور نہ ہی لیبارٹری اور نہ ہی واگرہ چھاؤنی تباہ ہوتی اور سینکڑوں کی تعداد میں فوجی افسر اور سپاہی بھی ہلاک نہ ہوتے اور نہ گن شپ ہیلی کاپٹر اور دوسرے ہتھیار تباہ ہوتے لیکن ہم ان کی جان بچانے کے لئے اس لئے مجبور تھے کہ یہ سیکرٹ سروس کے چیف تھے "...... جنرل گھوشی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" انہوں نے لیبارٹری کیسے تباہ کی ۔کیا ان کے پاس ایسا اسلحہ تھا جس سے وہ لیبارٹری تباہ کر سکتے"...... صدر نے کہا۔

" یس سر۔وہ چیف شاگل کو اغوا کر کے ساتھ لے گئے اور جناب لیبارٹری کے نیچے ایک خصوصی کمرہ محفوظ رہا ہے جہاں فون کالیں ٹیپ ہوتی ہیں ۔اس ٹیپ سے پتہ چلا کہ شاگل صاحب نے خود ڈاکٹر وشنو کو فون کر کے مجبور کیا کہ وہ مشرقی راستہ کھول دیں ۔اس طرح دشمن لیبارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ۔ اگر چیف شاگل ایسا نہ کرتے تو وہ لوگ کسی صورت بھی لیبارٹری میں داخل نہ ہو سکتے تھے "...... جنرل گھوشی نے کہا۔

" لیکن وہ عمران آوازوں کی نقل کرنے کا ماہر ہے ۔اس لئے ہو سکتا

ہے کہ اس نے چیف شاگل کی آواز میں ڈاکٹر وشنو سے بات کی ہو "...... صدر نے کہا۔

" جناب اگر ایسا ہوتا تو ڈاکٹر وشنو تک کال ہی نہ پہنچتی ۔ کیونکہ چھاؤنی میں نہ صرف سپر کمپیوٹر ہے جو صرف فیڈ شدہ آوازوں کو کراس کراتا ہے بلکہ لیبارٹری میں خصوصی طور پر وائس چیکر کمپیوٹر بھی منسلک تھا۔اس لئے نقلی آواز کسی صورت بھی ڈاکٹر وشنو تک نہیں پہنچ سکتی اور جہاں تک میں سمجھا ہوں وہ چیف شاگل کو اپنے ساتھ ہی اس لئے لے گئے تھے کہ ان سے کال کرا کر لیبارٹری کھلوا سکیں اور چیف شاگل نے ان کی بات مان کر ڈاکٹر وشنو سے لیبارٹری اوپن کرا دی جس کے بعد یہ سب کچھ ہوا"...... جنرل گھوشی نے جواب دیا۔

" چیف شاگل، آپ ان الزامات کا کیا جواب دیتے ہیں "۔صدر نے اس بار چیف شاگل سے کہا۔

" جناب، جب میں واگرہ گاؤں کے ملٹری ہیڈ کوارٹر میں گیا۔مجھے کرنل چوپڑہ نے کال کیا تھا کہ انہوں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو پکڑ کر ہلاک کر دیا ہے تو وہاں میرے سر پر ضرب لگا کر مجھے بے ہوش کیا گیا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں چھاؤنی میں تھا۔اس کے بعد اس عمران سے بات ہوئی ۔وہ لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتا تھا تو میں لیبارٹری کو بچانے کے لئے اور اسے باہر نکالنے کے لئے اپنی جان کی قربانی دینے پر تیار ہو گیا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ وہ مجھے لازماً ہلاک کر دیں گے لیکن انہوں نے اچانک مجھ پر ایک بار پھر وار کیا اور میں بے ہوش ہو گیا اور پھر

جب مجھے ہوش آیا تو پتہ چلا کہ یہ لوگ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس ہی نہ کر سکے حالانکہ جدھر وہ گئے تھے وہاں میلوں تک وسیع میدان تھا اور وہ لوگ بغیر کسی سواری کے تھے۔ اگر جنرل گھوشی اپنے ہوش حواس درست رکھتے یا مجھے فوری طور پر ہوش میں لے آتے تو میں لازماً انہیں ٹریس کر کے ہلاک کر دیتا لیکن مجھے اس وقت ہوش میں لایا گیا جب وہ لوگ غائب ہو چکے تھے"...... شاگل نے کہا۔

"جنرل گھوشی۔ کیا آپ نے وہ ٹیپ اپنی رپورٹ کے ساتھ ارسال کی ہے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... جنرل گھوشی نے جواب دیا۔

"ان حالات میں سراسر شاگل صاحب قصوروار نظر آتے ہیں۔ اس عمران نے انہیں اپنے مشن کے لئے استعمال کیا اور یہ استعمال ہوئے جس کی وجہ سے کافرستان کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس لئے میں ان کے کورٹ مارشل کا حکم دیتا ہوں۔ چیف آف ملٹری انٹیلی جنس چیف شاگل کو گرفتار کریں گے اور جنرل گھوشی ملٹری کورٹ بنا کر ان کا کورٹ مارشل کرائیں گے اور یہ کام آج شام تک مکمل ہو کر اس کی فائنل رپورٹ مجھے مل جانی چاہئے اور سیکرٹ سروس کا نیا چیف پرائم منسٹر صاحب منتخب کریں گے۔ احکامات کی تعمیل کی جائے"...... صدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو ان کے اٹھتے ہی شاگل سمیت سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

"چیف شاگل، میں نے آپ کو بڑے طویل عرصے تک مواقع دیئے لیکن اب معاملات اپنی انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ اس لئے اب آئی ایم سوری۔ اب انصاف ہو گا"...... صدر نے کہا۔

"جناب، گستاخی معاف۔ آپ بے شک میرا کورٹ مارشل کرائیں لیکن جنرل گھوشی تو خود اس معاملے میں ایک فریق ہیں۔ ان کی حماقتوں کی وجہ سے مجھے یہ دن دیکھنا پڑا ہے۔ اس لئے آپ خود ملٹری کورٹ بنا دیں۔ پھر مجھے جو سزا ملے گی مجھے قبول ہو گی"۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سر، چیف شاگل کی بات قانونی طور پر درست ہے"...... پرائم منسٹر نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جائز بات ہے تو پھر آپ خود کورٹ کا انتخاب کریں گے"...... صدر صاحب نے پرائم منسٹر سے کہا اور شاگل نے بھی اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اسے یہ بات پسند ہو۔ اس کی بجھی ہوئی آنکھیں دوبارہ چمک اٹھی تھیں کیونکہ اسے معلوم تھا کہ پرائم منسٹر اس کا حمایتی ہے۔

ختم شد